13/9 618
136062

ازعموں زادہ سے کیا توقع ہوسکتی ہے۔ کی طرف اکیا اور دیوار کھڑی کر لی - ان دنوں میں کشمیر کے
بلول و فرید آباد ہوتا ہوا ۱۳۱ - رچناب پر فروکش تھا کہ اس خبر کو سنکر ایلغار کرکے لاہور روانہ
روپیہ تقسیم کیا - یہاں حضرت شیخ ہوئے تو اہل قلعہ کو خبر بھیجی کہ مین دولت خواہی کے قصد سے آیا
درویشوں کو روپیہ تقسیم کیا - ۱۴۱ - دوسرے روز بیر چند ہمراہیوں کے قلعہ میں لے آئے
خدمت بہت کرتا تھا - ہزاری ذات کا اضافہ اوسکے
کے تعاقب میں چلا آتا ہوں
ایماقات جو میرے ہمرکاب تھے اونمیں سے بعضے خسرو سے اتفاق رکھتے ہے
خاطر میں دغدغہ و تفرقہ آئے اونکے کلان تروں کو دو ہزار روپے انعام سواد ہائے اعظم میں
مستعد جمع ہو گئے
بیں تقسیم کردیں اور مراحم جہانگیری کا امیدوار کریں - ۱۶۱ - کو پانی پت
میرے آباے کرام و اجداد ذوی الاحترام پر ہمیشہ مبارک و فرخندہ تھی - اس شہر سے پہلے
فتح عظیم حاصل ہوئی ہمیں ایک ابراہیم کو بابر نے شکست دی تھی جسکا ذکر تواریخ میں
دوم والد ماجد بزرگوار نے ہیمو پر فتح حاصل کی تھی جب خسرو دہلی میں کر پرگنہ مذکور کی طرف متوجہ ہوا - تو
عجب اتفاق دلاور خان وہاں آیا ہوا تھا - وہ جمنا سے اتر کر خود سپاہیانہ و قزاقانہ ایلغار
کر کے چلا کہ قلعہ لاہور میں خسرو سے پہلے پہونچ جائے - انہیں دنوں میں لاہور سے ایسی
مقام و منزل میں عبد الرحیم بھی آیا ہوا تھا - دلاور خان نے اوسکو ہدایت کی کہ اپنے بیٹوں کو
میرے بیٹوں کے ساتھ جمنا پار بھیجدے اور خود کنارہ ہوکر میرا منتظر رہے - وہ گرانبار و
ترسندہ تھا - اس کام میں اسقدر توقف کیا کہ خسرو آگیا اور وہ اس پاس چلا گیا اور اوسنے
خطاب ملک انور اسکا پایا - ور نبرد میں صاحب اختیار ہوا - دلاور خان مردانہ لاہور کو گیا
اور راہ میں ہر کسی کو اور ہر طایفہ کو ملازمان درگاہ میں سے اکثر ورلیون اور سوداگر وغیرہ
کو خسرو کے خروج کی اطلاع دی - بعض کو اپنے ہمراہ لیا اور بعض کو کہا کہ راہ پر سے کنارے
ہوجاؤ - اوسکے بعد دست اندازوں و ظالموں کے پنجہ سے بندگان خدا امین ہوئے
غالب ظن یہ تھا کہ اگر دہلی میں سید کمال اور پانی پت میں دلاور خان جرأت و ہمت
کرتے اور خسرو کو راہ میں روکتے تو اوسکے ہمراہ کی جماعت تاب مقاومت نہ لاتی اور پریشان

آکی۔ ثانی الحال ہر ایک نے کسی کسی
ے پہلے لاہور کے قلعہ میں پہونچا اَ
سید کمال نے بھی جنگ خسرو میں
عقیل ... ہو۔ ۱۰ ذی الحجہ کرنال میں پہونچ کر
یہاں پانی کی قلت تھی مگر بڑا مینہ برسا جس سے لوگوں کا دل
ن جوانی اوزبک کو ستاون منصبداروں کے ساتھ شیخ فرید کی کمک کے
س ہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے بھیجا۔ سات ہزار روپیہ جمیل بیگ کو دیا۔
م رے۔ میر شریف امین کو دو ہزار روپیہ دیئے۔ ۲۴ ماہ مذکور کو خسرو کے
ی پکڑے آئے۔ انجمین سے دو نے اوسکی نوکری کا اقرار کیا اونکو میں نے ہاتھیوں کے
ر تلے دلوایا۔ اور تین آدمیوں نے انکار کیا۔ اونکو زیر حوالات تحقیقات کے لئے رکھا۔
۱۳۔ فروری سنہ مرزا حسین و نور الدین قلی کوتوال شہر میں داخل ہوئے۔ ۲۴ فروری کو
دلاور خان کا فرستادہ میرے پاس آیا اور یہ خبر دی کہ خسرو نے خروج کیا ہے اور لاہور کا
قصد رکھتا ہے حضور خبردار رہیں۔ اسی تاریخ لاہور کے دروازے محفوظ و مضبوط کئے گئے تاریخ
مذکور سے دو روز بعد دلاور خان کے تھوڑے آدمی قلعہ میں داخل ہوئے۔ برج و بارہ کو استحکام
کرنا شروع کیا۔ جہاں شکست بخت تھی اوسکی مرمت کی۔ قلعہ کے اوپر توپیں اور ضربزنیں
لگائی گئیں جنگ کی تیاری کی گئی۔ بادشاہی قلعہ کے اندر خدمات پر متعین ہوئے
اور شہر کے آدمیوں نے بھی اخلاص کے ساتھ مدد اور معاونت کی۔ دو روز کے بعد کہ فی الحجہ
سلہ انجام ہوا تھا خسرو آن پہنچا اور ایک منزل میں اترا اور حکم دیا کہ شہر کا محاصرہ کر کے
لڑائی شروع کی جائے۔ اور ... وازن میں ایک دروازہ کے کسی جانب پر آگ لگا دی جائے اور
اپنے نوکروں کو اوس نے کہا کہ قلعہ کے لے لینے کے بعد میں حکم دونگا کہ سات روز تک شہر کو
وہ لوٹیں اور آدمیوں کی عورتوں اور بچوں کو قید کریں اوسکے نوکروں نے شہر کے ایک
دروازہ میں آگ لگائی۔ دلاور بیگ خان و حسین بیگ دیوان اور نور الدین قلی نے

Marfat.com

1314 618
136062

کوتوال نے دروازہ کے محاذی اندر کی طرف ایک اور دیوار کھڑی کر لی - ان دنوں میں کشمیر کے
تعیناتیوں میں سے سعید خان آب چناب پر فروکش تہا کہ اس خبر کو سنکر ایلغار کر کے لاہور روانہ
ہوا - جب آب راوی پر آیا تو اہل قلعہ کو خبر بہیجی کہ میں دولت خواہی کے قصد سے آیا
ہوں - اہل قلعہ بیس کشتیاں بہیجکر اوسکو مع چند ہمراہیوں کے قلعہ میں لے آئے
قلعہ کے نو روز محاصرہ کے بعد خسرو کو خبر ہوئی کہ میں اس کے تعاقب میں چلا آتا ہوں
تو اوسنے فوج شاہی سے مقابلہ کا ارادہ کیا - ہندوستان کے سواد ہائے اعظم میں سے
لاہور ہے چہہ سات روز میں خسرو پاس دس بارہ ہزار سوار مستعد جمع ہو گئے
اور اس ارادہ سے کہ میرے آگے کی فوج پر شب خون ماریں حوالی شہر سے چلے
سرائے قاضی میں ۱۶ کو مجھے یہ خبر معلوم ہوئی - باوجودیکہ مینہ بہت برستا تہا میں نے
کوچ کا نقارہ بجایا اور سوار ہوا صبح کو سلطان پور میں آیا - دوپہر تک سلطان پور
میں رہا حسب اتفاق اس وقت میری اور خسرو کی سپاہ میں مقابلہ و مقاتلہ شروع
ہوا معز الملک طشت بریانی لایا تہا میں منہ میں نوالہ رکہنے کو تہا کہ جنگ کی خبر آئی بس ایک
لقمہ شگون کے لئے کہا کر سوار ہوا اور آدمیوں کے پہنچنے کا اور کمی افواج کا خیال
کچہہ نہیں کیا بہت جلد جنگ کی طرف متوجہ ہوا - جلیتہ خاصہ کو ہر چند طلب کیا مگر کسی
نے لاکر نہیں دیا - ہتیاروں میں سے سوا نیزہ و شمشیر کے کچہہ اور میرے پاس نہ تہا - خدا کے
بہروسہ پر روانہ ہوا - اول میرے ساتہہ پچاس سوار تہے اور کسی کو خبر بہی نہ تہی کہ آج جنگ
ہو گی - گوبندوال کے پل تک چار پانچ سو کے بہلے سوار میرے ساتہہ ہو گئے - پل سے
گذرتا تہا کہ شمسی توشکچی فتح کی نوید لایا میں نے اس خوشخبری کے لانے کے جلدو میں
خوشخبر خاں کا خطاب اوسکو دیا - میر جمال الدین حسین جسکو خسرو کی نصیحت کے لئے بہیجا تہا
ابہی آیا تہا کہ وہ خسرو کے آدمیوں کی کثرت و شوکت اسقدر بیان کرتا تہا کہ اوس سے
میرے آدمیوں کو خوف ہوتا تہا - باوجودیکہ فتح کی خبر متواتر آتی تہی مگر اس سادہ لوح کو
کسی طرح باور نہیں ہوتا تہا اور تعجب کرتا تہا کہ جس لشکر کو میں نے دیکہا ہے وہ کیونکر

Marfat.com

شیخ فرید کے لشکر سے شکست پا سکتا ہے کہ جو نہایت قلیل اور بے استعداد ہے جب خسرو کا سنگہاسن دو خواجہ سرا لائے تو میر کو اسکا یقین ہوا اور اوسنے میرے پانوؤں میں سر رکہا اور کہا کہ اقبال اوسے زیادہ بالاتر و بلندتر نہیں ہوتا شیخ فرید نے مخلصانہ و فدویانہ سرداری کی سادات بارہ کہ اپنے زمانہ کے شجاع تھے اور ہر معرکہ میں اپنے کارنمایاں دکھاتے تھے ہراول بنے تھے سیف خان ولد سید محمود خان بارہ سردار قوم خود تردداتِ مردانہ کرتا تہا سترہ زخم اوسکے لگے تھے سید جلال تیر کے لگنے سے مرگیا سادات بارہ پچاس ساٹھ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے۔ اونہوں نے پانسو ہزار ہزار بدبختی سواروں کو زخم لگا کے پارہ پارہ کردیا سید کمال کہ اپنے بہائیوں کی کمک کو گیا تہا۔ ایماقات کے چارسو آدمیوں کو پامال کیا اور لشکر شاہی کو غلبہ ہوا خسرو کا صندوق جواہر و نفائس کا جو ہمیشہ وہ اپنے پاس رکہتا تہا شاہی لشکر کو ہاتہ آیا +

که دانست کاین کودک خردسال … شود با بزرگان چنین بدسگال

با ول قدح دردی آرد به پیش … گدازد ز شکوه من و شرم خویش

بسوزاند اورنگ خورشید را … تمنا کند تخت جمشید را

الہ آباد میں مجہے بھی باپ کی مخالفت پر کوتاہ بین دلالت کرتے تھے مگر اصلا یہ بات مجہے معقول و مقبول نہیں معلوم ہوتی تھی اور میں یہ بھی جانتا تہا کہ جس دولت کی بنا باپ کی مخاصمت پر ہو وہ پائداری کیا رکہتی ہے۔ ناقص عقلوں کی مشورے میں بیجا نہیں ہوا عقل و دانش کے ساتھ کام کیا کہ اپنے باپ مرشد و قبلہ و خدائے مجازی کی خدمت میں گیا اور اس نیت درست کی برکت سے جو مجہے [illegible] ہوا وہ حاصل ہوا جس رات کو خسرو بہاگا میں نے راجہ باسو جو کوہستان لاہور کا [illegible] زمیندار ہے رخصت کیا کہ ان حدود میں جہاں خسرو کی خبر و اثر کو سنے حتی الامکان اوسکے گرفتار کرنے میں سعی کرے مہابت خان و مرزا علی اکبر شاہی کو ایک انبوہ لشکر کے ساتھ متعین کیا کہ جس طرف خسرو روانہ ہو فوج مذکور اسکا تعاقب کرے اور میں نے یہ ٹہیرایا کہ اگر خسرو کابل کو جائے تو میں اوسکے پیچھے جاکر پکڑوں اور اگر

کابل ہیں وہ توقف نہ کرے اور بدخشان یا اوسکی حدود میں جائے تو کابل میں مہابت خاں
کو چھوڑ کر خود بخیریت واپس آؤں اور بدخشان نہ جانے کا سبب یہ تھا کہ اگر میں وہاں جاتا
تو خسرو ازبکوں کے پاس چلا جاتا اس میں بادولت کی خفت ہوتی جسوقت لشکر تعاقب
کے لئے روانہ ہوا ہے تو میں نے پندرہ ہزار روپیہ مہابت خاں کو بیس ہزار روپیہ احدیوں
کو دیا تھا کہ راہ میں جس جگہ اوسکی ضرورت ہو خرچ کریں۔ ۲۷ کو لاہور سے ۲ کوس پر منزل
جیپال میں لشکر آیا خسرو دریائے چناب کے کنارہ پر آیا شکست کے بعد اوسکے آدمیوں کی
رایوں میں اختلاف ہوا۔ افغان اور اہل ہند جو اکثر اوسکے قدیمی رفیق تھے یہ چاہتے
تھے کہ ہندوستان کی طرف وہ چلے اور یہاں فساد اور بغاوت کو پھیلائے حسین بیگ
کہ جسکے اہل و عیال و آدمی و خزانہ کابل کی طرف تھا وہ کابل جانے کے لئے کہتا تھا۔
خسرو نے حسین بیگ کی رائے پر عمل کیا تو یک قلم ہندوستانی اور افغان اُس سے جدا ہو گئے
دریائے چناب سے شاہ پور کے گھاٹ سے پار جانے کا ارادہ کیا تو کوئی کشتی نہ ملی سودہرہ
روانہ ہوا۔ یہاں گھاٹ پر ایک کشتی بن ملاحوں کی اور دوسری کشتی گھاس و لکڑیوں سے
بھری اوسکے آدمی لائے۔ خسرو کی شکست سے پہلے صوبہ پنجاب کے کل جاگیرداروں اور
راہداروں و گذربانوں کو حکم ہوا تھا کہ اس قسم کا قضیہ یہاں ہوا ہے وہ خبردار و
ہوشیار رہیں ان تاکیدات کے سبب سے دریاؤں کے گھاٹ بند ہو گئے تھے حسین بیگ
نے چاہا کہ کشتی کے ملاح گھاس و لکڑی کو بن ملاحوں کی کشتی میں اتار کر خسرو کو پار اوتار دیں
اس اثناء میں کمال چودھری سودھرہ کا داماد یہاں آیا۔ اوسنے دیکھا کہ ایک جماعت
رات کو دریا سے پار جانا چاہتی ہے تو اوسنے غل مچا کر ملاحوں سے کہا کہ جہانگیر بادشاہ کا
حکم ہے کہ رات کو اگر انجان آدمی دریا سے گذریں تو اونسے ہوشیار رہنا چاہئے۔ اس
شور و غل سے وہاں آدمی بہت جمع ہو گئے۔ کمال کے داماد نے ملاحوں کے ہاتھ سے
کشتی چلانے کی بلی چھین لی اور کشتی کو چکرایا۔ ہر چند ملاحوں کو روپیہ کا لالچ دیا گیا
مگر کسی نے قبول نہ کیا۔ ابوالقاسم کہ گجرات میں حوالی چناب میں تھا اوسکو یہ خبر پہنچی

Marfat.com

کہ رات کو ایک جماعت آب چناب سے اوترنا چاہتی ہے تو وہ اپنے بیٹوں سمیت یہاں آیا
اب نوبت یہانتک آئی کہ حسین بیگ نے ملاحوں کو تیروں سے پکڑا اور کنارہ پر سے داماد
کمال نے بہی تیر اندازی شروع کی - چار کوس تک کشتی خود چڑہاؤ پر پہنچ گئی اور آخر
شب کو ریگ میں پہنس گئی اور کسی کوشش سے آگے نہ کہسکی صبح صادق ہوئی ابوالقاسم
و خواجہ خضر خان نے ہلال خان کے اہتمام سے دریا کی جانب غربی کو مستحکم کیا تہا اور جانب
شرقی کو زمینداروں نے مستحکم کیا تہا - ہلال خان کو اس حادثہ کے وقوع سے پہلے اس
لشکر کی سزاولی کے لئے بہیجا تہا کہ سعید خان کے ماتحت کشمیر کو جاتا تہا - وہ اس نواح
میں عین وقت پر پہنچا - اسکا اہتمام ابوالقاسم خان نمکین اور خواجہ خضر خان کی جماعت
کے لانے اور خسرو کے گرفتار کرنے میں بڑا دخل رکہتا تہا صبح روز یکشنبہ ۲۹ ماہ مذکور
کو آدمیوں نے ہاتہی اور کشتی پر سوار ہو کر خسرو کو گرفتار کیا - اور دوسرے روز مجہے اوسکی
خبر ہوئی - میں نے امیر الامرا کو خسرو کے لانے کے لئے بہیجا - امور سلطنت و ملک اکثر
اپنی رائے اور فہمید سے کرتا ہوں - اوروں کی تدبیروں سے اپنی تدبیر کو اچہا جانتا
ہوں چنانچہ اول کل بندگان مخلص کی صلاح و صوابدید کے برخلاف میں الہ آباد سے
باپ کی خدمت میں گیا جسسے دین دنیا کی صلاح حاصل ہوئی اور اس تدبیر کے سبب
سے میں بادشاہ ہوا - دوم خسرو کے تعاقب میں کسی چیز کا ساعت کے مقرر کرنے میں
مقید نہیں ہوا - روز پنجشنبہ ۳ محرم سنہ ۱۰۱۵ کو مرزا کامران کے باغ میں خسرو کو دست بستہ
و بپا بزنجیر طرف چپ سے بموجب رسم و تورہ چنگیز خان میرے روبرو لائے حسین بیگ کو
اوسکے داہنی طرف اور عبد الرحیم کو بائیں طرف کہڑا کیا خسرو ان دونو کے درمیان
کہڑا لرزتا اور روتا تہا حسین بیگ اس گمان سے کہ شاید مجہہ نفع ہو پریشان باتیں
بناتا تہا جب اوسکی غرض معلوم ہوئی تو اوسکو چپ کیا اور خسرو کو مسلسل حوالات میں
بہیجا اور ان دو مفتریوں کو گاؤ و خر کی کہالوں میں بند کر کے دراز گوش پر الٹا بٹہلا کے
شہر میں پہرایا - گائے کا پوست بہ نسبت گدہے کے زیادہ جلدی خشک ہو گیا حسین بیگ

چار پہر تک زندہ رہا اور پہر دم گھٹنے سے دم نکل گیا عبدالرحیم خر کے پوست میں تھا خارج سے بھی اوسکو رطوبت پہنچتی تھی وہ زندہ رہا۔

مرزا چلنے کی ساعت نیک نہ آئی تھی اسلئے روز دوشنبہ آخر ذی حجہ سے ۹ محرم مذکور تک کامراں کے باغ میں توقف کیا۔ پہر وال جہاں جنگ ہوئی تہی وہ شیخ فرید کو میں نے عنایت کی اور مرتضٰے خان کا خطاب والا دیا سلطنت کے نظام وانتظام کے واسطے باغ مذکور سے لیکر شہر تک دورویہ داریں کھڑی کیں اور ایماق کے فتنہ انگیزوں کو کہ اس شورش میں خسرو کے ہمراہ تھے سیاست غیر مکرر سے جزا سزا دی۔ اقبال نامہ میں یہ لکھا ہے کہ خسرو کو ہاتھی پر بٹھایا اور داروں کے درمیان پہرایا کہ وہ اپنے ہمراہیوں کو اس عقوبت میں دیکھے اور اپنے عمل زشت سے عبرت پکڑے۔ اوسپر یہ حاشیہ بھی چڑھایا کہ خسرو کو یوں چڑہایا کہ چوبدار سے یہ کہوایا کہ شاہزادہ اپنے خاص ملازموں کا آداب و تسلیمات قبول کرے جن امیدواروں نے دولت خواہی کی تہی اونکو ریاست وجیہ ساہت چناب بہت کے درمیان عطا کی اور ہر ایک کو زمین مدد معاش کے طور پر مرحمت کی حسین بیگ جب مرزا شاہرخ کے ہمراہ اس درگاہ میں آیا تہا تو ایک گھوڑا پاس رکھتا تھا مگر رفتہ رفتہ امیر صاحب خزانہ و دفینہ ہو گیا اور ایسی آزادی کرنے لگا اوسکے مال میں سے سات لاکھ روپیہ میر محمد باقی کے گھر سے نکلا جو روپیہ اور مخلوق میں اوسنے رکھا ہوگا اور اپنے ساتھ لیا ہوگا وہ ابھی معلوم نہیں کہ کتنا ہوگا۔

اقبال نامہ جہانگیری میں اس بیان پر اور اضافہ کیا گیا ہے کہ عبدالرحیم کہ پوست خر میں بند کیا گیا تہا اور شہر میں پہرایا گیا تہا۔ پوست سگ اوسکو پہنایا گیا تہا اور کوچہ و بازار قسم خیار سے اور مرطوب چیزوں سے جو کچھ اوسکو ہاتھ لگتا وہ کہاتا۔ ایکدن زندہ رہا دوسرے روز اوسکو پوست سے نکالا۔ ایک رات دن میں اوسکے پوست میں کیڑے پڑ گئے مگر وہ زندہ رہا۔

چھوٹی توزک میں لکھا ہے جب قلعہ لاہور کی تسخیر سے خسرو اور اوسکے سپہ آرا مایوس ہوئے

اور فوج شاہی کی خبر آئی کہ وہ پیچھے لگی چلی آتی ہے تو اونکو معلوم ہوا کہ ہم نے نہایت
حماقت کی کہ کوئی ایسا مقام ہم نہ پہنچایا کہ جس میں امن سے رہیے۔ اس پریشانی میں وہ
جنگ پر دل نہاد ہوئے اور اونھوں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کے مقدمۃ الجیش پر بارہ ہزار
سپاہ سے شب خون ماریں +

اس ارادہ سے منگل کو مغرب و عشا کے درمیان لاہور کے قلعہ کا محاصرہ چھوڑ
دوسرے دن صبح کو مجھے سرائے قاضی علی میں خبر آئی کہ خسرو محاصرہ چھوڑ کر بیس ہزار سپاہ
کے ساتھ چل دیا۔ اس خبر کے سنتے ہی میرے سینے میں آگ لگ گئی اور میرے دل میں
خیال آیا کہ کہیں اور کسی مہم پر وہ گیا۔ اسی رات کو گو مینہ بہت برس رہا تھا میں نے خیموں کے
اکھیڑنے کا حکم دیا۔ دریا کو گووندوال سے عبور کر کے دیوال میں گیا +

جمعرات کو دوپہر کو شیخ فرید خسرو کی سپاہ کا مزاحم ہوا اور بدنصیب دشمن کے سامنے
آیا میں سلطان پور میں تھا اور میرے سامنے کھانے کا طبق آیا تھا اور میں کھانے کو
تھا کہ خبر آئی لڑائی ہو رہی ہے۔ میں نے شگون کے لئے صرف ایک نوالہ کھایا کہ گھوڑا
تیار ہو کر آیا۔ اور میں اوس پر سوار اور اوسکو دوڑایا میں نے سپاہ کو اپنے ساتھ نہیں لیا۔
اگرچہ میں نے اپنا چلتہ خاصہ مانگا مگر کسی نے نہیں دیا میں نے صرف شمشیر اور نیزہ کو لیا اور
خدا پر بھروسہ کر کے بہت جلد جنگ گاہ کی طرف چلا میرے پاس دس ہزار سوار تھے میں نے
بخشیوں کو حکم دیا کہ وہ اونکو تیار کر کے میرے پیچھے لائیں۔ جب میں گووندوال کے پل پر
آیا تو میں نے بیس ہزار آدمی شیخ فرید کی مدد کو بھیجے +

میں نے میر جمال الدین انجو کو خسرو پاس بھیجا کہ اوسکو یہ نصیحت کرے کہ گو تجھکو شیطان
نے بہکا کے گمراہ کیا ہے کہ بر ملا باپ سے جنگ کر رہا ہے اگر تو میرے ساتھ باپ پاس چلیگا
تو تو اپنے افعال بد کے سلسلے روبرو ندامت ظاہر کریگا تو وہ تیرے سارے قصور معاف کریگا
تو اس جوابدہی سے بچے گا جو خدا کے سامنے باپ کے قتل کرنے کی اور ہزاروں بندگان خدا
کی جان لینے کی کرنی پڑے گی۔ اگرچہ خود دل میں اوس نے ارادہ کیا کہ باپ کی خدمت میں جائے

[illegible] +

Marfat.com

مگر اوسکے فتنہ پرداز اوباش ہمراہیوں نے نہ جانے دیا اور یہ جواب میرے پاس جمال الدین کی زبانی آیا کہ اب تیغ زنی کے سواء کوئی اور بات نہیں ہے۔ خدا جس سر کو سلطنت کے لائق جانیگا اوسکے سر پر تاج رکھے گا +

جب میر جمال الدین کی معرفت میرے پاس یہ جواب آیا تو میرے دل میں اس سرکش بیٹے کے لئے ذرا رحم و رافت باقی نہ رہی۔ مینے شیخ فرید کو حکم بھیجا کہ اب جنگ میں درنگ نہ کرے اوسنے حکم آتے ہی سرکشوں پر حملہ کیا۔ بہادر خان اوزبک نے دس ہزار سپاہ سے عقب پر اور شیخ فرید نے روبرو کی سپاہ پر بیس ہزار لشکر سے حملہ کیا۔ دو گھنٹے دن چڑھے سے مغرب کے وقت تک لڑائی رہی۔ خدا کی عنایت سے مجھے فتح ہوئی اور جنگ اور تعاقب میں دشمنوں کے دس ہزار آدمی مارے گئے +

بہادر خاں وہاں آیا جہاں خسرو گھوڑے سے اوترکر ایک سنگاسن میں اسلئے بیٹھا تھا کہ اسطرح کے ہنگامہ میں کوئی اسے پہچانیگا نہیں یوں قید سے بچ جائیگا۔ بہادر خان نے اسے پہچانکر گھیر لیا اور شیخ فرید بھی یہاں آگیا۔ اب خسرو نے یہ سمجھکر کہ کوئی بھاگنے کی راہ نہیں رہی تو وہ سنگاسن سے باہر آیا اور اوسنے شیخ فرید سے کہا کہ اب زبردستی کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی باپ کے قدموں میں گرنے جاتا ہوں + خدا کی قسم کھائی +

میں گوبند وال کے پل کے سر پر اندیشہ کر رہا تھا کہ دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ میر جمال الدین مجھی سے کہہ رہا تھا کہ مینے خود خسرو کے لشکر میں پچاس ہزار سپاہ دیکھی ہے اور مجھے شبہ ہے کہ شیخ فرید اُنکو مغلوب کرسکے اوسکی سپاہ اور بہادر خان اوزبک کی سپاہ ملکر چودہ ہزار سوار سے زیادہ نہیں ہے۔ میری یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شیخ فرید کی فتح کی اور خسرو کی گرفتاری کی خبر آئی۔ میر جمیل الدین نے گھوڑے سے اُترکر میرے قدموں پر سر رکھکر کہا کہ اقبال کے اصلی معنی یہی ہیں مگر مجھے ابتک اس خبر کے سچے ہونے میں تامل ہے۔ ابھی یہ بات پوری کہنے نپایا تھا کہ خسرو اور اوسکے خواجہ سرا میرے روبرو آئے اور اونہوں نے میرے سامنے اپنا سر زمین پر رکھا۔ یہ دیکھکر میر کو تعجب ہوا اور اوسنے دوبارہ میرے قدموں پر

سر رکھہ کر کہا کہ یہ اقبال ہی جو خدا نے حضور ہی کو دیا ہے - دونو شیخ فرید اور ابو قاسم اور ز
(بہادر خان) نے اپنی بڑی جوانمردی اور بہادری دکھائی تھی اسلیئے دونو کو میں نے پنجہزار
منصب دیا اور اونکے ساتھہ نقارہ وعلم اور اسپ مع ساز مرصع اور کمر بند مرصع
کیا اور بہادر خاں کو قندہار کا حاکم مقرر کیا شیخ فرید پہلے دو ہزاری امیر تھا اب میں نے پنجہزاری
کر دیا سیف خان پسر سید محمود عمدہ خدمات بجا لایا اور سترہ زخموں سے کم اوسکے نہیں لگے
اور سید جلال الدین کے ایک زخم ایسا لگا کہ وہ چند روز زندہ رہ کر مر گیا -

خسرو کے دو سپہ سالار سید جل لول اور اوسکا بھائی نقارہ شاہی کی دہوں دہوں سنتے
ہی لڑائی کے ابتدا میں بھاگے چارسو اور یماق لڑائی میں مارے گئے اور سب جگہ سے سات سو
آدمی قید ہو کر میرے روبرو آئے خسرو کا صندوقچہ جس میں دو کروڑ مثقالی اشرفی کے
جواہر تھے بعض آدمیوں کے ہاتہہ میں آگیا مگر یہہ آدمی نہ معلوم ہوئے کہ کون تہے اس پنجشنبہ
کو میں لاہور کے قلعہ میں داخل ہوا اور اس گنبد میں بیٹھا جو میرے والد ماجد نے اسلیئے بنایا تہا
کہ ہاتہیوں کی کشتی کا تماشا دیکہا کرے - یہاں بیٹہہ کر میں نے حکم دیا کہ تیز چوبیں دریا راوی
میں گاڑی جائیں ان سات سو مفتریوں کو جو خسرو کے ساتہہ بغاوت کی سازش میں
شریک ہوئے تہے زندہ کہال کھچوائی - اس سے زیادہ کوئی عذاب کی تعزیر مجرموں کے لیئے نہیں ہے
کہ وہ دیر تک تکلیف میں سسکتے رہیں ایسے عبرت لوگوں کو ہوتی ہے کہ وہ سرکشی کا
خیال اپنے محسن سے نہیں کرتے ہیں - میرا خزانہ آگرہ میں تھا اصلاح دولت یہ نہ تھی کہ میں اپنی
اپنی ابتداء سلطنت میں مدت تک لاہور میں رہوں میں نے لاہور سے آگرہ کی طرف کوچ
کیا اور خسرو کو دلاور خاں کے حوالہ کیا کہ وہ اسکی نگرانی خوب رکھے +

۲۶ صفر کو ۱۰۱۵ھ کو میں دار السلطنت آگرہ میں آیا - کم بخت خسرو نے اپنی بد افعالی کی
ندامت کے سبب سے تین رات دن تک نہ کھایا نہ پیا اور روتا رہا - غم و غصہ و بھوک و پیاس میں گھلتا رہا
اوسکو اپنے گناہ کی ندامت ایسی تھی جیسی کہ ولیوں کو ہوتی ہے اوسنے آخر یہ چاہا کہ زندہ
رہنے کے لیئے کچھہ کھانا ضرور ہے - اگر وہ نہ کھاتا تو تین رات دن تک کھانے سے چوتھی روز وہ

مرجاتا - ان دونون بیانون کا مقابلہ کرکے دونو توزکون کے اختلاف اور اشتراک کو دیکھو

بادشاہ نہم محرم کو قلعہ لاہور میں آیا - دولت خواہون کی جماعت نے عرض کیا کہ ان ایام میں صوبہ گجرات و دکن و بنگالہ میں فی الجملہ خلل ہے آگرہ جانا مصلحت ہے - یہ تجویز جہانگیر کو اس لئے پسند نہ آئی کہ شاہ بیگ کی عرایض سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قندہار کی طرف قزلباش فساد کرنے والے ہیں چنانچہ حسین خان حاکم ہرات کی کمک سے اس نواح کے جاگیردار قندہار پر چڑھ آئے اور اوس کا محاصرہ کرلیا - شاہ بیگ کی ہمت و مردانگی پر شاباش ہے کہ مردانہ پاؤں جماکے قلعہ کو مضبوط اور مستحکم کیا اور خود قلعہ مذکور کے ارک سوم پر اس طرح بیٹھا کہ باہر والے علانیہ اوسکی مجلس دیکھتے تھے - محاصرہ کے دنون میں کمر نہ باندھی - سروپا برہنہ مجلس عیش و نشاط کو گرم رکھا اور کوئی روز ایسا نہ ہوتا تھا کہ قلعہ سے باہر لشکر غنیم کی برابر وہ سپاہ نہ بھیجتا اور مردانہ کوشش نہ کرتا لشکر قزلباش نے اوس کا مین طرف سے محاصرہ کر رکھا تھا —— جب یہ خبر جہانگیر کو لاہور میں پہنچی تو ان حدود میں توقف مناسب جانا - اور فوراً ایک فوج کلان بسرداری مرزا غازی بخبرداری بھیجی اور اوسکے ہمراہ اور بڑے بڑے منصبدار اور امیر روانہ کئے اوسکے ہمراہی بقرا خان کو تنتالیس ہزار روپیہ اور قلیج بیگ کو پندرہ ہزار روپیہ مددخرچ کے لئے ملا اس خدشہ کے رفع کرنے کے لئے اور کابل کی سیر کے لئے بادشاہ نے لاہور میں توقف کیا +

گوبندوال میں دریاء بیاہ کے کنارہ پر مصرا رجن رہتا تھا - اوسنے خسرو کے ہاتھ پر زعفران کا قشقہ نیک شگونی کے لئے لگایا اس قصور میں جہانگیر نے اوسکو قتل کیا اور مال اور اسباب و مکان و منازل اوسکے سب ضبط کئے خسرو جب لاہور میں تہا تو راجو اور ابنا نے لوٹ مار مچائی تھی راجو کو دار پر کھینچا اور ابنا سے ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ ڈنڈ لیکر خیرات میں صرف کیا جب خسرو بھاگا تھا تو میں نے یہ قرار دیا تھا کہ جب تک خسرو کو نہیں پکڑ لونگا کہیں توقف نہ کرونگا اور یہ احتمال تھا کہ خسرو ہندوستان کی

جانب اپنا رخ پھیریگا - ایسی حالت میں دار الخلافہ آگرہ کا خالی چھوڑنا صلاح ملک داری سے بعید تہا وہ مرکز دولت اور محل سلطنت و مقام نزول سرا پردگیان محل مقدس و گنجہائے عالم کا مدفن تہا اسلئے جب میں نے آگرہ سے خسرو کے تعاقب میں توجہ کی تو پرویز کو لکھا کہ تیرے اخلاص و خدمت نے یہ نتیجہ دیا کہ خسرو وہاں سے بھاگا اور سعادت تیرے پاس آئی - میں نے اوسکے تعاقب میں ایلغار کیا ہے مہمات رانا کو مقتضائے و اصلاح دولت کسی نوع سے تو فیصلہ کر کے خود جلد آگرہ میں آجا - پائے تخت اور خزانہ تجکو حوالہ کیا اور تجکو خدا کے سپرد کیا پہلے اسکے کہ پرویز پاس یہ حکم پہنچے رانا نے عاجز ہو کر آصفخان پاس آدمی بھیجا کہ میں اپنے کئے سے خجل و نادم ہون - امیدوار ہوں کہ تم میرے شفیع ہو کر شہزادہ کو کسی نوع سے اسپر راضی کرلو کہ میں اپنے بیٹے باگھ کو اس پاس بھیجدوں - پرویز اس بات پر راضی نہ ہوا اور اوسنے کہا کہ خود تو میرے پاس آ یا کرن کو بھیج اسی وقت خسرو کی فتنہ انگیزی کی خبر پہنچی وقت کا ملاحظہ کر کے آصف خان اور دولت خان باگھ کے آنے پر راضی ہوگئے اور نواحی منڈل گدہ میں شہزادہ کی خدمت میں باگھ آیا - پرویز راجہ جگناتھ اور امرا تعیینات کو لشکر میں چھوڑ کر خود آصف خان اور چند اور اہل خدمت کے ساتھ آگرہ کو روانہ ہوا - اور باگھ کو درگاہ والا میں بھیجا - جب وہ حوالی آگرہ میں آیا اور فتح اور گرفتاری خسرو کی خبر اوسنے سنی تو دو روز مقام کیا اور اوس پاس میرا حکم پہنچا کہ میری خاطر سب طرف سے جمع ہے بہت جلد میرے پاس آ - وہ نہایت شوق سے ایام برسات میں دور دراز مسافتیں طے کر کے میرے پاس آیا اور میں نے دس ہزاری منصب اور آفتاب گیر اوسکو مرحمت کیا + پرویز و رانا +

دانیال کے فرزندوں کو مقرب خان میرے پاس لایا تین بیٹے اور چار بیٹیاں تہیں بیٹوں کے نام طہمورث - بایسنغر - ہوشنگ تہے میں نے اونپر ایسی مرحمت و شفقت کی کہ کسی کو اسکا گمان بہی نہ تہا سب سے بڑے بیٹے طہمورث کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہے اور باقی کو میں نے اپنی بہنوں کو سپرد کردیا کہ وہ اونکی خبرگیری کریں + دانیال کی اولاد +

Marfat.com

یہ میرے باپ کا ضابطہ تھا کہ عمدہ خدمات پر دو آدمیوں کو شریک کر کے مقرر کرتا تھا۔ اس سبب سے نہیں کہ بے اعتمادی تھی بلکہ اس وجہ سے کہ بشریت ہے اور آدمی کوفت و بیماری سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر ایک کو تشویش یا مانع پیش آئے تو دوسرا حاضر ہوتا کہ کاموں اور مہمات میں بندگان خدا معطل نہ رہیں۔ میں بھی اس ضابطہ کا پابند تھا۔ بندیل کھنڈ میں امچند رسیر سندکوار کو جو مدت سے فتنہ انگیزی کرتا تھا عبداللہ خاں نے کالپی سے ایلغار کر کے گرفتار کیا اور کالپی میں لایا۔ اور پھر میرے پاس بھیجا میں نے اوسپر ایسی مہربانی کی جسکا خیال بھی اوسکو نہ تھا اور صوبہ بہار کے بڑے زمیندار سنگرام کو جو تین چار ہزار سواروں کی جمعیت رکھتا تھا اور بڑا فساد مچایا تھا جہانگیر قلی نے اوسکو تفنگ سے نابود کیا۔ دلیپ سنگھ ولد رائے رہسنگھ کو نواحی ناگور میں کہ مضافات اجمیر سے ہے زاہد خاں پسر صادق خاں و عبدالرحمن بن شیخ ابوالفضل نے لڑکر شکست عظیم دی اور اوسکے بہت آدمی مارے وہ جنگل میں بھاگ گیا +

بست دوم ذیقعد ۱۰۱۵؁ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۰۷؁ کو نوروز ہوا رسم معہود کے موافق جشن ہوا۔ اوس روز عرائض قندہار سے مجھے معلوم کہ لشکر بسر کردگی میرزا غازی ولد میرزا جانی کے شاہ بیگ کی کمک کے لئے تعین ہوا تھا وہ ۱۳ شوال سنہ مذکور کو بلدہ قندہار میں داخل ہوا۔ قزلباشوں نے جب قندہار سے ایک منزل پر اس لشکر شاہی کے آنیکی خبر سنی تو وہ سراسیمہ و پریشان کنارہ آب ہلمند تک ۵۶ کوس بھاگ گئے۔ اب معلوم ہوا کہ حاکم فراہ اور اس نواح کی ایک جماعت حکام نے حضرت عرش آشیانی کے مرنے کے بعد یہ خیال کیا تھا کہ اس آشوب میں قندہار آسانی سے ہاتھ آجائیگا بغیر اسکے کہ شاہ عباس کا حکم اُن پاس پہنچے جمعیت کر کے اور ملک سیستان کو اپنے ساتھ متفق کر کے حسین خان حاکم ہرات پاس آدمی بھیجکر اوس سے کمک طلب کی اوسنے بھی ایک جماعت بھیجی اِن سب نے متفق ہو کر چڑھائی کی۔ یہان کے حاکم شاہ بیگ نے اس خیال سے کہ جنگ و سردار داگر شکست ہوگی تو قندہار ہاتھ سے جائیگا۔ قلعگی جنگ نمودار سے بہتر جانا اور قلعداری کی تیاری اور تیز رو قاصد میرے پاس بھیجے میں لاہور میں تہا اس خبر کے

ورود دوم عرضی قندہار +

سنتے ہی ایک فوج کلان اور امرا اور منصب اردن کو بسرداری مرزا غازی روانہ کیا پہلے
اسکے کہ مرزا قندہار میں پہنچے شاہ ایران کو خبر ہوئی کہ حاکم فراہ نے مع اس نواح کے
بعض جاگیرداروں کے ولایت قندہار کا قصد کیا ہے اس بات کو نامناسب سمجھکر حسن بیگ
کے ہاتھ ایک فرمان اونکے نام بھیجا کہ قلعہ قندہار کو چھوڑکر اپنے اپنے مقام پر اس سبب سے
چلے جائیں کہ جہانگیر کے سلسلہ علیہ سے محبت و موالات قدیم سے ہے۔ یہ جماعت پہلے
اسکے کہ حسن بیگ اس پاس پہنچے اور حکم شاہ پہنچائے لشکر شاہی کی خبر سنتے ہی چلے گئی
تھے حسن بیگ ان آدمیوں کو ملامت کرکے میرے پاس لاہور میں آیا اور بیان کیا کہ
یہ جماعت قندہار پر شاہ عباس کے حکم بغیر چڑھ آئی تھی۔ ایسا نہ ہو کہ حضور کی خاطر پر
گرانی ہو۔ اسلئے میں حاضر ہوا ہوں غرض جب قندہار میں لشکر پہنچ گیا تو وہ سردار خان
کے سپرد ہوا۔ اور شاہ بیگ مع لشکر کمک لیکر عازم درگاہ ہوا۔ میرے پیش نہاد ہمت تھا
کہ اپنے آباو اجداد کے ملک موروثی ولایت ماوراءالنہر کو فتح کروں اس لئے میں
چاہتا تھا کہ ہندوستان کو مفسدوں و متمردوں کے خس و خاشاک سے پاک صاف کروں اور
اس ملک کو کسی فرزند کو سپرد کرکے خود آراستہ لشکر جرار اور فیلان برق رفتار اور خزانہ
وافر ہمراہ لیکر ولایت موروث کی تسخیر پر متوجہ ہوں۔ اس ارادہ کی وجہ سے پرویز
کو رانا کی دفع کے لئے بھیجا اور خود ملک دکن کی عزیمت رکھتا تھا کہ اس اثناء میں
خسرو نے ایسی حرکت ناشائستہ کی کہ ضرور ہوا کہ اسکا تعاقب کرکے اوسکے فتنہ
کو دفع کروں اسی سبب سے پرویز کی مہمات نے صورت پسندیدہ نہ پیدا کی اور مصلحت
وقت پر نظر کرکے رانا کو مہلت دی اور اوسکے ایک بیٹے کو ہمراہ لیکر وہ میرے پاس آنے
کے لئے روانہ ہوا اور لاہور میں غرض جب خسرو کے فساد سے خاطر جمع ہوئی اور قزلباش
نے جو قندہار کا محاصرہ کر رکھا تھا اونکی شورش بھی بھلی طور پر دفع ہوئی تو دلمیں
کہ کابل میں جاکر سیر و شکار کیجیے کہ وہ بھی وطن مالوف کا حکم رکھتا ہے پھر ہندوستان
آئے اور اپنے ارادوں کو قوۃ سے فعل میں لائے +

سنہ ۱۰۳۰ھ

۲ ذی حجہ قلعہ لاہور سے باغ دل آمیز میں کہ راوی کے کنارہ پر ہے منزل گزین ہوا۔
اور چار روز یہان توقف کیا - ۱۹ فروری روز یکشنبہ کو کہ آفتاب کا روز شرف ہے اس
باغ مین بسر کیا اور بعض اپنے بندون کا اضافہ منصب کیا اور دس ہزار روپیہ حسین بیگ
فرستادہ دارائے ایران کو عنایت کئے - قلیج خان و میران صدر جہان و میر شریف آملی
کو لاہور مین متعین کیا کہ اتفاق کے ساتھ وہ ان مہمات کا انصرام کریں جو پیش آئیں
دوشنبہ کو باغ مذکور سے موضع ہری پور میں آیا کہ شہر سے ساڑھے تین کوس ہے
سہ شنبہ کو جہانگیر پور میں آیا یہ موضع میری مقرری شکارگاہون میں ہے اوسکے حوالی
میں میرے حکم سے آہو کی قبر پر جسکا نام ہنس راج تھا مزار بنایا گیا ہے - یہ آہو آہوان
جنگی میں اور آہوان صحرائی کے صید میں بے نظیر تھا اور اس مینار پر ملا محمد حسین کشمیری نے
کہ خوش نویسون میں سرآمد تھا یہ نثر ایک پتھر پر منقش کی ہے کہ دریں فضائے دلکش
آہوئے بدام جہاندار خدا آگاہ نور الدین جہانگیر بادشاہ آمدہ در عرض یکماہ از وحشت صحرائی
برآمدہ سرآمد آہوان خاصہ گشت بنا بر ندرت مذکور حکم کردم کہ ہیچکس قصد آہوان این صحرا
نکند و گوشت آنہا بر ہندو و مسلمان حکم گوشت گاو و گوشت خوک داشتہ باشد و سنگ قبر
او را بصورت آہو مرتب ساختہ نصب کنند اور سکندر معین کو کہ پرگنہ مذکور کا جاگیردار
تھا حکم دیا کہ جہانگیر پور میں مستحکم قلعہ بنایا جائے - پنجشنبہ ۱۴ کو پرگنہ چند الہ مین منزل
ہوئی - روز شنبہ ۱۶ کو یک منزل درمیان حافظ آباد میں ان منازل میں منزل ہوئی
کہ میر قوام الدین نے وہاں کے کروری سے بنوائی تھیں دو کوچ میں دریائے چناب کے
کنارہ پر پہنچا اور پنجشنبہ ۲۱ ذی حجہ کو اس دریا کے پل سے عبور کر کے پرگنہ گجرات کے
حوالی میں گیا یہاں منزل ہوئی - جنت الدماجد کشمیر کو جاتے تھے تو دریا کے کنارہ پر یہ
قلعہ تعمیر کیا تھا - گوجروں کا گروہ جو اس نواح میں دزدی اور راہزنی کرتا تھا اُس کو
اس قلعہ میں لا کر آباد کیا اس سبب سے کہ وہ گوجروں کا مسکن بنا اسکا نام گجرات رکھ کر
علیحدہ پرگنہ مقرر کیا - گوجروں کی قوم کشت و کار کمتر کرتی ہے اور شیر و جغرات پر

Marfat.com

اپنی اوقات بسر کرتی ہے۔ روز جمعہ کو گجرات سے پانچ کوس پر خواص پورہ میں منزل ہوئی اسکو
خواص خان غلام شیر خان نے آباد کیا تھا۔ اور دو منزل درمیان کے بعد دریائے بہت پر مقام
ہوا۔ اس دن شدت سے ہوا چلی اور کالی گھٹا آسمان پر آئی۔ مینہ اس شدت سے برسا کہ بوڑھے
بوڑھے آدمی کہتے تھے کہ ہم کو ایسا مینہ برسنا یاد نہیں۔ پہر اولے مرغی کے انڈے کی برابر
پڑے۔ پانی کی طغیانی اور بارش کی شدت سے پل ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنے اہل حرم اور
مقربوں کے ساتھہ کشتی میں عبور کیا کشتیاں کم تھیں۔ میں نے حکم دیا کہ آدمی پہلے کشتیاں
لاکر از سر نو پل باندھیں ایک ہفتہ میں یہ پل بنا اور تمام لشکر بفراغت گذرا۔ کشمیر میں
دریائے بہت کا منبع ایک چشمہ ہے ترناگ اسکا نام ہے اور ہندی زبان میں ترناگ
سانپ کو کہتے ہیں بظاہر اس مکان میں کوئی مار بزرگ ہوگا۔ اپنے باپ کی حیات میں
دو مرتبہ اس سرچشمہ پر میں گیا تھا۔ شہر کشمیر سے وہ بیس کوس پر ہے۔ وہ مثمن حوض کی شکل کا
ہے تخمیناً بیس گز سے نیس گز ہوگا۔ اس نواح میں پاصنت مندوں کی عبادت گاہ کے آثار
سنگین حجرے اور غار متعدد موجود ہیں۔ اس سرچشمہ کا پانی نہایت صاف ہے جس کے
عمق کا قیاس نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک خشخاش کا دانہ اس میں ڈالیں تو وہ زمین پر پہنچنے
تک دکھائی دیگا۔ میں نے سنا تھا کہ یہ چشمہ تھاہ نہیں رکھتا اسلئے میں نے رسی میں پتھر باندہ
کے لٹکایا تو آدمی کے ڈیڑہ قد کے موافق عمق نکلا۔ بعد از جلوس میرے حکم سے اطراف چشمہ
کو پتھر سے بستہ کر کے اوسکی اطراف میں باغچے لگائے۔ جو کہ اوسکی جدول بنایا اور دور چشمہ
پر ایوان اور خانے بنائے تھے اس مقام کو ایسا مرتب کر دیا کہ ربع مسکون کے سیر کرنیوالے
کہتے ہیں کہ ایسی جگہہ کم نشان ہے۔ شہر سے دو کروہ پر موضع پام پا پم پور میں چشمہ کا پانی پہنچتا
ہے تو زیادہ ہو جاتا ہے اور کشمیر کا زعفران یہیں حاصل ہوتا ہے معلوم نہیں کہ دنیا میں کسی جگہ
یہاں سے زیادہ زعفران ہوتا ہو۔ ہر سال ہندوستانی پانسو من زعفران پیدا ہوتا ہے
میں اس سرزمین میں اپنے باپ کے ساتھہ موسم گل زعفران میں آیا تھا۔ تمام عالم کے پھولوں
میں اول شاخ بعد ازاں برگ پھر گل آتا ہے۔ بخلاف اسکے گل زعفران ہے کہ خشک زمین سے

Marfat.com

چار انگشت اوسکی ساق نکلتی ہے تو پہول سوسنی رنگ کا جسکی چار پتیاں ہوتی ہیں نکلتا ہے
اور چار ریشہ نارنجی مثل گل معصفر اوسکے اندر ہوتے ہیں اور در- ازی میں ایک پور کی برابر
زعفران یہی ہوتا ہے- وہ خشک زمین میں جسکو پانی نہیں دیا جاتا ڈھیلیوں میں پیدا
ہوتا ہے- بعض زعفران زار ایک کوس اور بعض آدہ کوس کے ہوتے ہیں دور سے بہت برے
عمدہ نظر آتے ہیں- اوسکی بو کی تیزی سے میرے مقربوں کے سر میں درد ہونے لگا باوجودیکہ
مجھے شراب کا نشہ تہا اور شراب کا پیالہ پیتا تہا مجھے بھی درد سر ہوا- حیوان صفت کشمیری لوں
سے جو زعفران چن رہے تھے میں نے پوچھا کہ تمہارا حال کیا ہے تو معلوم ہوا کہ کبھی عمر بھر
درد سر اونکے تصور میں بہی نہیں آیا- اس چشمہ ترپاک کے پانی کو کشمیر میں بہت کہتے ہیں
اسکے داہیں بائیں طرف سے ندی نالے ملکر اوسکو دریا بنا دیتے ہیں اور وہ شہر کے عین
وسط میں گذرتا ہے- عرض اسکا اکثر جا زیادہ نہیں ہوتا اسکے پانی کو بسبب کثافت
کھاری پن کے کوئی نہیں پیتا سارے کشمیری آب گیر سے جو شہر کے متصل ہے اور اس کا
نام ڈل ہے پانی پیتے ہیں اور آب بہت اس تالاب میں آنکر بارہ مولہ کی راہ سے پکلی
اور دنتور سے پنجاب میں جاتا ہے کشمیر میں رود خانے اور چشمے بہت ہیں اور سب میں
بہتر آب درہ لار ہے جو موضع شہاب الدین پور میں آب بہت میں ملتا ہے- اور یہ موضع
بہی کشمیر کے مشہور مقامات میں دریا بہت کے قریب ہے- یہاں سو چنار خوش اندام ایک قطعہ
زمین میں سر سبز و خورم ایک دوسرے کے ہاتہہ میں ہاتہہ دئے ہوئے کہڑے ہیں اور
اس ساری زمین کو اپنے سایہ سے گہیرے ہوئے ہیں سطح زمین پر سبزہ وسہ برگ ہے اوسکے
اوپر فرش بچھانا بیدردی اور بدسلیقگی ہے- اس دہ کو سلطان زین العابدین نے آباد
کیا ہے جسنے اس ملک میں باون برس بڑے استقلال سے سلطنت کی ہے اوسکو یہاں
بارو شاہ (بڑا بادشاہ) کہتے ہیں- اسکے خوارق عادات کی نقلیں بہت لوگ کرتے ہیں-
کشمیر میں اوسکی عمارات و علامات و آثار بہت ہیں منجملہ اوسکے ایک آب گیر کے درمیان جسکا
نام اولر ہے اور عرض و طول اسکا تین کوس سے زیادہ ہے ایک عمارت زین لنکا یادگار ہے

بنائی ہے اس عمارات کی بنیاد رکھنے میں بڑی کوشش کی گئی ہے اب آب گیری تہہ عمیق ہے اول اس میں کشتیوں میں پتھر بھر بھر کر ڈالے مگر کچھہ فائدہ نہ ہوا پھر کئی ہزار کشتیاں پتھروں سے بھر کر اس میں ڈبوئیں اور بہت محنت و جانکاہی سے پانی سے باہر سو گز مربع ایک صفہ بنایا اور صفہ کے چاروں طرف عمارات بنائیں - ایک عبادت کدہ اپنے پروردگار کی پرستش کے واسطے ترتیب دیا - اکثر اوقات کشتی میں بیٹھہ کر وہ یہاں آتا اور بہت بیٹھے چلے کھینچتا - ایک دن ایک ناخلف زادہ قتل کے قصد سے عبادت خانہ میں اوسکو تنہا سمجھہ کر شمشیر کشیدہ آیا - مگر جب باپ پر اوسکی نظر پڑی تو صلابت پدری و شکوہ صلاح سے سراسیمہ و مضطرب ہو کر اُلٹا پھر الغرض ایک لحظہ کے سلطان عبادت خانہ سے نکل کر اوسی بیٹے کے ساتھہ کشتی میں بیٹھہ کر شہر کو روانہ ہوا اور اثناء راہ میں بیٹے سے کہا کہ عبادت خانہ میں میں اپنی تسبیح بھول آیا ہوں کشتی پر سوار ہو کر میری تسبیح لے آ - بیٹا عبادت خانہ میں آیا تو باپ کو بیٹے نے دیکھا یہ سعادت بے اندوے شرمندگی باپ کے قدموں پر گرا اور اپنی تقصیر کی عذر خواہی کی غرض اسطرح کی اوسکی خوارق بہت مشہور ہیں اور کہتے ہیں کہ خلع بدن کا علم اوسکو خوب آتا تہا (اب ان جھوٹی جھوٹی باتوں کو احمقوں کے سوا کون یقین کرتا ہے) چونکہ وہ اپنے بیٹوں کے اوضاع و اطوار سے جانتا تہا کہ وہ حکومت و ریاست کی طلب میں تعجیل کرتے ہیں تو اوسنے اونسے کہا کہ مجھے ترک حکومت کیا بلکہ ترک حیات بہت آسان ہے مگر میرے بعد تم میں سے کوئی کام نہ ہوگا اور تمہاری دولت کو بقا نہ ہوگی - اور تھوڑے دنوں میں اپنے عمل اور نیت کی جزا کو پہنچوگے یہ بات کہہ کر اوسنے کہانا اپنا چھوڑا اور ایک چلہ اسی طرح گذارا اور اپنی آنکھوں کو خواب سے آشنا نہ کیا اور ارباب سلوک و ریاضت کے ساتھہ عبادت الٰہی میں مشغول ہوا - اور چالیسویں دن ودیعت حیات سپرد کر کے جوار حق سے پیوستہ ہوا - اوسکے تین بیٹے آدم خان حاجی خاں - بہرام خاں آپسمیں لڑے اور بہت غارت ہوئے - اور کشمیر کی حکومت جماعت جکان کو ہاتھہ لگی جو اس ملک کے عوام الناس میں تھے اور سپاہی کا پیشہ رکھتے تھے اور بادشاہوں نے اپنی حکومت میں

صفہ مذکور کے تین ضلعوں میں عمارتیں بنائیں لیکن کوئی عمارت زین العابدین کی عمارت کے استحکام کو نہیں پہنچی تھی کشمیر کی خزان وبہار دونو دیکھنے کے قابل ہیں میںنے فصل خزان دیکھی اوسکا حال جو سنا تھا اوسے بہتر پایا - اوسکی فصل بہار نہیں دیکھی سو امید ہے کہ کسی دن دیکھونگا +

روز دوشنبہ غرہ محرم کو دریائے بھت کے کنارہ سے ایک وز در میان قلعہ رہتاس میں آیا جسکو شیر خان نے بنایا ہے - اس قلعہ کو ایسی شکستگی زمین میں بنایا ہے کہ اسسے زیادہ مستحکم جگہ خیال میں نہیں آتی - یہ زمین گکھرون کی ولایت کے قریب ہے اور یہ ساری قوم سرکش و متمرد ہے یہ قلعہ خاص اوسکی تنبیہ و سرکوبی کے لئے بنایا گیا ہے کچھہ بنا تھا کہ شیر خان مرگیا - اوس کے بیٹے سلیم خان کو اوسکے پورا بنانے کی توفیق ہوئی - قلعہ کے دروازوں کے پتھرون پر قلعہ کی تعمیر کا خرچ کندہ کیا ہے - ۱۶ کروڑ دس لاکھ دام کسرے نہ لیئے، اس عمارت میں خرچ ہوا ہے جو ہندوستان کے حساب سے چالیس لاکھ پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے +

سہ شنبہ کو کوچ پانچ کوس چلکر تلہ میں منزل کی تلہ گکھروں کی زبان میں ٹیلہ کو کہتے ہیں - اور وہاں سے بھکرا کی دہ میں آیا اسی جماعت کی زبان میں بھکرا ایک بشیہ ہے جس میں گل سفید بے بو کے ہوتے ہیں تلہ سے بھکرا تک تمام راہ میں دو خانہ کے درمیان آیا اوسمیں پانی رواں تھا اور کنیر کے پھول کہ شگوفہ شفتالو کی کلیوں کا عالم دکھاتے تھے نہایت رنگین و شگفتہ تھے - ہندوستان کی زمین مین یہ پھول ہمیشہ شگفتہ و بہ بار رہتا ہے اس دو خانہ کی اطراف میں وہ کثرت سے تھے میں نے حکم دیا کہ جتنے سوار و پیادے میرے ہمراہ ہیں اس پھول کے دستے سر پر لگائیں اور جس شخص کے سر پر یہ پھول نہ ہوں اوسکی دستار اتار لی جائے یوں مجھے ایک عجیب گلزار ہاتھ لگا - روز پنجشنبہ ششم کو سہا میں میری منزل کی یہاں گل پلاس یعنی ٹیسو شگفتہ تھے - یہ پھول بھی ہندوستان کے جنگل سے مخصوص ہے اس میں بو نہیں ہوتی مگر اسکا رنگ نارنجی آتشی ہوتا ہے

اور جڑ اوسکی کالی ہوتی ہے اور بوٹہ اسکا گل سرخ کے بوٹے کی برابر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اوسپر
نظر اوٹھانے کو دل نہیں چاہتا ہوا نہایت لطیف تھی اور آفتاب کے نور کا حجاب سحاب تہا
اور پھوار پڑتی تہی تو میں نے شراب پی اور شگفتگی اور خوش حالی کے ساتھہ راہ طے کی -
اس محل کو ہتیا اس سبب سے کہتے ہیں کہ اوس کو گکھر ہاتھی نے آباد کیا ہے اور اس ملک کو
مارگلہ سے ہتیا تک پوتھوار (پھوار) کہتے ہیں - ان حدود میں زاغ بہت کم ہوتا ہے -
رہتاس سے ہتیا تک لوگ بال کا ملک کہلاتا ہے لوگ مال گکھروں کے ساتھہ خویش و ہم جد ہے
روز جمعہ ہفتم کو پونے پانچ کوس کوچ کر کے پکہ میں منزل کی - پکہ اوس کو اس سبب سے
کہتے ہیں کہ اسمیں پکی اینٹ کی سرائے بنی ہوئی ہے - یہ بڑے پر گرد و تنگ منزل تہی
راہ کے ناخوش ہونے کے سبب سے بڑی مشکل سے ارابے منزل پر پہونچے - اس جگہ ریوج
(کہٹاساگ) کابل سے لائے تہے اکثر اسمیں سے ضایع ہوگیا - روز شنبہ ہشتم ساڑہے چار کوس
کوچ کر کے موضع کوریں (کھر) منزل ہوئی - گکھروں کی زبان میں کھر جر اور شکستگی کو کہتے
ہیں - اس ولایت میں درخت کم ہیں - روز یکشنبہ نہم کو راول پنڈی سے گذر کر منزل
نزول ہوئی اس موضع کو راول ایک ہندو نے آباد کیا تہا اور یہاں کی زبان میں پنڈی
دہ کو کہتے ہیں اس منزل کے قریب درہ کے درمیان پانی کی رو جاری تہی - اس کے آگے
تال تہا جسمیں رو کا پانی آنکر جمع ہوتا تہا سر منزل صفائی سے خالی نہ تہا میں اس جگہ اترا
اور گکھروں سے پوچھا کہ اس تال کا عمق کس قدر ہے تو اونہوں نے جواب مشخص نہ دیا اور
بیان کیا کہ باپ دادا سے سنتے چلے آئے ہیں کہ اس پانی میں نہنگ ہوتے ہیں اور جو جانور
پانی میں جاتے ہیں زخمی و مجروح باہر نکلتے ہیں اس سبب سے کسی کو اس پانی میں جانے کی
جرأت نہیں ہوتی - میں نے حکم دیا کہ ایک گوسفند اس تال میں چہوڑی جائے وہ تمام حوض
میں تیر کر باہر نکل آئی پھر میں نے ایک فراش کو تیرنے کا حکم دیا وہ بہی تیر کر سالم نکلا اس سے
معلوم ہوا کہ گکھروں نے جو کہا اوسکی کچھہ اصل نہ تہی - اس تال کا عرض ایک تیر انداز کی برابر
ہوگا - دوشنبہ دہم موضع خربوزہ میں منزل ہوئی پہلے زمانہ میں یہاں گکھروں نے ایک

Marfat.com

گنبد بنایا تہا۔ اور وہاں آنے جانے والون سے باج لیتے تہے۔ اس گنبد کا اندام خربوزہ سے مشابہت رکہتا تہا اسلئے اوسکا نام یہی مشہور ہوگیا۔ سہ شنبہ یازدہم کو لالا پانی میں آیا اس منزل میں ایک کوتل ہے جسکا نام مارگلہ ہے ہندی میں مار کے معنی زدن کے ہیں اور گلہ کے معنی قافلہ کے یہاں قافلے مارے جاتے تہے اسلئے اوسکو مارگلہ کہتے تہے گکہڑونکی ولایت یہان تک ہے۔ یہ جماعت عجب حیوان صفت ہے ہمیشہ آپس میں لڑتی رہتی ہے ہرچند میں نے چاہا کہ اسمیں رفع نزاع ہو مگر کچہہ فائدہ نہیں ہوا۔

جان جاہل بسختی ارزانی (جاہل کی جان سختی کے زمانہ میں بڑی سستی ہوتی ہی)

روز چہارشنبہ دوازدہم حسن ابدال میں منزل ہوئی۔ شرق رویہ ایک کوس پر آبشار ہے جسکا پانی بڑی تندی سے گرتا ہے۔ کابل کی راہ میں اوسکی برابر کوئی آبشار نہیں ہے کشمیر کی راہ میں اس قسم کے دو تین آبشار ہیں۔ اس آبشار کا جو آبگیر منبع ہے اسکے درمیان راجہ مانسنگہ نے ایک مختصر عمارت بنائی تہی۔ اس آبگیر میں آدہ اور پاؤ گز لمبی مچہلیاں بہت سی ہیں۔ اس دلکش مقام میں تین روز توقف ہوا اور اپنے مقربون کے ساتہہ شراب پی اور مچہلی کا شکار کہیلا۔ ابتک میں نے سفرہ جال جسکو ہندی میں بہنور جال کہتے ہیں دریا میں نہیں لگایا تہا۔ اسکا لگانا مشکل سے خالی نہیں اسکو میں نے اپنے ہاتہہ سے ڈالا اور دس بارہ مچہلیاں پکڑیں اور پہر اونکی ناک میں سوئی ڈال کر چہوڑ دیا۔ یہاں کے متوطنوں اور مورخون سے حسن ابدال کا حال کچہہ نہ معلوم ہوا۔ جسنے پوچہا اوسنے مشخص جواب نہیں دیا۔ یہاں سب سے زیادہ مشہور جگہہ وہ ہے جہان دامن کوہ سے ایک چشمہ جاری ہے اسکا پانی نہایت صاف ہے اور حلاوت و لطافت ایسی رکہتا ہے کہ حضرت امیر خسرو کا یہ شعر اسپر صادق آتا ہے **بیت**

درتہ آبش از صفا ریگ خرد
کور تواند بدل شب شمرد

یہاں خواجہ شمس الدین محمد خافی نے جو والد بزرگوار کا وزیر مدتوں تک رہا ہے ایک صفہ بنایا اور اسکے درمیان ایک حوض بنایا جسمیں چشمہ کا پانی آتا ہے اور زراعات و باغات

میں صرف ہوتا ہے پاس صفہ کے کنارہ پر ایک گنبد اپنے مدفن کے لئے بنایا تھا مگر
بحسب اتفاق یہ جگہ اوسکو نصیب ہوئی - حکیم ابو الفتح گیلانی اور اوسکا بھائی حکیم ہمام
میرے باپ کے بڑے مقرب تھے یہاں مدفون ہیں - پانزدہم کو امردہی میں منزل ہوئی
یہاں ایک عجب سبزہ زار ریگ وستی دیکھا جس میں اصلا بلندی اور پستی نہیں اس موضع میں
اور اوسکے حوالی میں سات آٹھ ہزار خانوار کھاتر اور دلازاک کے متوطن ہیں وہ طرح طرح کے
فساد و تعدی و رہزنی کرتے ہیں میں نے حکم دیا کہ ان مردود اور اٹک کی سرکار ظفر خان
پسر زین خان کو سپرد ہوا اور جب تک کہ میں کابل سے مراجعت کروں تمام دلازاکون
کو لاہور کی طرف وہ بھیجدے اور کھاتروں کے سرداروں کو پکڑ کر محبوس و مقید کرے
روز دوشنبہ ہفتدہم یک منزل درمیان قلعہ اٹک میں دریاے نیلاب کے کنارہ پر نزول ہوا
اس منزل میں مہابت خان کو منصب دو ہزار پانصدی ملا - یہ قلعہ والد ماجد نے بنوایا تھا
اور خواجہ شمس الدین کے اہتمام سے اوسکی تعمیر تمام ہوئی تھی یہ ایک مستحکم قلعہ ہے - دریاے
نیلاب طغیانی پر تھا - اٹھارہ کشتیوں کا پل بندھا تو لشکر نے سہولت سے عبور کیا - امیر الامرا ایسا
ضعیف اور بیمار تھا کہ میں نے اٹک میں اوسکو چھوڑا اور بخشیوں کو حکم دیا کہ کابل کی ولایت
لشکر عظیم کی برداشت نہیں کرسکتی - سواے نزدیکوں اور مقربوں کے کوئی دریا سے عبور
نہ کرے وہ میری معاودت تک اٹک میں رہیں - اور چہارشنبہ نوزدہم شاہزادوں اور چند
خاصوں کو ساتھ لیکر جالہ پر سوار ہو کر آب نیلاب سے سلامت گذرا (نیلاب ایک قصبہ تھا جسکے
سبب سے اس دریا کا نام بدل گیا نیلاب اٹک مشہور ہوا) شمال مشرق سے نیچے کی طرف اوسکو
اباسین کہتے ہیں ور کالا باغ سے اٹک تک اوسکو اٹک کہتے ہیں اور اوسکے ہمسایگے
ہندو سندھ کہتے ہیں اسلئے کہ انہوں نے اپنے دہرم شاستر میں بھی نام پڑھا ہے)
اور دریاے کامہ کے کنارہ پر فروکش ہوا - یہ دریا جلال آباد کے نیچے بہتا ہے (دریاے کامہ
کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جلال آباد کے محاذی ایک قلعہ کا نام یہ ہے - وہاں دریاو کابل سے
دریاے کونیر ملتا ہے) کونیر کو بھی کامہ کہتے ہیں جس کے نیچے کے حصہ کو جہانگیر نے کامہ لکھا ہے

136062

Marfat.com

اوسکواب اکثر لنڈی ما لنڈ کہتے ہیں پنجکورہ کے ملک سے لنڈی نکلتی ہے اور تقریباً جنوب میں بگرم پیشاور کے سامنے دریا کابل میں ملتی ہے جلال آباد سے پیشاور تک اوسکو کامہ کہتے ہیں) اجالہ کو بانس اور خس سے تربیت دیتے ہیں اور اوسکی تہ میں ہوا سے بہری ہوئی مشکیں باندہتے ہیں اس ولایت میں اوسکو شال کہتے ہیں جن دریاؤں اور پانیوں میں پتھر ہوتے انہیں وہ کشتیوں سے زیادہ امین ہوتی ہیں۔ بارہ ہزار روپیہ شریف آملی اور اس جماعت کو جو لاہور میں متعین تھے دئے گئے کہ فقرا میں تقسیم کریں۔ اور عبد الرزاق معموری اور بہاریداس بخشی احدیان کو حکم ہوا کہ جو جماعت ظفر خان کے ساتھ چھوڑی گئی ہے اوسکے لئے سامان تیار کرکے روانہ کریں۔ یہاں سے ایک منزل درمیان سرائے بارہ میں منزل ہوئی۔ سرائے بارہ کے مقابل میں آب کامہ کے اس طرف ایک قلعہ زین خان کوکہ نے اسوقت بنایا تھا کہ وہ یوسف زئی افغانوں کے استیصال کے واسطے گیا تھا اور اوس کو نوشہر سے موسوم کیا تہا اور اس میں پچاس ہزار روپیہ کے قریب خرچ ہوا تھا۔ کہتے ہیں حضرت ہمایوں نے اس سرزمین مین گورخر کا شکار کھیلا تہا اور میں نے اپنے باپ سے سُنا کہ اونسے اپنے باپ کے ساتھہ دو تین مرتبہ اس شکار کا تماشا دیکھا تھا۔ روز پنجشنبہ بست و پنجم سرائے دولت آباد مین فروکش ہوا۔ احمد بیگ کابلی جاگیردار پرشاور یوسف زئی اور غوریہ خیل کے ملکوں کو ساتھہ لیکر میری ملازمت میں آیا احمد بیگ کی خدمت مستحسن نہیں معلوم ہوئی اوسکو بدل دیا اور شیر خان افغان کو یہ ولایت عنایت کی چہارشنبہ بست و ششم باغ سردار خان میں کہ حوالی پرشاور میں ہے منزل ہوئی اس نواح میں جوگیوں کے معبد گھور کھتری کی سیر اس خیال سے کی کہ شاید کوئی فقیر نظر آئے کہ اوسکی صحبت سے فیضیاب ہوں مگر فقیر تو حکم عنقا اور کیمیا کا رکھتا ہے۔ ایک گلہ بیکی بے معرفت نظر آیا جسکے دیکھنے سے تیرگی کے سوا کچھہ نہیں حاصل ہوا۔ روز پنجشنبہ بست و ہفتم کو جمرود میں نزول ہوا روز جمعہ بست و ہشتم کو کوتل خیبر میں آیا اور علی مسجد مین منزل ہوئی یکشنبہ بست و نہم کو کوتل باریک سے گذر کر غریب خانہ میں اترا۔ سہ شنبہ دوم صفر

لیساول میں کہ دریا کے کنارہ پر واقع ہے منزل ہوئی دریا کے اس طرف ایک پہاڑ ہے کہ
اصلا درخت و سبزہ وہاں نہیں ہوتا اسلئے اوسکو کوہ بے دولت کہتے ہیں والد ماجد سے میں نے
سنا کہ ایسے پہاڑوں میں معدن طلا ہوتی ہے امیرالامرا کو مالی اور ملکی خدمات سپرد کی تہیں
اسکی بیماری کو امتداد ہوا اور اوسکی طبیعت پر نسیان ایسا غالب ہوا کہ جو ایک ساعت میں
میں مذکور ہوتا وہ دوسری ساعت میں بہول جاتا اور روز بروز یہ نسیان زیادہ ہوتا جاتا
وزارت کی خدمت آصف خان کو عنایت ہوئی۔ رود خانہ میں ایک سنگ سفید تہا میں نے
حکم دیا کہ اوسکو فیل کی صورت میں تراش کر اوسکی سینہ میں یہ مصراع جو تاریخ ہجری کے
ہے نقش کیا جائے۔ سنگی سفید فیل جہانگیر بادشاہ۔ ۲۰ صفر کو کلیان پسر راجہ بکرماجیت گجرات سے
آیا اور اس حرامزادہ مفسد کے مقدمات غیر مکرر میں نے سنے تہے۔ ایک وہ یہ ہے کہ کسی
مسلمانی لوبی عورت کو اوسنے اپنے گہر میں ڈال لیا تہا۔ اور اسلئے کہ اس مقدمہ کی شہرت
نہو اسکے ماں باپوں کو مار کر اونکو اپنے گہر میں گور میں دفن کر دیا تہا اول اوسکو قید کیا اور
تحقیق کے بعد حکم دیا کہ اول اوسکی زبان کاٹی جائے اور دائم الحبس ہے۔ اور سگبانوں اور
حلال خوروں کے ساتہہ کہانا کہلایا جائے۔ پہر سرخاب میں بعد اسکے جگدلک میں منزل ہوئی۔ یہاں
چوب بلوط دیکہی جس سے بہتر کوئی لکڑی جلانے کے لئے نہیں ہوتی آب باریک میں۔ پہر پورت
پادشاہ میں منزلیں ہوئیں اور پہر بگرام میں اس منزل میں ایک ابلق جانور بشکل موش جسکو
ہندی میں گلہری کہتے ہیں مجہے دکہایا گیا۔ اور لوگوں نے کہا کہ جس گہر میں یہ جانور ہوتا ہے
اوسکے پاس چوہا نہیں پہٹکتا اسلئے اوسکو میر موشاں کہتے ہیں میں نے اب تک اپنی عمر میں اوسے
دیکہا نہ تہا مصوروں کو حکم دیا کہ اوسکی شبیہ کہینچیں وہ راسو سے بہت بڑا ہوتا ہے اور اوسکی
صورت بلی سے مشابہت رکہتی ہے +

احمد بیگ خان افغان کو بنگش کی تنبیہ و تادیب کے لئے تعین کیا اور عبدالرزاق معموری کو
جو اٹک میں تہا حکم دیا کہ دہندا اس پسر راجہ بکرماجیت کی تحصیلداری میں دو لاکہہ روپیہ ہمراہ کر
کہ لشکر مذکور کی کو بیکیوں میں تقسیم کرے اور ہزار برقنداز بہی اس لشکر کی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے

امیرالامرا +

Marfat.com

شیخ عبدالرحمن ولد شیخ ابوالفضل کو منصب دو ہزاری ذات اور ہزار و پانصد سوار اور افضل خانی کا خطاب مرحمت ہوا اور پندرہ ہزار روپیہ عرب خان کو دیا گیا اور قلعہ بنگش کی مرمت کے واسطے بیس ہزار اور اوسکی تحویل میں دیا گیا - اور دلاور خاں افغان کو سرکار خانپور مرحمت ہوئی شنبہ ہیزدہم پل مستان سے باغ شہر آرا تک جہاں میرا لشکر اترا دورویہ فقرا اور محتاجوں پر روپئے اٹھنیاں چونیاں بکھیر گئی اور وہیں باغ مذکور میں داخل ہوا - اس باغ کے درمیان ایک چار گز کے قریب عریض جوئے تھی میں نے اپنے ہم سالون اور ہم سنوں سے کہا کہ اس ندی پر سے پھلانگیں اکثر نہ پھلانگ سکے اوس کے اندر یا کنارہ پر گر پڑے میں ہی پھلانگا - مگر حسن چستی و چالاکی سے کہ بیس سال کی عمر میں اپنے باپ کے سامنے پھلانگا تھا اب چالیس برس کی عمر میں نہ پھلانگ سکا - اسی دن کابل کے سات باغوں میں جو مشہور ہیں پیادہ پا پھرا - ایک قطعہ زمین اوس کے مالکوں سے خرید کرکے ایک باغ لگوایا اور اوسکا نام جہاں آرا رکھا اور بارہ آدمیوں کو حکم دیا کہ جبتک میں کابل میں ہوں ہر پنجشنبہ کو ایک ہزار روپیہ فقرا میں تقسیم کیا کریں اور یہ بھی حکم دیا کہ کہ کنار جوئے پر جو دو چنار وسط باغ میں واقع ہیں ایک کو فرح بخش اور دوسرے کو سایہ بخش کہا کریں اور سفید سنگ کے پارچہ کو کہ ایک گز طول میں اور پون گز عرض میں ہو نصب کریں اور ایک طرف میرا نام اور صاحب قرانی کا نام اسپر نقش کریں اور دوسری طرف یہ لکھیں کہ کہ زکات و خراجات کابل را بالتمام بخشیدم ہر کس از اولاد و اعقاب ما خلاف ایں عمل نماید بغضب و سخط الٰہی گرفتار آید - میرے جلوس تک یہ خراجات معمول و مستمر تھے ہر سال اس وجہ سے بندگان خدا سے بہت روپیہ لیا جاتا تھا میری سلطنت کے زمانہ میں یہ بدعت رفع ہوئی اور میرے آنے سے کابل میں یہ تخفیف اور رفاہیت رعایا کے حال میں ہوئی اور غزنین کے رئیسوں و ملکوں کو خلعت ملے اور اونکے مطالب و مقاصد حسب دلخواہ برآمد ہوئے - میں نے حکم دیا کہ سنگ مذکور پر روز پنجشنبہ ہیزدہم صفر کندہ کیا جائے کہ یہ شہر کابل میں میرے آنے کی تاریخ تھی اور تاریخ ہجری کے مطابق تھی کابل کے جنوب رویہ

دامن کوہ میں ایک تخت تھا جو تخت شاہ مشہور تھا اوسکے قریب ایک صفہ پتھر میں سے تراش کر بنایا تھا جسپر حضرت فردوس مکانی بیٹھ کر شراب نوشجان کرتے تھے اس سنگ کے ایک کونہ میں ایک حوض بنایا تھا جس میں دو من ہندوستانی شراب آتی تھی۔ اور دیوار صفہ پر یہہ عبارت کندہ کرائی تھی کہ تخت گاہ بادشاہ عالم پناہ ظہیر الدین محمد بابر ابن عمر شیخ گورگان خلد اللہ ملکہ فی ۹۱۴ھ میں نے حکم دیا کہ اس صفہ کے برابر ایک اور تخت بنایا جائے حوضچہ اسکے کنارہ پر پہلے حوضچہ کی وضع پر بنایا جائے اور میرا نام صاحبقرانی کے نام کے ساتھہ کندہ ہو میں اس تخت پر بیٹھا اور دونو حوضچوں کو شراب سے بھر دیا اور جتنے ملازم میرے ساتھہ آئے سب کو شراب پلائی ایک شاعر نے یہ تاریخ کہی بادشاہ بلاد ہفت اقلیم اسکو بھی کندہ کرانے کا حکم دیا +

کابل کے احوال دریافت کرنے کے لیے واقعات بابری میرے مطالعہ میں رہتی تھی وہ سارسوا ساڑھے چار جزو حضرت بابر کے دست مبارک کی لکھی ہوئی تھی سو میں نے اپنے ہاتھہ سے ان چار جزوں کو لکھا اور ان اجزاے کے آخر میں ایسی ترکی عبارت لکھی جس سے معلوم ہو کہ میں نے یہ اجزاء لکھے ہیں باوجودیکہ میں ہندوستان میں بڑا ہوا ہوں لیکن ترکی زبان کے بولنے اور لکھنے سے عاری نہیں ہوں +

سوم ربیع الاول کو خیابان میں گھوڑوں پر امیروں اور شاہزادوں کو سوار کر کے گھوڑ دوڑ کرائی اسپ تنگ عربی کہ عادل خان والی بیجاپور نے بھیجا تھا وہ سب گھوڑوں پر سبقت لے گیا ارادہ ہوا کہ شاہ بیگ خان کو کابل سپرد کر کے ہندوستان کو روانہ ہوں۔ راجہ نرسنگہ دیو کی عرضداشت آئی کہ میں نے اپنے برادرزادہ کو کہ فتنہ انگیزی کرتا تھا پکڑ لیا اور اوسکے آدمیوں کو قتل کیا قلعہ گوالیار میں اوسکے قید کرنے کا حکم میں نے دیا +

۱۲ صفر کو میں نے خسرو کو بلا کر اوسکے پانوں سے بیڑیاں اتروائیں اور شہر آرا باغ کی سیر کی اجازت دی مہر پدری نے نہ مانا کہ میں اوسکو باغ کی سیر سے محروم کروں خسرو سے اعمال ناشائستہ مکرر ظہور میں آئے تھے اور ہر طرح کی عقوبت کا مستحق وہ تھا۔ مگر مہر پدری نے

واقعات بابری +

خسرو آوارہ +

اجازت نہیں دی کہ میں اسکی جان کا قصد کرون باوجود یکہ قانون سلطنت اور طریقہ جہانداری میں ایسے امور میں اغماض کرنی
ناپسندیدہ ہے اسکی تفصیل سے چشم پوشی کی اور اوسکو نہایت آسودگی اور رفاہیت میں نگہبانی کی معلوم ہوا کہ اُسنے بعض اوباش
ناعاقبت اندیشونکو اپنے پاس آدمی بہیجے اور اونکو فساد کی اور میرے مارنیکی ترغیب دی اور وعدون کا امیدوار کیا
ایک جماعت تیرہ روزگار کوتاہ فکر نے آپس میں اتفاق کرکے یہ چاہا کہ جب میں کابل میں اور
اوسکی اطراف میں شکار کرنے جاؤن تو وہ میرا شکار کرین مگر اللہ تعالی کا کرم وحفظ
بادشاہون کا حافظ و پاسبان ہوتا ہے اسلئے وہ اس بات کو نہ کرسکے جبدن کہ میں
سرخاب میں میں اُترا تہا اس جماعت میں سے ایک آدمی سر کہولے ہوئے خواجہ
ویسی دیوان شاہزادہ خرم پاس آیا اور اوسنے کہا کہ خسرو کے فساد پیدا کرنے سے
فتح اللہ پسر حکیم ابوالفتح و نورالدین پسر غیاث الدین علی آصفخان و شریف پسر اعتماد الدولہ
پانسو آدمیوں کے ساتھ قریب بادشاہ کے قتل کرنے کے لئے فرصت طلب و قابوجو میں
خواجہ ویسی نے اس بات کو سنتے ہی شاہزادہ خرم سے کہا خرم بیتاب ہوکر میرے پاس
دوڑا آیا اور یہ ماجرا سُنایا مینے خرم کو دعاے برخورداری دی اور اوسکے درپے ہوا
کہ ان سب کوتاہ اندیشونکو گرفتار کرکے طرح طرح کی عقوبت دون اور سیاست کرون
پہر میرے دل میں آیا کہ میں برسر سفر ہوں اور اس گرفتاری سے لشکر کی شورش اور برہم
خوردگی ہوگی اسلئے مینے فساد و فتنے کے سردارون کو حکم دیا کہ گرفتار کئے جائیں
فتح اللہ کو مقید و محبوس کرکے معتمدون کے حوالہ کیا اور نامی بے سعادتوں کو مع تین چار
بڑے سیاہ رویوں کے قتل کرایا+

جہانگیر پاس آگرہ سے اسلام خان کی عرضداشت آئی جس میں جہانگیر قلی خان
کا خط ملفوف تہا۔ اوسمیں لکہا تہا کہ سیوم صفر کو بعد ایک پہر کے قطب الدین خان کو
بردوان علاقہ بنگالہ میں علی قلی خان استاجلو نے زخمی کیا اور وہ آدہی رات کو
مرگیا اور اوسکے ہمراہیوں نے قاتل کو مار ڈالا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ علی قلی
مذکور شاہ اسماعیل والی ایران پسر شاہ طہماسپ کا سفرہ چی تہا وہ قندہار کی راہ سے

Marfat.com

ہندوستان میں آیا اور ملتان میں خانخانان سے ملا۔ جو ٹھٹھہ کی طرف جاتا تھا۔ خانخانان نے اوسکو غائبانہ بندہ ہائے درگاہ کی سلک میں منتظم کیا اور اوسنے ٹھٹھہ کی مہم میں خدمات پسندیدہ کیں خانخانان نے مہم سے مراجعت کرکے بادشاہ سے اوسکی حسن خدمات کا ذکر کرکے ایک مناسب منصب اوسکو دلوایا۔ اور اوسی زمانہ میں مرزا غیاث الدین بیگ کی بیٹی مہرالنسا کا نکاح اوسسے ہوگیا۔ جب شہنشاہ اکبر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ سلیم رانا کے استیصال کے لئے بھیجا گیا تو علی قلی بیگ اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا سلیم نے اوسکے حال پر التفات کرکے شیر افگن کا خطاب دیا۔ جب بادشاہ ہوا تو اوسکو صوبہ بنگال میں جاگیر دی۔ جب جہانگیر کو معلوم ہوا کہ اوسکی طبیعت فتنہ جوئی اور شورش طلبی پر مائل ہے تو قطب الدین خان کو جب بنگال کا صاحب صوبہ بناکے رخصت کیا اشارہ کردیا کہ اگر شیر افگن خیر خواہ و دولت خواہ ہو تو اوسکی بحال خود رہنے دینا ورنہ اوسکو درگاہ والا میں روانہ کرنا اور اگر آنے میں وہ تعلل کرے تو اوسکو سزا دینا۔ اتفاقاً قطب الدین خان اوسکے طرز سلوک اور معاش سے بدمظنہ ہوا ہرچند اوسکو بلایا مگر وہ نہ آیا دور دراز کا رعذر کرتا رہا۔ اور نادرست اندیشے کرنے لگا قطب الدین خان نے حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا تو فرمان صادر ہوا کہ شیر افگن کو ہمارے پاس وہ بھیجدے اگر اوسکے اطوار اور خیالات باطل معلوم ہوں تو اوسکو کردار ناہنجار کی سزا دے اس فرمان کے آتے ہی قطب الدین خان بے توقف و تامل جریدہ ایلغار کرکے بردوان میں جو شیر افگن کے تیول میں مقرر تھی پہنچا جب اوسکو قطب الدین خان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ اوسکے استیصال کے لئے جریدہ دو نوکروں کے ساتھ آیا۔ ملاقات کے وقت آدمیوں نے ہجوم کرکے اوسکو گھیر لیا۔ تو اوسنے کہا کہ یہ کیا طرز تو زک اور سلوک کی ہے قطب خان نے آدمیونکو منع کردیا اور تنہا اوس سے باتیں کرنے لگا۔ شیر افگن خان اوسکے تیوروں سے پہچان گیا کہ غدر کا ارادہ ہے اسلئے اوسنے اوسسے پہلے کہ کوئی اسپر وار کرے قطب خان کی پیٹ میں ایسا تلوار کا زخم کاری لگایا کہ ساری آنتیں اوسکی نکل پڑیں قطب الدین خان دونو

ہاتہون سے بیٹ پکڑ کر چلاّ یا کہ حرام خور کو جانے نہ دینا۔ بیرخان کشمیری نے کہ اوس کے غلامون میں تہا اور شجاعت وجلاوت رکہتا تہا گہوڑا دوڑا کر شیر افگن کے سر پر تلوار لگائی۔ شیر افگن خان نے اوسکے ایک تلوار ماری جسے اوسکا کام تمام ہوا پہر قطب الدین خان کے آدمیون نے گہیر کر اوسکو مارڈالا۔ اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری مین تو یہ حال لکہاہے مگر اور مورخ جو اس واقعہ کا سبب بتلاتے ہین وہ آگے ہم لکہینگے گو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے +

نوروز سوم جلوس +

۲۔ ذی الحجہ ۱۰۱۶؁ھ مطابق غرہ ماہ فروردی کو نوروز ہوا۔ اور آگرہ سے پانچ کوس پر موضع رنکتہ مین مجلس نوروز منعقد ہوئی۔ میرے والد کا مقبرہ بر سر راہ واقع تہا مین نے یہ خیال کر کے کہ اگر اب اوسکی زیارت کو جاتا ہون تو کوتہ اندیش یہ خیال کرینگے کہ مین باپ کی قبر کی زیارت کو اس سبب سے گیا کہ وہ راہ میں تہا۔ اسلئے مین نے یہ قرار دیا کہ اس دفعہ میں آگرہ میں جاکر وہان سے زیارت کی نیت کر کے پیادہ پا مقبرہ پر آؤن جو شہر سے ڈہائی کوس ہے

سفید چیتا +

۵۔ ذی الحجہ کو مین آگرہ میں اپنی دولت سرا مین کہ قلعہ کے اندر تہی داخل ہوا راہ مین پانچہزار روپیہ اُن فقیرون میں تقسیم کیا جو راہ مین دورویہ کہڑے تہے۔ اس دن راجہ نرسنگہہ دیو نے ایک سفید چیتہ لاکر پیش کیا۔ اگرچہ چرند وپرند کی انواع حیوانات مین جنس سفید پیدا ہوتی ہے جسکو طوبلقان کہتے ہین لیکن ابتک سفید چیتا نظر نہ آیا تہا۔ اسکے خال کہ سیاہ ہوتے ہین نیلہ رنگ تہے اور اوسکی سفیدی بدن بہی کچہہ نیلاہٹ کا رنگ رکہتی تہی

جلال الدین مسعود کو اوسکی ماں کا محبت سے افیون دینا +

۶۔ محرم ۱۰۱۷؁ھ جلال الدین مسعود کہ منصب چارصدی ذات کا رکہتا اور مردانگی سے خالی نہ تہا چند معرکون میں بڑے کام دکہا چکا تہا مگر خبط سے خالی نہ تہا پچاس یا ساٹہہ برس کی عمر میں مرض اسہال سے مرگیا۔ اوسکی ماں پنیر کی طرح افیون کو ریزہ ریزہ کر کے اوسکو کہلایا کرتی تہی۔ جب اوسکے مرض نے قوت پکڑی اور مرنے کے آثار ظاہر ہوئے تو اوسکی ماں نے نہایت محبت سے اس افیون کو جو روز بیٹے کو کہلاتی اندازہ سے زیادہ کہلا دی جسکے ایک دو ساعت کے بعد بیٹا مرگیا۔ اسقدر محبت کسی ماں کی بیٹے کے ساتہہ

Marfat.com

سننے مین نہیں آئی ہندؤں مین رسم ہے کہ خاوندوں کے مرنے کے بعد عورتین ستی ہوتی ہیں وہ خواہ محبت کے سبب سے خواہ باپ کی حفظ ناموس اور خویشون کی شرم کے سبب سے اپنے تئیں جلاتی ہیں مگر مسلمانوں اور ہندوؤں کی ماؤں سے ایسے کام ظہور مین نہیں آتے - یازدہم ماہ مذکور کو ایک گھوڑا جو سب گھوڑون مین اچھا تھا ازروے عنایت راجہ مان سنگہ کو بادشاہ نے مرحمت کیا - وہ اس گھوڑے کے لینے سے ایسا خوش ہوا کہ اگر اسکو بادشاہ ایک مملکت دیتا تو وہ ایسا خوش نہ ہوتا - شانزدہم کو راجہ مانسنگہ کے پسر کلاں جگت سنگہ کی بیٹی کی جہانگیر نے درخواست کی تھی اوسکی ساچق مین اسی ہزار روپیہ بھیجا - مقرب خان نے بندر کھنبائت سے پردہ فرنگی ارسال کیا اب تک جہانگیر نے اوسکی برابر فرنگی مصوروں کا کام نہیں دیکھا تھا - چہارم ربیع الاول کو دختر جگت سنگہ داخل محل ہوئی اور حضرت مریم زمانی کے محل مین مجلس عقد نکاح منعقد ہوئی اور راجہ مانسنگہ نے ساٹھہ زنجیر فیل جہیز مین سواء اور چیزوں کے دئے - چونکہ جہانگیر کو رانا کا رفع دفع کرنا پیش نہاد ہمت تھا اوسنے مہابت خان کو بھیجا - بارہ ہزار سوار مکمل کار دیدہ افسروں کے ساتھہ اوسکے ہمراہ کئے سواء اونکے پانسو نفر احدی اور دو ہزار برق انداز پیادہ مع توپخانہ کے جسمین ستر توپ گج نال و شتر نال و ساٹھہ زنجیر فیل تھے اس خدمت کے لئے مقرر کئے اور خزانہ سے بیس لاکھہ روپیہ ملنے کا حکم دیا کہ وہ ہمیشہ اوسکے ساتھہ رہے +

خانخانان کہ بادشاہ کا اتالیق تھا وہ یہ نہیں جانتا کہ پاؤں آیا ہون یا سر کے بل مضطربانہ وہ بادشاہ کے قدموں مین گرا - بادشاہ نے اوسکا سر اپنے پاؤں پر سے اوٹھایا اور مرحمت و مہربانی سے اوسکو گلے لگایا اور اوسکے منہ پہ بوسہ دیا - اوسنے دو تسبیحین موتیون کی اور چند قطعہ لعل اور زمرد کے پیشکش مین گذرانے جواہر مذکور کی قیمت تین لاکھہ روپیہ تھی اور سواء اسکے ہر جنس اور ہر متاع مین سے بہت کچھہ اوسنے نذر مین دیا باپ کے بعد اوسکے بیٹے آئے کہ اونہوں نے پچیس ہزار روپے اور خان خانان نے نو تیرے ہاتھی پیشکش مین دئے - بست و دوم کو آصف خان نے ایک لعل جو

Marfat.com

آصف خاں+

آہوی شیردار+

راجہ مانسنگھ و خانخاناں+

خواجہ سرا بنانے کے قاعدہ کی بندی+

سات ٹانک کا وزن مین تہا بادشاہ کی نذر مین دیا اسکے بہائی ابو القاسم خان نے بچہتر ہزار روپیہ کو خریدا تہا نہایت خوش رنگ اور خوش اندام تہا لیکن بادشاہ کے نزدیک وہ ساٹھہ ہزار روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ تھا۔

ایک مادہ آہو شیردار بادشاہ پاس لائے وہ چار سیر روز دودہ دیتی تھی ایسی ہرنی بادشاہ نے نہ کبھی دیکھی تہی نہ سنی تھی۔ ہرنی کے دودہ کے اور گائے میش کے دودہ کے مزوں میں کچھہ فرق نہ تہا ضیق النفس کے لئے ہرنی کا دودہ مفید ہے۔ راجہ مانسنگھہ نے جو لشکر دکن کے سرانجام کرنے کی خدمت کے لئے متعین ہوا تہا اپنے وطن جانے کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فیل خاصہ ہشیار مست نام اوسکو عنایت کیا خانخانان متعہد ہوا کہ وہ دولت الملکیہ نظام کو جسمیں شہنشاہ اکبر کی وفات کے سبب سے بعض فتور آگئے صاف کردونگا اور لکھہ دیا کہ اگر دو سال میں اس خدمت کو میں انصرام نہ دون تو مجرم ٹہیروں مگر شرط یہ ہی کہ سواء اس لشکر کے جو اس صوبہ میں متعین ہے اور بارہ ہزار سوار اور خزانہ سے دس لاکھہ روپیہ عنایت ہو۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کہ لشکر و خزانہ کا سامان بہت جلد کرکے وہ روانہ کیا جائے +

ہندوستان مین خصوصًا ولایت سلہٹ میں کہ توابع بنگالہ سے ہی قدیم رسم چلی آتی تہی کہ رعایا اور آدمی وہاں بعض اپنے بیٹون کو خواجہ سرا بنا کے مال واجبی کے عوض میں حکام کو دیتے تہے اور اس رسم نے رفتہ رفتہ اور ولایتوں میں بہی سرایت کی تہی ہر سال بہت سے لڑکے ضائع اور مقطوع النسل ہوتے تہے اور اس عمل نے ایک عام رواج پایا تہا ان دنوں مین بادشاہ نے حکم دیا کہ کوئی اس امر قبیح پر قیام و اقدام نہ کرے۔ خردسال خواجہ سراؤں کی خرید و فروخت بالکل موقوف کی جائے۔ اسلام خاں اور دیگر حکام صوبہ بنگالہ کو فرمان صادر ہوئے کہ جو شخص اس کام کا مرتکب ہو اوسکی تنبیہ و سیاست کریں جس شخص کے پاس خواجہ سرائے خردسال ہو اوسکو چہین لیں اب تک کسی سلاطین سابق کو یہ توفیق نہیں ہوئی تہی کہ خواجہ سرا کی خرید و فروخت منع ہو گی تو پہر کوئی اس ناخوش فعل کا مرتکب نہیں ہوگا۔ اس سبب سے تہوڑے دنوں میں یہ مردود رسم برطرف ہو جائیگی۔ اس جرم کے مجرم جب بادشاہ پاس آئے تو اونسے حبس دوام

کی سزا دی

کشن سنگہ کو مہابت خان کے ساتہہ مقرر کیا تہا وہ شاہزادہ خرم کا ماموں تہا اوسنے خدمات پسندیدہ کیں تہیں رانا کی لڑائی میں اوسکے پانوں میں برچہہ کا زخم لگا تہا اُسنے بہت نامی آدمی قتل کیے تہے اور تین ہزار آدمی اسیر وہ دوہزاری ذات کے منصب سے اور ہزار سوار کی افسری سے سرفراز ہوا +

جہانگیر پیادہ پا اپنے باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اوسنے لکہا ہے کہ اگر ہوسکتا تو میں پلکوں سے اور سر کے بل زیارت کو جاتا - میرے باپنے میری ولادت کے لئے فتحپور سے اجمیر تک جو ایک سو بیس کوس ہیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی زیارت کے لئے پیادہ پا سفر کیا اگر میں بسر و چشم اس راہ کو طے کروں تو کیا بات ہے - میں اسکی زیارت سے مشرف ہوا مقبرہ کی عمارت جو تیار ہوئی تہی وہ میری خاطر خواہ نہ تہی مجہے اس عمارت کا ایسا بنوانا منظور تہا کہ عالم کی سیر کرنے والے اوسکی برابر دنیا میں کسی عمارت کا نشان نہ دے سکیں جب اوسکی تعمیر ہو رہی تہی تو کم بخت خسرو کے سبب سے مجہے لاہور جانا پڑا - بدسلیقہ معماروں نے اوسکو اپنے طور پر بنایا - آخر الامر بعض تصرفات اس میں کیے گئے اور سارا روپیہ خرچ ہو گیا تین چار سال اس تعمیر میں صرف ہوئے - میں نے حکم دیا کہ دوبارہ ماہر معمار صاحب توقف اتفاق کر کے بعض جگہوں کو اس نوع پر کہ قرار پائی تہی گرا دیں رفتہ رفتہ ایک عمارت عالی سامان پذیر ہوئی اور مقبرہ کے گرد ایک باغ نہایت باصفا لگایا گیا - دروازہ نہایت بلند بنایا گیا جسپر منارے سنگ سفید کے ساختہ و پرداختہ ہوئے مجملاً پندرہ لاکہہ روپیہ اس عمارت میں صرف ہوا حکیم علی کے گہر میں اس حوض کے تماشے کے لئے بادشاہ گیا کہ جسکی مثل ایک حوض لاہور میں شہنشاہ اکبر کے عہد میں بنایا گیا تہا - حوض چہہ گز سے چہہ گز تہا اوسکے پہلو میں ایک خانہ بنایا تہا جو بہت روشن تہا اور اس خانہ کی راہ پانی میں سے تہی اور اس راہ سے پانی گہر میں نہیں جاتا تہا - دس بارہ آدمی اس حوض میں بیٹہہ سکتے تہے نقد و جنس جو کچہہ حکیم علی پاس موجود تہا بادشاہ کو پیشکش میں دیا - اس خانہ کو بادشاہ اور اوسکے مقربوں نے ملاحظہ کیا اور

حکیم کو دو ہزاری منصب سے سرافراز کیا ۔ مقرب خان نے ایک تصویر بھیجی جو فرنگیون کے عقیدہ میں تیمور صاحب قران کی شبیہ تھی ۔ جسوقت کہ ایلدرم بایزید صاحب قران کے لشکر کے ہاتھہ میں گرفتار ہوا تو استنبول کے نصرانی حاکم نے ایلچی تحفے وہدئے دیکر بھیجا اور اطاعت و بندگی کا اظہار کیا ۔ اور ایلچی کے ہمراہ مصور بھی بھیجا تھا جسنے تیمور کی شبیہ کھینچی تھی ۔ اگر اس دعوی کی کچھہ اصل ہوتی تو کوئی چیز اسے بہتر میرے لئے تحفہ نہ ہوتی ۔ مگر یہ تصویر تیمور کی اولاد اور فرزندوں میں سے کسی کی صورت و حلیہ سے مشابہت نہیں رکھتی ۔ اس کی سچی تصویر ہونے میرا اطمینان خاطر نہیں ہوا +

تصویر تیمور +

چہاردہم ذی الحجہ سنہ ۱۰۳۰ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۲۱ء نوروز ہوا جشن معمولی ہوا ۔

نوروز چہاردہم ۱۱۰ مہم مہابت خان شاہزادہ پرویز +

مہم رانا کا انصرام جیسا کہ ہونا چاہئے تہا مہابت خان سے نہ ہوسکا اسلئے بادشاہ اپنے پاس اسکو بلالیا اور اسکے بجائے عبد اللہ خان کو سردار لشکر مقرر فرمایا ۔ اس سال میں شاہزادہ پرویز کو صوبہ دکن میں بھیجا اور لشکر دکن کی مدد خرچ کے واسطے بیس لاکھہ روپیہ ساتھہ گیا اور آصف خان کو اسکا اتالیق مقرر کیا ۔ اور امیر الامرا اور سرداران سپاہ شاہزادہ کی کومک کیلئے مقرر ہوئے ۔ بادشاہ سے مکرر عرض کیا گیا کہ شاہزادہ پرویز کے ساتھہ جو سپاہ گئی تھی اس مہم دکن کا کام اچھی طرح نہیں چلتا ۔ دکن کے دنیاداروں نے لشکر فراہم کیا ہے اور ملک عنبر کو اپنا سردار بنایا ہے ۔ اور اس سبب سے وہ بیباک پیش قدمی کرتے ہیں اور استقلال او استکبار کا دم بہرتے ہیں بادشاہ نے شاہزادہ کی کومک و مدد کیلئے خانخاناں خانجہان کو دو ہزار سوار دیکر اور سیف خاں بارہہ وحاجی بے اوزبک اسلام اللہ عرب کو دکن روانہ کیا اور معتمد خان کو حکم دیا کہ عبد اللہ خان کے ساتھہ جو بارہ ہزار سوار رانا سے لڑنے گئے ہیں انہیں سے چار ہزار سواروں کو لیکر نواحی اجین ومنڈو میں خانجہان پاس پہنچادے اور خود واپس چلا آئے +

عبد اللہ خاں و رانا +

عبد اللہ خان کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی کہ کوہستان میں قابض جاؤن میں رانا کا تعاقب کیا گیا اور چند ہاتھی اور اسباب اسکا چھینا گیا ۔ رات ہوگئی تھی اس میں وہ اپنی جان بچاکر بھاگ گیا

اوسکو میں نے تنگ کر رکھا ہے عنقریب وہ گرفتار ہو جائیگا +

روز شنبہ ۲۴ ذی الحجہ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۱ء کو برج حمل میں آفتاب نے قدم رکھا اور پرگنہ باری میں مجلس نوروزی نے بطرز آبائی ترتیب پائی عزائب الاتفاقات سے ملا علی احمد مہرکن کی وفات ہے جسکی شرح یہ ہے کہ شب پنجشنبہ کو دہلی کے قوالوں کی ایک جماعت مجلس شاہی میں سرود گاتی تہی اور امیر خسرو کی اس بیت پر کہ ؎ نوروز سنہ ۱۰۲۰ھ +

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے   من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے

سیدی خاں برسم تقلید سماع کرتا تہا۔ بادشاہ نے ملا علی احمد سے پوچہا کہ اس بیت کی حقیقت کیا ہے۔ اوسنے عرض کیا کہ میں نے اپنے باپ کی زبانی سنا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا گوشہ سر پہ کلاہ کج رکھے ہوئے جمنا کے کنارہ پر کوٹھے پر بیٹھے ہوئے تھے ہندوؤں کی عبادت و پرستش کا تماشا دیکھ رہے تھے حضرت امیر خسرو بھی حاضر تھے شیخ نے انسے فرمایا کہ اس جماعت کو دیکھتے ہو اور یہ مصرعہ پڑہا کہ ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے۔ امیر نے بے تامل مصرعہ ثانی پڑہا کہ۔ من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے ملا مذکور کی زبان پر سمت کج کلاہ کے الفاظ جاری تھے کہ حال اس کا متغیر ہوا۔ اور جان آفرین کو جان سپرد کی + وفات مہرکن +

ایک بیوہ عورت نے مقرب خان کی شکایت کی کہ میری لڑکی کو بندر کھنبایت میں اسکے آدمی بزور پکڑ کے گھر میں لے گئے مدتوں تک اوسکو اپنے گھر میں رکھا جب میں نے اپنی لڑکی کو مانگا تو کہہ دیا کہ وہ اپنی اجل موعود سے مرگئی اسلئے بادشاہ نے مقدمہ کی تحقیقات کی اور بہت جستجو کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مقرب خاں کے ملازموں میں سے ایک نے یہ تعدی کی تھی اوسکی سیاست بادشاہ نے کی اور مقرب خاں کا نصف منصب کم کیا اور اس ضعیفہ ستم رسیدہ کو مدد معاش اور خرچ راہ کے لئے مرحمت کیا + ایک بیوہ کا انصاف +

۱۹ ماہ اردی بہشت ۶ جلوس مطابق ۴ صفر ۱۰۲۰ھ کے پٹنہ میں کہ صوبہ بہار کا حاکم ہے ایک امر غریب اور حادثہ عجیب واقع ہوا۔ یہاں کا حاکم صوبہ افضل خان گورکھپور کو پٹنہ کا واقعہ +

که پٹنہ سے سات کوس پرے گیا ہوا تھا یہ پرگنہ اوسکو جاگیر میں تازہ ملا تھا اور وہ قلعہ اور شہر کو شیخ بنارسی اور غیاث زین خانی دیوان صوبہ کو اور منصبداروں کی ایک جماعت کو سپرد کر گیا تھا۔ اس گمان سے کہ ان حدود میں غنیم نہیں ہے اونسے قلعہ و شہر کی حفاظت جیسی کرنی چاہئے تھی نہیں کی اتفاقاً اوچھہ کے آدمیوں میں سے ایک مجہول شخص قطب درویشوں کے لباس میں ولایت اوجینیہ میں آیا کہ نواحی پٹنہ میں واقع ہے اور یہاں کے آدمیوں سے جو مفسد مشہور ہیں آشنائی پیدا کی اور اونسے کہا کہ میں خسرو ہوں اور بندی خانہ سے بھاگ کر ان حدود میں آیا ہوں اگر تم ہمراہ ہو کر میری امداد کرو تو کام بننے کی صورت میں میری ساری سلطنت کا مدار تمہارے ہی دم کے لئے ہوگا۔ غرض ایسی ابلہ فریب باتوں سے ان احمقوں کو یقین دلا دیا کہ حقیقت میں وہ خسرو ہے۔ کسی وقت میں اوسکی آنکھوں کی اطراف پر داغ لگایا گیا تھا اور اوسکے نشان باقی تھے۔ وہ ان گمراہوں کو دکھاتا تھا کہ بندی خانہ میں میری آنکھوں پر کٹوری باندھی گئی تھی۔ یہ نشان اوس کے ہیں غرض اصلی اس تزویر اور فریب سے سوار اور پیادوں کی جماعت اس پاس جمع ہوگئی اور یہ خبر سُن کر کہ پٹنہ میں افضل خاں نہیں ہے اپنی فوز عظیم سمجھ کر ایلغار کرنے لگے اور اتوار کو دو تین گھنٹے دن رہے شہر میں آگئے اور قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا شیخ بنارسی کہ قلعہ میں تھا مضطربانہ قلعہ کے دروازہ پر آیا غنیم جلو ریز چلا آتا تھا اوسنے قلعہ کے دروازہ بند کرنے کی فرصت نہ دی وہ غیاث کو ساتھ لیکر ایک کھڑکی سے دریا کے کنارہ پر آیا اور کشتی لیکر افضل خاں پاس جانے کا قصد کیا مفسد قلعہ کے اندر آئے اور افضل خان کے مال اسباب اور خزانہ شاہی پر متصرف ہوئے اور واقعہ طلب آدمیوں کا مجمع اونکے پاس ہو گیا۔ گورکھہ پور میں افضل خان کو یہ خبر پہونچی۔ اور شیخ بنارسی اور غیاث بھی اس پاس پہنچے اور شہر سے خطوط آئے کہ جو شخص اپنے تئیں خسرو کہتا ہے وہ حقیقت میں خسرو نہیں ہے۔ افضل خاں پانچویں روز میں حوالی پٹنہ میں آیا جب مفسدوں کو افضل خان کے آنے کی خبر پہنچی تو قلعہ کو کسی اپنے معتمد کو سپرد کرکے سوار اور پیادے لیکر چار کوس تک افضل خان سے لڑنے آئے اور دریا پن پن پر لڑائی

ہوئی اور تہوڑی دیر لڑائی رہی کہ وہ پریشان ہوگئے تب قطب چند آدمیوں کے ساتہہ قلعہ کی طرف آیا افضل خان بہی
اسطرح اوسکے پیچھے آیا کہ قلعہ کے دروازہ بند کرنیکی ہمت نہوئی وہ افضل خان کی حویلی میں آیا سہ پہر تک زد و خورد ہوتی رہی
اور تخمیناً تیس آدمی زخم تیر سے ضایع ہوئے غرض جب ہمراہی مارے گئے تو قطب نے عاجز ہوکر
امان طلب کی افضل خان پاس آیا۔ افضل خان نے اس فساد کے مٹانے کے لیے اسی دن اوسکو
مار ڈالا اور جو اوسکے ہمراہی زندہ گرفتار ہوئے تہے اونکو مقید کیا۔ یہ اخبار متواتر بادشاہ
پاس جاتے تھے بادشاہ نے شیخ بنارسی و غیاث زین خانی اور اور منصبداروں کو جنہوں نے
قلعہ کی حفاظت و حراست میں تقصیر کی تہی آگرہ میں طلب کیا اور سب کی ڈاڑہی منڈوائی اور
سر کے بال اُترولئے اور چادر اوڑہائی اور گدہے پر بٹہاکر سارے شہر میں آگرہ کے گرد اور
بازارون میں پہرایا تاکہ اورون کی تنبیہ اور عبرت کا سبب ہو +

ان دنون میں پرویز کی اور امراء تعینات دکن کی اور وہاں کے دولت خواہوں کی
عرایض متعاقب ایک دوسرے کے آئیں کہ عادل خان بیجاپوری کی یہ التماس اور استدعا ہے
کہ میر جمال الدین حسین انجو کو پاس بادشاہ بہیجدے جسکے قول و فعل پر دکن کے کل دنیادار پورا
اعتماد رکہتے ہیں تاکہ وہاں کی جماعت سے ملکر تفرقہ اور وحشت کو اونکے دل سے دور کرے
اور وہان کے معاملہ کو عادل خان کے حسب الاستصواب صورت پذیر کرے۔ عادل خان
نے دولت خواہی و بندگی کا طریقہ اختیار کیا تہا۔ بادشاہ نے میر مذکور کو بہیجدیا وہ برہان پور میں
جاکر دکلائے عادل خان کے ہمراہ بیجاپور گیا۔ اور ۲۲ شعبان کو عادل خان کی
خدمت میں پہنچ گیا +

۱۲ آبان کو خانخانان جہانگیر پاس آیا۔ اوسکے باب میں اکثر دولت خواہوں نے مقدمات
واقع اور غیر واقع اپنی فہمید کے موافق عرضداشت کئی تہی اور بادشاہ کی خاطر اوس سے
منحرف ہوگئی تھی۔ اسلئے جو التفات اور عنایت کہ ہمیشہ بادشاہ اور اوسکا باپ و سیر
کیا کرتا تہا وہ اس بار عمل میں نہ آئی۔ اور یہ لکہا ہے کہ خانخانان نے یہ تعہد کیا تہا کہ صوبہ دکن
کی خدمات میں ایک مدت معین میں انصرام کردونگا تو وہ دکن کی مہم عظیم میں سلطان پرویز کی خدمت

فساد دکن +

میں بہیجا گیا تھا جب خانخان برہان پور میں آیا تو اوسنے ملاحظہ وقت نہ کیا اور اس وقت میں کہ حرکت نہیں کرنی چاہئے تھی سلطان پرویز کے لشکر کی رسد اور ضروریات کا سر انجام نہیں کیا۔ اور سلطان پرویز کو اور اوسکے لشکروں کو بالاگہاٹ دکن میں لایا اور رفتہ رفتہ سرداروں کے نفاق اور اور ناصواب رایوں کے اختلاف سے نوبت یہانتک پہونچی کہ غلہ بدشواری میسر ہوتا اور ایک من غلہ روپیوں کو بہی ہاتھ نہ آتا۔ سپاہ کا سارا کام مختل اور درہم ہوگیا اور کوئی کام آگے نہ چل سکا اور گہوڑے اور اونٹ اور چارپائے ضائع ہوئے مصلحت وقت کے سبب سے ایک طرح کی صلح مخالفوں سے کی گئی۔ سلطان پرویز لشکر کو برہانپور میں اولٹا لایا جب معاملہ خوب نہ ہوا تو یہ تفرقہ اور پریشانی دولت خواہوں کے مجموعہ میں خانخانان کے نفاق اور بے سرانجامی سے سمجہی گئی۔ اس باب میں جہانگیر پاس افضل آمین اگرچہ اس بات کا بادشاہ کو مطلق باور نہ ہوتا تہا مگر پہر بہی اوسکے دل میں خدشہ تہا کہ خانجہاں کی عرضداشت پہنچی کہ خانخانان کے نفاق کے سبب سے یہ ساری پریشانی وقوع میں آئی۔ یا تو بادشاہ اس خدمت کو باستقلال اسکو بہر سپرد کردے یا اوسکو اپنے پاس بلالے اور مجہہ نواختہ و پرداختہ کو اس خدمت پر متعین کرے اور تیس ہزار سوار بندہ کی کمک کے لئے متعین و مشخص کئے جائیں تاکہ دو سال میں تمام ولایت شاہی کو کہ غنیم کے تصرف میں مستخلص کروں اور قلعہ قندہار اور سرحد کے اور قلعے تصرف میں لاؤں اور ولایت بیجاپور کو ممالک محروسہ کا ضمیمہ بناؤں اور اگر اس خدمت کو مدت مذکور میں انصرام کو نہ پہنچاؤں تو سعادت کورنش سے محروم کیا جاؤں اور اپنا منہ بندگان حضور کو نہ دکہلاؤں۔ چونکہ خانخانان اور سرداروں کے درمیان یہ حالت ہوگئی تہی۔ اسلئے خانخان کا وہاں رکہنا بادشاہ نے مناسب جانا۔ خانجہان کو سرداری تفویض کی اور خانخانان کو بلالیا۔ بالفعل خانخانان پر بادشاہ کی بے توجہی اور بے التفاتی کرنے کی یہ وجہ تہی۔ آیندہ جو بادشاہ کی توجہ اور بے توجہی خانخانان پر ہوئی وہ اپنے محل پر بیان ہوگی +

بادشاہ نے کیشوداس کو سلطان پرویز کے پاس سے بلایا تو شہزادہ نے کیشوداس سے کہا کہ

تو میری طرف سے بادشاہ سے عرض کرتا کہ میں اُس خداے مجازی کی خدمت میں اپنی جان و حیات کے فدا کرنے کا خواہاں ہوں کیشوداس کا عدم و وجود کیا ہے کہ اوس کے بھیجنے میں ایستادگی کروں حضور جو ہر تقریب میں میری اعتباری اور اعتمادی خدمتگاروں کو طلب کرتے ہیں وہ اوروں کی نوامیدی اور شکست خاطر کا سبب ہوتا ہے اور جناب قبلہ کی بے عنایتی پر محمول ہوتا ہے +

جب قلعہ احمد نگر جہانگیر کے بھائی دانیال مرحوم کی سعی سے بادشاہی تصرف میں آیا تھا اور یہاں کا والی جب سے احمد نگر فتح ہوا تھا نظام الملک قلعہ گوالیار میں مقید تھا تو ملک عنبر نے نظام الملک کے سلسلہ سے ایک لڑکے کی قرابت کی نسبت قرار دیکر اوسکو نظام الملک بنایا تاکہ لوگ اوسکی حکومت دل وجان سے قبول کریں اور خود اپنے تئیں پیشوا بنایا اوسنے مغلوں کو کئی دفعہ شکست دی اور کوہستان دولت آباد کے نیچے کھرکی کو نظام کا دار السلطنت بنایا -

تاریخ حال تک احمدنگر کی حفظ و حراست خواجہ بیگ مرزا صفوی کو سپرد تھی جو شاہ طہماسپ کے خویشوں میں تھا جب دکنیوں نے بہت شورش برپا کی تو انہوں نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا - اوسنے لوازم جانسپاری او قلعہ داری میں تقصیر نہیں کی باوجودیکہ برہانپور میں خانخاناں و امرا و سردار جمع ہوئے تھے اور پرویز کی ملازمت میں دکنیوں کی رفع دفع میں مصروف تھے لیکن الیوں کے اختلاف اور امرا کے نفاق سے اور رسد و غلہ کی بے سرانجامی سے لشکر گراں کو جس میں بڑے بڑے کاموں کی صلاحیت تھی نامناسب راہوں اور پہاڑوں اور صعب گھاٹیوں میں لے گئے اور تھوڑے دنوں میں پریشان و بے سامان کردیا جب نوبت یہاں تک پہنچی کہ غلہ کی تنگی سے جان کو نان کے عوض میں دینے لگے تو بے علاج مقصد نہ حاصل کرکے پھر آئے - قلعہ احمدنگر کا لشکر جسکو اس لشکر کی امداد کی امید تھی اس خبر کو سنکر بے دل و بے پا ہوا اور ایک بارگی جوش میں بھرا - اور چاہنے لگا کہ قلعہ سے نکل آئے خواجہ بیگ مرزا کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اوسنے اوس سب کے دلاسا دینے میں ہرچند کوشش کی مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا - آخر الامر قول و قرار کرکے وہ اپنے آدمیوں کو ساتھ لیکر قلعہ سے باہر آیا

اور برہانپور میں آنکر شاہزادہ کی ملازمت کی جب اوسکے آنے کی عرض بادشاہ پاس آئیں تو
معلوم ہوا کہ اوسنے تردد اور نمک حلالی میں تقصیر نہیں کی بادشاہ نے اوسکو پنجہزاری ذات
کے منصب پر جاگیر تنخواہ کا اضافہ کیا۔

ملک دکن کی تسخیر کے لئے جو لشکر کہ پرویز کی سرداری و سرکردگی میں اور خانخاناں کی
سربراہی میں امرائے کلان مثل راجہ مانسنگہ و خانجہان و آصف خان و امیر الامرا کی
ہمراہی میں بھیجا گیا تھا اوسکی مہمات کا حال یہ ہوا کہ آدھی راہ سے پھر کر وہ برہانپور میں
آگیا اور سب بندگان معتمد اور راست گفتار واقعہ نویسوں نے درگاہ میں عرائض بادشاہ
پاس بھیجیں کہ اگرچہ اس لشکر کی برہم خوردگی اور خرابی کے بہت سے سبب و جہتیں ہیں لیکن بڑے
اسباب اوسکے یہ ہیں امرا کی بے اتفاقی اور بالتخصیص خانخاناں کا نفاق اس سبب سے بادشاہ
کے دل میں آیا کہ خان اعظم کو تازہ زور لشکر کے ساتھہ بھیجنا چاہیے تا کہ بعض نالایق امور
و ناشائستگیوں کی تلافی و تدارک کیا جاے جو امرا کے نفاق سے وقوع میں آئی ہیں
خانعالم اور فرید خان برلاس و یوسف خان ولد حسین خان تکریہ اور علی خان نیازی و
باز بہادر قلماق اور اور منصبدار اور دس ہزار سوار اوس کی ہمراہی کے لئے متعین ہوئے
اور سواران احدیوں کے جو لشکر میں تھے دو ہزار احدی اور ہمراہ گئے کل بارہ ہزار سوار
اور تیس لاکھ روپیہ کا خزانہ اور چند حلقہ فیل ہمراہ ہوئے۔ غرض خان اعظم اس لشکر کے
ساتھہ روانہ ہوا اور اوسکو پانچ لاکھ روپیہ اور مدد خرچ کے لئے عنایت ہوا۔ مہابت خان کو
کہ چار ہزاری ذات کا منصب اور تین ہزار سوار رکھتا تھا پانسو سوار اور دیکر اوسکو حکم شاہی
ہوا کہ اس لشکر کو اور خان اعظم کو برہانپور پہنچا دے اور لشکر کی برہم خوردگی کی حقیقت دریافت
کرے اور خان اعظم کی سرداری کا حکم اس حدود کے امرا کو پہنچادے اور سب کو اوس کے
ساتھہ متفق و یک جہت کرادے اور وہاں کے لشکر کا سامان دیکھے اور مہمات مرجوعہ کے
نظام اور انتظام کے بعد خانخاناں کو ہمراہ لیکر بادشاہ پاس آئے +

۱۰ محرم سنہ ۱۸ کو نوروز ہوا اور حسب دستور اسکا جشن ہوا +

جہانگیر نے بار بار سنا تہا کہ سرحد کے امرا بعض مقدمات کہ اونسے مناسبت نہیں رکہتے قوۃ سے فعل میں لاتے ہیں اور تورہ اور ضوابط کا ملاحظہ نہیں کرتے اوسنے بخشیوں کو حکم دیا کہ امرا سرحد کے نام فرمان صادر ہو کہ آئندہ وہ ان امور کے مرتکب نہوں جو بادشاہوں کے ساتہہ مخصوص ہیں اول جہروکہ میں نہ بیٹہیں۔ دوم جو امیر و سردار اونکے کمکی ہیں اونکو تکلیف چوکی اور تسلیم کی نہ دیں۔ سوم ہاتھی نہ لڑائیں۔ چہارم سیاست میں اندہا نہ کریں اور ناک کان نہ کاٹیں۔ پنجم کسی کو زبردستی مسلمان نہ کریں۔ ششم نوکروں کو خطاب نہ دیں ہفتم نوکران شاہی سے کورنش و تسلیم نہ کرائیں۔ ہشتم اہل نغمہ کی چوکیاں جو دربار کے لئے معمول ہیں نہ مقرر کریں۔ نہم۔ باہر جانیکے وقت نقارہ نہ بجوائیں۔ دہم جب وہ نوکران شاہی اور اپنے نوکروں کو گہوڑا ہاتھی دیں تو باگ اور کجک اونکے کندھے پر رکھہ کر وہ تسلیم نہ کرائیں۔ یازدہم۔ سواری میں ملازمان بادشاہی کو اپنی جلو میں پیادہ نہ لے جائیں۔ دوازدہم۔ اگر نوکران شاہی کو کوئی سند دیں یا حکم لکھیں تو کاغذ کے اوپر مہر نہ کریں۔ یہ ضوابط آئین جہانگیری مشہور ہوئے اور اونپر عمل ہوا۔

اسی سال کے وقائع عظیم میں سے جہانگیر اور نورجہان کا نکاح ہے جسکو ایک کارنامہ آسمانی اور نیرنگ فلکی بناکے یادگار روزگار بناتے ہیں۔ خافی خاں لکھتا ہے اس واقعہ کو مولف جہانگیر نامہ نے پاس ادب کرکے کوتاہ قلمی کی اور اس ترانہ کو مختلف پردوں میں اور قانون سے بجایا ہے۔ مستند کتابوں سے جو اوسکی تحقیق قریب بصدق ہے لکہی جاتی ہے۔ محمد خان تکلو حاکم خراسان کا وزیر خواجہ محمد شریف طہرانی تہا وہ محمد خان کے مرنیکے بعد طہماسپ شاہ ایران پاس چلا گیا۔ شاہ ایران نے اوسکو مزد کی وزارت تفویض کی یہ خواجہ شریف وہ امیر ہے کہ جب ہمایوں ایران کو گیا ہے تو اوسکی مہمانداری اور تواضع و تکریم کے احکام اسی کے نام شاہ ایران نے صادر کئے تھے۔ اوسکے دو بیٹے آقا طاہر اور مرزا غیاث بیگ تھے مرزا غیاث بیگ کا نکاح ایک امیر کبیر عماد الدولہ کی بیٹی سے ہوا تہا وہ شاہ طہماسپ کے عہد میں خراسان کی حکومت رکہتا تہا۔ وہ سرکار شاہ کا باقی دار رہوا

Marfat.com

اور صدمات اور حوادث روزگار سے ایسا تنگ ہوا کہ وطن سے دل برداشتہ ہوا معاش کی تلاش میں وطن سے نکلا دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ساتھ تھے کہ وہ قافلہ ہند کے ہمراہ اکبر کے عہد میں ہندوستان کا عازم ہوا۔ راہ میں ایک اور حادثہ اسیر واقع ہوا کہ جو کچھہ اس پاس تھا یا نہ تھا راہ کے درمیان لٹ گیا اور ایسا پریشان حال ہوا کہ پانچ چھہ آدمیوں کے درمیان بار برداری اور سواری کے لئے دو اونٹ اس پاس تھے کہ اونپر باری باری سے سوار ہوتے تھے بیوی حاملہ تھی زیادہ تر اوسکی سواری میں عنایت کی جاتی تھی جب قندھار کے قریب وہ آیا تو لڑکی پیدا ہوئی۔ اس بے سامانی میں جنگل میں اُن ماں باپوں کے ہاں بچہ کا ہونا جو ہمیشہ محلوں میں پاؤں پھیلا کے سوئے ہوں کیسی سخت آفت و مصیبت تھی۔ بچہ کا ساتھہ لے چلنا پہاڑ تھا اور سامان تو درکنار زچہ کے لئے کھانے پینے کا سامان ہونا بھی دشوار تھا۔ کمال عسرت و تعب و مشقت راہ سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ اسقدر نہ تھا کہ وہ بچہ کی غذا کے لئے کفایت کرتا۔ رات بھر ماں باپ روتے رہے باپ نے اپنی حالت کو سوچا اور وہ بولا کہ خدا پر توکل کر کے اس بچہ کو یہیں چھوڑ دو۔ ہر چند ماں کی مامتا بچہ کے چھوڑنے سے بھڑکتی تھی۔ مگر کچھہ بن نہ آئی تو کلیجہ پر پتھر رکھا اور اپنی کلیجہ کے ٹکڑے کو ایک پارچہ میں لپیٹ کر حافظ برحق کو سپرد کیا اور رات کے وقت قافلہ میں ڈالدیا یہ ایک رات کی جان جنگل میں پڑی روتی تھی اور انگلیاں چوستی تھی جب قافلہ چلا اور ملک مسعود قافلہ سالار کے ایک نوکر کے کان میں بچہ کے رونے کی آواز آئی تو وہ اس بچہ کو اوٹھا کر قافلہ سالار پاس لایا۔ فوراً اس چاند سے ٹکڑے کو دیکھتے ہی قافلہ سالار کے دل میں خدا نے محبت ایسی پیدا کر دی کہ اوسکی پرورش پر وہ متوجہ ہوا۔ کوئی اوسکی اولاد نہ تھی۔ اوسکو اپنا فرزند بنایا اور اس سبب سے کہ قافلہ ہندوستان کے برخلاف قافلۂ ایران میں عورتیں کمتر ہوتی ہیں اس جنگل میں وہ حیران تھا کہ اوسکے لئے کہاں سے دودھ پلانیوالی پیدا کرے اون اوسکی تلاش ہوئی سوا اس بچہ کی ماں کے کوئی اور عورت دودھ پلانیوالی نہ ملی۔ اوسکو اعزاز کے ساتھہ قافلہ سالار نے طلب کیا اوسکے گھر کے ہر ایک آدمی کے واسطے سواری اور اسباب کی مدد اور اون کے

احترام میں کوشش کی اور نیک انجام وعدوں سے اونکو خوش کیا اور بڑے آدمیوں کے گھروں کے
دستور کے موافق بچہ کو دایہ کے حوالہ کیا - اور اوسکے مناسب حال کھانے پینے کا سامان
مہیا کر دیا خدا نے اس مصیبت میں یہ دستگیری کی کہ لڑکی کی لڑکی ہاتھہ آئی اور روٹی کا
ہی آسرا ہوا سواری بھی ملی غرض اس نیک اختر کے پیدا ہونے سے نحوست ٹلی ملک مسعود
نے مرزا غیاث بیگ کے حسب نسب کا حال دریافت کیا اور اوسکی لیاقت پر مطلع ہوا
تو بہت افسوس کیا اور اپنے کارخانہ میں اوسکو دخل دیا جب ملک مسعود فتحپور میں
شہنشاہ اکبر کی خدمت میں آیا اور اوسنے اپنے ارمغاں پیش کیے تو شہنشاہ اکبر نے فرمایا
کہ ابکی دفعہ کیا ہے کہ ہماری سرکار کے قابل کوئی تحفہ تو نہیں لایا تو ملک مسعود نے عرض کیا
کہ ہم کرپاس فروشوں پاس کونسا تحفہ ایسا ہو سکتا ہے کہ حضور کی درگاہ کے لایق ہو مگر میں
اس سفر میں دو تین جواہر جاندار بے بہا لایا ہوں اگر نظر تربیت سے حضور اونکو ملاحظہ فرمائیں
تو ابتک ایران اور توران سے بادشاہان سلف کے لئے کوئی تحفہ ایسا نہیں آیا - بعد ازان
اوسنے غیاث بیگ کو مع اوسکے بیٹے ابوالحسن کے بادشاہ کی خدمت میں بھیجا وہ بادشاہ کے
ملازموں کے زمرہ میں داخل ہوا - بادشاہ سے مرزا نے اپنے دادا جان خواجہ محمد شریف
کی خدمات کا استحقاق جتایا جو اوسنے ہمایوں کی ہرات میں کیں تھیں خود بھی صاحب لیاقت
تھا شکستہ خط کا خوشنویس خوش بیان شاعر و منشی تھا بیوتات کا دیوان مقرر ہوا -
خدمات شاہی سے جو وقت بچتا اوسکو شعر و سخن میں صرف کرتا - اہل خدمت و صحبت
کے ساتھہ اسکا سلوک اس مرتبہ پر تھا کہ جو صاحب غرض اسکے گھر آتا آزردہ خاطر نہ جاتا
مگر رشوت ستانی میں دلیر و بیباک تھا غرض اپنے جوہر ذاتی کے سبب مراتب منصب
عزت و جاہ میں بڑھتا گیا - قافلہ سالار کی بیوی کو محل میں جانے کی اجازت تھی اوسکے
ہمراہ مرزا غیاث کی بی بی محل میں آمد و رفت کرتی تھی جشن کے دنوں اور نوروز میں
بیگموں اور اور محل کی عورت خادموں کا مجرا ہوتا تھا اور اونکی عزت و آبرو بڑہائی
جاتی تھی - نقد و جنس زیور اونکو دئے جاتے تھے - مرزا غیاث کی بی بی کو بھی یہہ شرف

حل تہا محل میں ایک شاہزادی سے اُسکا بہنا پا ہو گیا۔ اوسکی لڑکی جسکا نام مہر النسا
نور جہان خطاب ہیسانی ہو گئی تھی۔ ادہر حسن خداداد قیامت کا پہر اسپر ادا و انداز غضب کا۔
سب محل کی عورتیں دیکہہ کر کہتی ہیں کہ معلوم نہیں یہ آفت روزگار کس کو اپنے دام میں گرفتار
کریگی گاہ گاہ شاہزادہ سلیم کی نگاہ بھی اوسپر پڑتی تھی اور میل خاطر اوسکی طرف زیادہ ہوتا جاتا
تہا اوسنے چھیڑ چھاڑ کرنی شروع کی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ شاہزادہ نشہ کے عالم میں مینا بازار میں
ادہر سے جاتا تہا اودہر سے مہر النسا (نور جہان) اپنی البیلی چال سے چلی جاتی تہی شاہزادہ کے ہاتہہ
میں دو کبوتر تہے اوسنے مہر النسا سے کہا کہ بی لڑکی ذرا ہمارے کبوتر لے لیں پہول توڑونگا اوسنے
کبوتر ہاتہہ سے لے لئے شہزادہ پہول توڑنے لگا۔ اتفاقاً ایک کبوتر پہڑک کر ہاتہہ سے اوڑ گیا۔
جب شہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک کبوتر ندارد تہا۔ اوسنے پوچہا کہ میرا کبوتر کیا ہوا اوسنے کہا
کہ صاحب عالم کبوتر اوڑ گیا۔ شاہزادہ نے کہا کہ کس طرح اوڑا۔ اوسنے دوسرا کبوتر اوڑا کر دکہا دیا
کہ اس طرح۔ اس بہولے پن کی ادانے عشق کے زخم پر اور نمک چہڑکا۔ جب ان کو ان چہیڑ
چہاڑون کی خبر ہوئی تو اوسنے بیٹی کا محل میں لیجانا چہوڑ دیا۔ اور جس بیگم سے بہنا پا تہا
شکایت کی۔ اس بیگم نے بادشاہ کے روبرو اوسکی شکایت کی۔ بادشاہ نے بیٹے کو بلا کر بہت
سمجہایا کہ شہزادون کو بہلے مانسون کی بہو بیٹیون سے چہیڑ چہاڑ کرنی نہایت نامناسب ہے
اور مہر النسا کے ولیون کو کہلا بہجوایا کہ اپنی لڑکی کی شادی کسی سے کر دین اور شاہزادہ سے
اُسکو الگ تہلگ رکہین مرزا غیاث نے عرض کیا کہ ہم بندون کو خانہ زادون کے باب
مین کیا اختیار ہے علی قلی بیگ استجلو شاہ ایران اسمعیل ثانی کا تربیت یافتہ تہا اور نعمت خانہ
شاہ ایران کا داروغہ۔ وہ بادشاہ کے مرنے کے بعد انقلاب سلطنت سے ملتان مین
خانخانان کی خدمت میں آیا وہ جوان سپاہی کا طلب صاحب جوہر تہا خانخانان اوسکے
حال پر متوجہ ہوا۔ اور غائبانہ ملازمان شاہی کے زمرہ میں داخل کیا۔ اوسنے خانخانان
کے ساتہہ ٹہٹہ کی لڑائی میں کارہائے نمایان کئے۔ خانخانان نے اوسکو بادشاہ کے روبرو
کیا۔ بادشاہ نے اوسکی وجاہت دیکہہ کر ایک عمدہ عہدہ دیدیا۔ اور مہر النسا کی شادی

Marfat.com

اوسے کردی۔ اور بنگال میں بردوان اوسکی جاگیر میں عطا فرمایا۔ اب آگے قصہ طراز و
کی چھوٹی داستان یوں شروع ہوتی ہے کہ اگرچہ شہنشاہ اکبر نے اس حکمت سے عشق کی چنگا
پر خاک ڈالی مگر وہ اندر ہی اندر سلگی کی مہم رانا میں شاہزادہ کی خدمت میں چند روز علی قلی
رہا اور پھر اپنی جاگیر میں چلا گیا۔ جب شاہزادہ سلیم بادشاہ جہانگیر ہوا تو پھر عشق کا زخم ہرا
علی قلی کو کسی بہانہ سے بلا بھیجا اور اوسکی جان لینے کا ارادہ یون کیا کہ کوئی الزام اوسکے ذ
نہ آئے۔ ایکدن مست ہاتھی سے لڑادیا۔ اوسکو اس شیر نے ہٹا کر بھگا دیا۔ پھر ایک شیر سے
تنہا لڑادیا اوسکو اوسنے مار ڈالا۔ تو اوسکو شیر افگن خان کا خطاب دیا۔ جب وار نہ چلے تو ایک
رازدار کی زبانی اپنا مطلب کہلایا مگر اس غیرت مند کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ نوکری و حقوق
بادشاہی کو طلاق دی اور اپنی جاگیر بردوان مین جا بیٹھا۔ خافی خان لکھتا ہے۔ بادشاہ نے
اپنے کوکہ قطب الدین خان کو جسکو وہ اپنے بھائی سے زیادہ عزیز جانتا تھا بنگالہ کا صوبہ مقرر کیا
رخصت کے وقت۔ شیر افگن خان کے باب مین چند کلمے کہے شیر افگن خان کو اپنے وکیل کے
نوشتے سے از روے قیاس کہ بوئے عشق و مشک پنہان نمی ماند اطلاع ہوئی۔ اسی دن غیرت کے
مارے نے واقعہ نگار سے کہا کہ میں آج سے بادشاہ کا نوکر نہیں ہون اور بحسب ظاہر یراق باندھنا بھی
چھوڑ دیا۔ جب قطب الدین خان بنگالہ میں پہنچا تو شیر افگن خان کی طلب میں مکرر آدمی اور
نوشتے بھیجے مگر اوسنے اپنے آنے میں تعلل و تجاہل کیا یہانتک کہ قطب الدین خان کسی ضرورت
کی تقریب بنکے شیر افگن خان کی جاگیر میں آیا اور ملاقات کا پیغام بھیجا۔ شیر افگن جریدہ آستین
کے نیچے بکتر و شمشیر حمائل کر کے چند معدود آدمیوں کے ساتھ قطب الدین خان کے نزدیک آیا
ملاقات اور احوال پرسی کے بعد قطب الدین خان نے ملائم زبان سے وہ پیغام جو شیر افگن خان
کی طبیعت کو ناملائم ہوتے تھے ادا کئے مگر اوس کو وہ ملائم خاطر نہ معلوم ہوکے پھر گفت و
شنید کنایہ آمیز اور پند و نصایح فساد انگیز بادشاہ کے حکم اطاعت کے باب میں ہوئیں جنکی
توضیح میں قلم کو رنج نہ دینا اولی ہے۔ یہ بہادر شیر دل ان باتوں کا متحمل نہ ہوا۔ اب اس نے
جان لیا کہ سوا مرنے اور مارنے کے آبرو کے ساتھ جان بچانا محال ہے پہنچ کر زیر آستین

Marfat.com

ں تہا کہینچکر قطب الدین خان کے پیٹ میں مارا کہ تمام انتڑیان گہوڑے سے نیچے
یا ہر بہاگے کہ مقتول کے ہمراہیوں میں سے ایک کشمیری نے اسپر شمشیر کا زخم
م کاری کہاکر اس کشمیری کو مار ڈالا تو قطب الدین خان کے ملازم یہ دیکہتے ہی او
راس تن تنہا جوانمرد کو اونہون نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ ایک روایت یہ بہی ہے کہ اگرچہ
ر افگن خان کے زخمہاے کاری جان ستان لگے تہے مگر یہ شیر نیم جان غیرت کی تقویت سے
ن وخوشدامن کے مارنے کے لئے گہوڑا دوڑا کر انبوہ سے نکلا اور گہر کے دروازہ تک نہ پہنچا
ہر النسا کی ماں عاقل وہوشیار تہی اوسنے یہ دیکہہ کر کہ شیر افگن خان تو مرتا ہی ہے وہ
حق خون زن ومادر زن اپنی گردن پر کیوں لے دروازہ بند کردیا اور ادہر ادہر روئی
ئی کہ مہر النسا اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سنکر کنوئے مین ڈوب مری۔ اب شیر افگن خان کے
ہر میں آنے سے فائدہ کیا ہے باہر اپنے زخموں کا علاج کرنا چاہیے۔ شیر افگن یہ بیوی کا
حال سنکر دنیا سے چل بسا۔ اگر یہ روایت سچ ہو تو اچہا ہوا یہ مظلوم مرا بیوی کو مار کر ظالم نہ مرا
شیر افگن خان کا ایک قصور یہ تہا کہ وہ بادشاہ کا رقیب تہا۔ اب اس سے بڑہ کر یہ ہوا کہ اوسنے
دشاہ کے اس کوکہ کو مار ڈالا جو اوسکو نہایت عزیز تہا اسلئے وہ بادشاہی مجرم ٹہیرا۔ سارا
ہر باضبط ہوا۔ مہر النسا بہی قید ہوکر بادشاہ پاس پہنچی گئی۔ اب تو حجاب بہی درمیان نہ رہا
اور کہلم کہلا بادشاہ نے نکاح کا پیغام دیا تو مہر النسا کی آنکہون میں آنسو بہر آئے اوسنے جوانمردی
اور استقلال سے یہ جواب دیا کہ شیر افگن جیسے خاوند کو گنوا کر دوسرے خاوند کا منہ دیکہنا
وفاداری سے دور ہے اس بدنصیب کی تقدیر میں جو لکہا تہا سو ہو گذرا۔ اس بیکس بیوہ
پر رحم فرمائیے۔ اور اوس مردہ کی روح کو تکلیف نہ پہنچائیے۔ اس جواب کو سن کر بادشاہ کے
دل بہی اوس سے اُچاٹ ہوگیا۔ غضب سے محبت بدل گئی اور کنیزان مغضوبہ میں داخل کر
اوسکو سلطان سلیمہ بیگم مادر نسبتی کے سپرد کیا۔ ایک دو سال عاشق ومعشوق کی ناخوشی و
ناکامی میں گذرے۔ پہر عشق کی دبی آگ سلگی۔ مہر النسا بہی آخر کو پسیج گئی۔ اور سمجہہ گئی کہ
مسند شاہی پر کیوں خاک ڈالوں (یہ باتیں سب غلط ہیں ہمنے آخر میں خصائل جہانگیر کے

باب اول مین جو عقلاً و نقلاً غلط ثابت کردیا ہے) حکم شرع کے موافق دونو کا آپس مین نکاح ہوا اور جشن ملوکانہ ہوا اول مہرالنسا کو بادشاہ نے نور محل کا اور پہر نورجہان بادشاہ بیگم کا خطاب دیا۔ اگرچہ بادشاہ کی بی بیان بڑے بڑے راجاؤن کی بیٹیان تہین مگر نورجہان کے آگے سب کا چراغ گل تہا رفتہ رفتہ تمام مہام سلطنت کی زمام اوسکے ہاتہہ اور اختیار مین آگئی خلوت جلوت مین وسی کا جلوہ تہا امورات سلطنت مین جو اختیارات اوسکو حاصل ہوئے وہ پہلے کسی بادشاہ کی بیگم کو نصیب نہین ہوئے اوسکے نام کا سکا لگا

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور ۔ بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر

اوس کی مہر مین یہ سجع کہدا +

در جہان گشت بفضل الہ ۔ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ

خطبہ مین اوسکا نام نہین پڑہا گیا۔ اور احکام شرعی اور عدالت کے سوا سارے کاروبار امور ملکی و مالی مین بادشاہ کی جگہہ وہ کارفرما ہوئی۔ بادشاہ کسی لمحہ دم اوسکو جدا نہ کرتا تہا جب وقت دربار مین بیٹہتا تو پردہ کے پیچہے بادشاہ کی پیٹہہ پر ہاتہہ رکہہ کر ملکہ بیٹہتی جب ہاتہی پر بادشاہ سوار ہوتا تو پس پردہ وہ بہی سوار ہوتی۔ نورجہان عجب سلیقہ کی عورت تہی عقل کی پتلی زیور حسن سے آراستہ تہی۔ اوس نے چند روز مین بادشاہ کو ایسا غلام بنالیا کہ وہ کہنے لگا کہ مین سلطنت کو نورجہان کے ہاتہہ دو شراب کی پیالون اور ایک سیخ کباب پر بیچ چکا ہون اس عاقلہ اور فیض رسان عورت نے زنان ہند کے اقسام زیور و لباس وضع کئے جو محل بادشاہی اور امراء مغلیہ مین اب تک رواج رکہتے ہین زیور و پیرایہ سابق کہ بہت بدنما تہے منسوخ ہوگئے مگر بعض بلاد ہندوستان مین شیخ زادون اور افاغنہ مین باقی رہے۔ چاندنی کہ نفس الامر مین عجب فرش عیب پوش نامردون کے گہر کا اور فرش گرد پوش دولتمندون کا ہی اور چاندنی راتون مین ایک خاص نور دکہتا ہے اس کا وضع کیا ہوا ہے غرض وہ زیور و پوشاک بناؤ سنگہار۔ گہر کی آرائشون مین نئی نئی ایجاد کرتی۔ لباس کو اوسنے نیا لباس پہنایا۔ زیور کو ایک پیرایہ مین پیراستہ کیا۔ توزک جہانگیری مین گلاب کا عطر (عطر جہانگیری)

اوسکی ماں کا ایجاد لکہا ہے مگر معلوم نہیں کہ مورخوں کو کیوں نورجہاں کے ایجاد کا شبہہ پیدا ہوا ہے۔ بہاری بادلہ بادشاہ اور کارخانہ کے نام سے موسوم ہے اور ہلکہ بادلہ کہ جسے مفلسوں کے ہاں دولہا اور دولہن کے خلعت پندرہ بیس روپے میں تیار ہو جاتے ہیں اوسنے اپنی دانائی سے اپنے نام پر نورمحلی وضع کیا ہے غرض اسکے تصرفات جو شاہ و گدا کے کام میں آتے ہیں ورنہ زیادہ لکھنے فضول معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر ہندوستان کے اعزا کو اوسنے مودت دی ہے اسقدر فیض رسان تہی کہ ہر سال بے سروسامان مغلوں کی جماعت کو اونکی ولایت میں اور مکہ و مدینہ و کربلا و نجف اشرف میں روپئے بہیجتی تہی اور کئی ہزار بے پدر دختروں اور بیکسوں اور بے نواؤں کو جہیز کا سامان اور اوسکا خرچ اپنی سرکار سے دیتی تہی اور کدخدا کرتی تہی۔ اوسکو گہر کے کاموں میں ایسا سلیقہ تہا کہ عرایض کے زربفت کے خریطے جو آتے تہے اونکو جوڑ کر ہاتہیوں کی جہولیں بناتی۔ گہوڑے پر سوار خوب ہوتی تہی۔ شکار الیا کہیلتی تہی کہ ایکدفعہ شیر کو مارا تو ایک ظریف نے یہ شعر کہا کہ

نورجہاں گرچہ بظاہر زن است　　در صف مردان زن شیر افگن است

کہتے ہیں کہ اوسکی طبیعت موزون تہی اور مخفی تخلص کرتی تہی اور لطائف و ظرائف میں بلبل ہزار داستان تہی۔ حاضر جوابی میں اوسکا جواب نہ تہا۔ شرفا کی مجلسوں میں اوسکی حاضر جوابی کی آجتک نقلیں ہوا کرتی ہیں۔ ایکدن بادشاہ نے چاند دیکہا اور نورجہاں کی طرف مخاطب ہو کر یہ مصرعہ پڑہا ع ہلال عید بر اوج فلک ہویدا شد + تو نورجہاں نے بدیہہ یہ مصرعہ پڑہا کہ۔ کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد + وہ شاعروں کی قدر شناس تہی ایکدن طالب آملی سے جو جہانگیر کے زمانہ میں ملک الشعرا تہا یہ کہا کہ ہماری مدح میں آپ نے کچہہ نہ فرمایا۔ آملی نے جواب دیا کہ جب کسی کو دیکہا نہ ہو اوسکی مدح کوئی کیا کرے تو اوسکے جواب میں یہ شعر پڑہے ؎

بلبل از چمن بگذرد گر در چمن بیند مرا　　بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا

در سخن پنہاں شدم چوں بوی گل در برگ گل　　میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا

ایک بادشاہ کے جامہ کے تکمہ پر یہ شعر بدیہہ کہا +

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبائے حریر
شدہ است قطرہ خون منت گریبان گیر

یہ اشعار بھی بیگم کی تصنیف سے ہیں +

دل بصورت ندہم تا شدہ سیرت معلوم
بندہ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم

زاہدا ہول قیامت مفگن در دل ما
ہول ہجراں گذراندیم قیامت معلوم

اس نور جہاں کے سبب سے جہانگیر کو اسکا باپ مرزا غیاث معتمد الدولہ جیسا عاقل فرزانہ اور اوسکا بڑا بھائی ابو الحسن جیسا جوانمرد فرزانہ ہاتھ آیا۔ اوسنے جہانگیر کے مزاج کی اصلاح بہت کردی۔ اوسنے اپنی فہم و فراست سے ساری اوسکی خود پسندی و ستم شعاری اور خود پرستی خدانا ترسی دور کردی۔ شراب کا نام رام رنگی رکھکر جو دن رات بادشاہ رنگ رلیاں کرتا تہا وہ سب موقوف کرادیں فقط رات کو بادشاہ شراب پیتا اور دن کو اپنا کام ہوشیاری اور عدالت سے کرتا۔ کوئی بہکی بات نہ کہتا۔ غرض نور جہان گو علامہ زماں گذری ہے۔ مگر اوس کے بس میں جو بادشاہ آگیا تہا اوسکے بعض برے نتیجے پیدا ہوئے۔ اوسنے اپنی بیٹی کو جو شیر افگن خاں سے پیدا ہوئی تھی شہریار پسر خورد جہانگیر بادشاہ سے بیاہا تہا۔ عورتوں کو اپنی لڑکیوں کے سبب سے جو محبت داماد کے ساتھ ہوتی ہے اور اونکی غرض آلود حسد سے جیسے نیز مردوں کو لغزش ہوتی ہے شہریار کی برتری کے لئے شاہزادہ خرم جیسے لائق فرزند کو بے اعتبار کرنا چاہا جسکا بیان آگے آئیگا۔ باوجود دانائی اور عقل کے اس وہم اندازی میں اوسنے مآل کار پر نظر نہ کی کہ اوس سے سلطنت اور ملک و مال و بادشاہ و رعایا کے حال میں کیا خلل پیدا ہوگئے ہیں وہ ہندوستان کے زنبور خانہ کو شورش میں لائی اور مہابت خاں کو جو اوسکے بہائی سے دینی و دلکی نزاع رکھتا تہا قوی کیا ان سب باتوں کا بیان آگے آئیگا +

دوم ماہ صفر ۱۰۳۵ کو سردار احداد نے سنا کہ خاندوراں خان کابل سے چلا گیا ہے کوئی سردار صاحب واقعہ وہاں نہیں ہے اور معز الملک چند ملازموں کے ساتھ کابل میں ہے تو اوسنے اس فرصت کو غنیمت گنا۔ بہت سے سوار اور پیادے لیکر بے خبر کابل میں آیا۔ معز الملک نے اپنی قوت و حالت کے

ذکر فتنۂ تیراہ کے سردار احداد کا فساد +

Marfat.com

کا اندازہ کے موافق تردد کیا اور کابلیون اور متوطنون و سکنہ شہر نے خصوصًا کل قزلباشوں
کی جماعت نے کوچون کو کوچہ بند کیا۔ اپنے گہرون کو مضبوط و مستحکم کیا۔ افغانون نے اپنے کوٹہون
اور گہرون پر سے تیر و تفنگ چلاکر روشنائیوں کی جمع کثیر کو قتل کیا۔ بارکی جو اونکا معتبر
سردار تہا کشتہ ہوا اس حادثہ کے واقع ہونے سے اونہون نے سوچا کہ مبادا اطراف و
جوانب سے آدمی جمع ہوکر باہر جانیکی راہ اونپر نہ بند کردین وہ پریشان و ہراساں ہوکر باہر
چلے گئے۔ قریب اسّی نفر کے انمین مارے گئے۔ دو سو گہوڑے اونکے پکڑے گئے اور وہ
اس مہلکہ جان سے باہر چلے گئے۔ نادعلی میدانی لہوگرہ میں اوسی دن اس خبر کو سنکر
شہر میں سہ پہر کو آگیا۔ اور دشمنون کے تعاقب میں دوڑا۔ مگر فاصلہ بہت ہوگیا تہا اسلئے
کچہہ کام نہ کرسکا واپس چلا آیا۔ اس جلدی آنیکے سبب سے اور معز الملک کی حسن کارگزاری
کی وجہ سے اضافہ منصب اونکا کیا گیا۔ اور قلیچ خان کابل بہیجا گیا کہ وہ احداد کے فساد
کو رفع دفع کرے +

نوروز ہفتم

نوروز ہفتم ۱ محرم ۱۰۲۱ھ (۱۲۔ مارچ ۱۶۱۲ء) کو واقع ہوا حسب دستور جشن نوروزی ہوا
۲۹ محرم کو اسلام خان حاکم بنگالہ کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ عثمان افغان کے

جنگ بنگالہ

فساد سے بنگالہ پاک ہوا جہانگیر لکہتا ہے کہ پہلے اس سے کہ حقیقت جنگ مرقوم کرون خصوصیات
بنگالہ کی چند سطرین لکہتا ہون اقلیم دوم میں بنگالہ کا ملک نہایت وسیع ہے طول اسکا بندر
چاٹگام سے گڈہی تک چار سو پچاس کوس ہے اور اوسکا عرض کوہہار شمالی سے سرکار
مدارن تک دو سو بیس ۲۲۰ کوس ہے جمع اوسکی تخمیناً ساٹہہ کروڑ دام (ڈیڑہ کروڑ روپیہ) ہے یہان کے
حکام سابق ہمیشہ بیس ہزار سوار اور ایک لاکہہ پیادے اور ایک ہزار ہاتہی اور چار پانچ ہزار کشتیان
نوارہ جنگی وغیرہ کی رکہتے تہے۔ یہ ملک میرے باپ کے عہد میں فتح ہوگیا تہا۔ جب میں بادشاہ
ہوا تو سال اول میں مینے راجہ مان سنگہ کو جو اس ملک میں حکومت و داروغی کہتا تہا
اپنے پاس بلالیا اور اوس کی جگہ اپنے کوکہ قطب الدین خان کو بہیجدیا جسکو ابتدا ہی میں
شیر افگن خان نے مار ڈالا اور خود مارا گیا۔ تو جہانگیر قلی خان کہ بہار کا صاحب صوبہ جاگیردار تہا

بہ سبب قرب و جوار کے پنجہزاری ذات وسوار کا منصب دیکر بہیجا کہ بنگالہ میں جاکر اسکا متصرف
ہو اور اسلام خان کو کہ دار الخلافہ آگرہ میں تہا فرمان بہیجا کہ صوبہ بہار پر متوجہ ہو اور
اس ولایت کو اپنی جاگیر سمجہے جب جہانگیر قلی کی حکومت داری پر تہوڑی مدت گذری تو بہار
رہ کر وہ مرگیا تو میں نے اسلام خاں کو حکم دیا کہ صوبہ بہار کو افضل خان کے سپرد کرکے
خود بہت جلد بنگالہ جائے اس خدمت بزرگ پر مقرر کرنے پر اکثر بندگان درگاہ اعتراض
کرتے تہے کہ وہ خرد سال و کم تجربہ ہے لیکن جوہر ذاتی اور استعداد فطری اوس کی
منظور نظر حق بیں تہی اسکو میں نے اس خدمت کے لئے اختیار کیا بحسب اتفاق اوس ولایت
کی مہمات کو اس روش سے انجام دیا کہ جب سے یہ ملک تصرف میں آیا تہا ابتک کسی کو سطح
کام کا انجام دینا میسر نہیں ہوا تہا۔ اوسکے کارہاے نمایان میں ایک کام عثمان افغان کا
رفع کرنا تہا کہ وہ کئی دفعہ میرے والد کی افواج سے مقابلہ و مقاتلہ کرچکا تھا اور وہ دفع نہ ہوا تہا
ان دنوں میں اسلام خان نے ڈہاکہ کو اپنا محل نزول بنایا اور اس نواح کے زمینداروں
کے رفع دفع کو پیش نہاد ہمت کیا اوسکے دل میں آیا کہ عثمان خان کے سر پر فوج کو بہیجنا
چاہئے اگر وہ دولت خواہی اور بندگی کو اختیار کرے اسے بہتر کیا ہے ورنہ دوسرے
طریقہ سے اوسکے متمردوں کو سزا دیکر نیست ونابود وہ کرے۔ ابہی اسلام خان پاس
شجاعت خان آیا تہا اوسکو سردار کیا اور کشور خان اور افتخار خان و سید آدم بارہ
و شیخ اچہے برادر زادہ مقرب خاں و معتمد خان و پسران معظم خان و اہتمام خان اور امیروں
کو اوسکے ہمراہ کیا اور ایک اپنی جماعت کو بہی ساتہہ کیا۔ نیک ساعت میں ان سب کو
روانہ کیا۔ میر قاسم پسر مرزا مراد کو میر بخشی اور واقعہ نویس مقرر کیا اور چند زمیندار بہی
رہنمونی کے لئے ساتہہ گئے۔ جب لشکر عثمان کے قلعہ و زمین کے حوالی کے نزدیک
آیا تو مردم زبان دان اوسکی نصیحت کے لئے بہیجے گئے کہ وہ دولت خواہی کو اختیار کرتے
بغی طغیان کے طریقہ سے راہ صواب پر آئے ۔ وہ غرور کے سبب سے اس تمام
ملک کی تسخیر کا داعیہ رکہتا تہا اوسنے اصلاح باتوں کو نہ سنا جدال و قتال کے لئے مستعد ہوا

اور نالہ کی زمین جو بالکل دلدل و چہلہ تھی جنگ کی جگہ قرار دی - روز یکشنبہ ۹ محرم کو شجاعت
خان نے جنگ کی ساعت مقرر کی اور فوجون کو اپنے اپنے مقام و جا پر بھیجدیا کہ آمادہ جنگ
رہیں عثمان کا ارادہ اس روز لڑنے کا نہ تھا - مگر جب اوسنے دیکھا کہ لشکر شاہی آگیا تو سخت
لڑائی ہوئی عثمان زخمی ہوا اور اس زخمی ہونے پر دو پہر تک اوسنے ہنگامہ جنگ گرم رکھا
ولی برادر عثمان و عزیز اسکا بیٹا اور اونکے خویش و نزدیک عثمان کے زخمی ہونے پر مطلع
ہوئے تو انکے دل مین آیا کہ عثمان اس زخم سے زندہ نہیں رہیگا - اگر ہم شکستہ و ریختہ
اپنے قلعہ میں جائیں تو ایک آدمی زندہ نہیں پہونچ سکیگا - اسی جگہ رہیں اور آخر شب کے
فرصت میں قلعہ میں اپنے تئیں پہنچائیں - آدھی رات گئے عثمان مر گیا تیسری پہر رات کو
اوسکی جسم بیجان کو اٹھا کر وہ لے گئے اور اوسکے ساتھہ کا اسباب چھوڑ گئے اور قلعہ مین
چلے گئے شجاعت خان کو اسکی اطلاع ہوئی - صبح کو صلاح کی گئی کہ تعاقب کرنا چاہیے
اور دشمنون میں سے کسی کو نہیں چھوڑنا چاہیے - مگر سپاہیوں کی ماندگی اور
مردون کے کفن و دفن اور مجروحون اور زخمیون کی غمخوری کے سبب سے آگے جانے
یا پیچھے ہٹنے میں متردد تھے - اس حالت میں عبد السلام خان تین سو سوار اور چار سو توپچی
لیکر آگیا - اب اس تازہ زور سپاہ کے آنے سے تعاقب کا ارادہ مصمم ہوا اور آگے بڑھے
عثمان کے بعد ولی اسکا قایم مقام ہوا تھا جب اوسکو یہ خبر ہوئی کہ شجاعت خان لشکر
فوج تازہ زور کے ساتھہ چلا آتا ہے تو اوسنے شجاعت خان سے رجوع کی اور آدمی بھیجکر
پیغام دیا کہ جو شخص فتنہ و فساد کا باعث تھا وہ دنیا سے چلا گیا اور جو ہماری جماعت
باقی رہی ہے اس میں اور آپ میں نسبت بندگی اور مسلمانی کے درمیان ہے اگر قول
دو تو آپ پاس آکر بندگی اختیار کرین - شجاعت خان نے بمقتضائے وقت و مصلحت
دولت قول دیا - دوسرے روز ولی اور عثمان کے بیٹے اور بھائی اور خویش سب شجاعت خان
پاس آئے اور ہاتھی پیش کیے - شجاعت خان ولی اور سب کو جہانگیر نگر میں ۶ صفر کو
اسلام خان پاس لایا - اسلام خان اس نیکو خدمتی کے عوض میں منصب شش ہزاری ذات

سرافراز ہوا۔ اور شجاعت خان کو رستم زمان کا خطاب ملا۔

۱۶۔ ماہ فروری کو مقرب خان کہ محرم قدیم الخدمت تھا بندر کھمبایت سے چند عجیب غریب جانور لایا کہ بادشاہ نے ابتک نہ دیکھے تھے بلکہ اونکا نام تک بھی کوئی نہیں جانتا تھا بادشاہ نے اپنے واقعات میں بعض جانورون کی صورت و شکلیں لکھی ہیں لیکن مصورون کو حکم نہیں دیا کہ انکی صورت کی تصویر کھینچیں۔ یہ جانور بادشاہ کو عجیب معلوم ہوئے اسلئے اونکا حال بھی لکھا اور جہانگیر نامہ میں اونکی تصویریں بھی مصورون سے کھچوائیں تاکہ حیرت جو سننے سے ہوتی ہے وہ دیکھنے سے اور زیادہ ہو دلیپ کا باپ رائے رائے سنگہ مر گیا تھا اوس کے ماتھے پر بادشاہ نے ٹیکا اپنے ہاتھ سے لگایا اور جاگیر باپ کے وطن میں عنایت کی۔ لکھمی چند راجہ کمایوں کہ کوہستان کے راجاؤں میں سب سے بڑا تھا وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ اوسنے اسپان گوٹ اور جانوران شکاری اور نافہ مشک اور آہوئے مشک کے پوست جسمیں نافہ بند تھا اور کھانڈے اور کٹاریں نذر میں دیں۔ کہتے ہیں کہ اس راجہ کے ملک میں معدن طلا ہے +

۱۶۱۲ء میں عثمان کے شکست پانے اور مارے جانے سے بنگالہ کا ہنگامہ خاتمہ پر پہنچا اس کامیابی سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی دکن کی شکست سے ناخوشی ہوئی۔ جہانگیر نے یہ قرار دیا تھا کہ وہ تمام شاہی صوبے جو دکن کے ہمسایہ میں ہیں ایک ہی دفعہ متفق ہو کر دکن پر حملہ کریں تاکہ اس مہم میں جو نقصان سردارون کے نفاق اور بے پروائی سے ہوتے ہیں اونکی مکافات ہو جائے۔ اوسنے یہ تجویز کی تہی کہ عبد اللہ خان حاکم گجرات ناسک اور ترنبک کی راہ سے مع لشکر گجرات اور امرا کے جو اوسکے ساتھ معین کئے گئے ہیں روانہ ہو اور یہ فوج سرداران معتبر و امرار کار طلب مثل راجہ رامداس و خان عالم و سیف خان و علی مردان بہادر و ظفر خان سے آراستہ تھی اور اوسکی تعداد دس ہزار سے گذر کر چودہ ہزار ہو گئی تھی اور جانب برار سے یہ مقرر تھا کہ راجہ مانسنگہ و خانجہان و امیر الامرا اور بہت سے سردار متوجہ ہون اور یہ دونو فوجیں اپنے کوچ و مقام سے ایکدوسرے کو خبردار کرتی رہیں تاکہ تاریخ معین پر دونو جانب سے غنیم کو گھیر لیں اگر یہ ضابطہ ملحوظ رہتا اور دل متفق ہوتے اور غرضیں دامنگیر نہ ہوتیں تو

ظن غالب تھا کہ فتح ہوتی عبد اللہ خان جب گھاٹیوں سے گذرا اور غنیم کی ولایت میں آیا تو اسکا مقید نہ ہوا کہ قاصدون کو بھیجکر دوسری فوج کو اپنی خبر کرتا اور قرار داد کے موجب اپنی حرکت کا موازنہ دوسری فوج کی حرکت سے ایسا کرتا کہ روز اور وقت معین پر غنیم کو گھیرتا۔ بلکہ اپنی قوت اور قدرت پر تکیہ کرکے اس بات کو خاطر میں لایا کہ خان جہان کی رفاقت بغیر اس مہم میں وسکے ہی نام پر فتح ہووے اور بادشاہ کے حکم و تدبیر کے خلاف نہ برہان پور کے سردارون اور سپاہ کو طلب کیا نہ اونکو اپنی خبر بھیجی۔ یہ قصد کیا کہ نظام الملکی ملک کی تسخیر کا نقارہ اوس کے نام پر بلند آوازہ ہو۔ گیارہ ہزار سوار جنمیں اکثر بہادر رزم آزما تھے اور ہر ایک جماعہ دار اپنے کو شیر سمجھتا تھا اوسکے پاس تھے۔ وہ ایسے لشکر سے ملک عنبر کے استیصال کے درپے ہوا۔ ملک عنبر کو عبد اللہ خان کی خبر پہنچی کہ فی الواقع وہ سپہ سالار فتح نصیب نامدار کہا جاتا ہے اوسکی قوت کو جانچکر لشکر بھیجا آن بھیجدیا۔ اور توپ خانہ عظیم اوسکے ساتھ کیا۔ اس دیار میں بہ نسبت ہندوستان کے کلہ پوشان فرنگ کے قرب جوار کے سبب سے مصالح توپ و تفنگ نے زیادہ رواج پایا تھا۔ اسلئے ملک عنبر کا توپخانہ بادشاہ کے توپخانہ سے بہتر تھا اور کئی ہزار بان آتش فشان عبد اللہ خان کے مقابلہ مین تعین کئے۔ قزاق پیشہ دکنی (مرہٹے) یکہ تاز خوش اسپہ بادشاہی فوج سے لڑنے کو آگے بڑھے۔ اور اُسے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر بے خبر کبھی مارنے لگے اور عبد اللہ خان کی فوج کے اطراف کے لوٹنے میں مصروف ہوئے۔ اور دکنیون کے قواعد کے موافق جنگ صف نہیں کرتے اور جنگ بگریز اور قزاقی کرتے تھے اکثر اوقات لشکر شاہی کے داہیں بائیں طرف بے خبر آکر دست برد نمایان کرتے چارپائے کبھی جہان ہاتھ لگتے چھین کرلے جاتے اور بہت آدمی قتل کر جاتے اور کوچ کے وقت شتر بار بقطار قطار اونکے ہاتھ آتے لشکر شاہی کے زن و مرد کے ناک کان کاٹ کرلے جاتے۔ روز بروز ملک عنبر کے لشکر کا غلبہ ہوتا جاتا اور مور و ملخ کی طرح جمع ہوکر قوت پکڑتے جاتے تھے۔ یہانتک اس لوٹ مار میں نوبت پہنچی کہ عبد اللہ خاں کا نصف لشکر تلف ہوگیا اور کوئی جنگ صف نہ ہوئی۔ زیادہ تر آدمیوں نے گوشہ و کنار سے فرار اختیار کیا۔ کوئی دن نہ ہوتا تھا کہ ملک عنبر کی کمک نہ پہنچتی ہو اور وہ فوج شاہی کو

Marfat.com

ایک زخم تازہ نہ پہنچاتی ہو۔ عبداللہ خان نے عاجز ہو کر ہمراہیون سے صلاح کار پوچھی
ہوا خواہون نے مصلحت بتلائی کہ احمد آباد کی طرف سے مراجعت کرکے دوبارہ لشکر منتقد
اور توپخانہ سنگین اور فیلان جنگی کے ساتھہ آئیں اور تلافی کریں۔ اسلیئے ناچار مراجعت
کو قرار دیا۔ اور لشکر ہراول جو دولت آباد کے قریب پہنچ گیا تھا وہ پھر آیا۔ دکنیوں کے
تعاقب کرنے کا خیال لشکر شاہی کے دلون میں تھا اسلیئے علی مردان کہ مشہور صف آرا تھا شائستہ
فوج کے ساتھہ چنداول بنایا گیا۔ دکھنی ہر طرف سے فوج فوج آنکر زور کرتی تھی مگر جب علی مردان
خان کی فوج اونکے مقابل آتی تو وہ فرار کرتے پھر بے خبر دوسری طرف سے نمودار ہوتے
اور گاہ و بیگاہ غافل و ناگاہ پھیر پر تاخت کرکے غارت کرتے اور مقابلہ میں لشکر پر کار تنگ
کرتے۔ اور اندھیری راتون میں داہنی بائیں طرف سے بے شمار بان مارتے آخر کار دس بارہ
ہزار سوارون نے علی مردان خان کو چارون طرف سے گھیر لیا۔ علی مردان خان نے تردد نمایان
کیا اوسکے زخم کاری لگے اور زندہ دستگیر ہوا۔ عرصہ ملک عنبر پاس اوسکو لے گئے۔ ملک
عنبر نے اوسکو دولت آباد کے قلعہ میں مقید کیا اور جراح اوسکے علاج کے واسطے معین کیے
مگر زخم اچھے نہوئے چند روز میں وہ مرگیا کہتے ہیں اوسکے سامنے ایک شخص نے کہا کہ فتح
آسمانی است تو اوس بہادر نے جواب دیا کہ فتح آسمانی است مگر میدان از ماست۔ مخالفوں
نے سرحد بگلانہ تک لشکر شاہی کا تعاقب کیا اور بہت ستوجیان کرکے پھر گئے۔ اگرچہ موجب
حکم کے سرداران برہان پور عبداللہ خان کے روانہ ہونے کی خبر برار سے سنکر دولت آباد کے
عازم ہوئے تھے مگر حسد کے مارے وہ بھی عبداللہ خان کی رفاقت سے راضی نہ تھے اور عبداللہ
خان نے بھی اونکو خبر نہ کی تھی تو وہ کوچ مقام کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلتے تھے اونہوں نے
یہ خبر سنکر مراجعت کی اور عادل پور میں شاہزادہ پرویز پاس سب چلے گئے عبداللہ خان گجرات کو
بادشاہ کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے کہ اگر دونو طرف کے سردار اتفاق بے نفاق
کو کار فرما ہوتے تو اغلب تھا کہ کام دلخواہ ہو جاتا لیکن نوکرون کے رشک اور عدم اتفاق
نتیجہ برعکس ظہور میں آیا جب بادشاہ پاس یہ خبر آگرہ میں آئی تو اوسکی طبیعت میں ایک شور

Marfat.com

پیدا ہوئی اور ارادہ کیا کہ خود دکن جاکر دشمنوں کی بیخ کنی کرے مگر اوسکے ملازم اس ارادہ کے مانع ہوئے اور ابو الحسن نے عرض کیا کہ اس دکن کی مہمات کو جیسا کہ خانخان سمجہا ہے ایسا کوئی نہیں سمجہا اوسکو بھیجنا چاہئے کہ اس بگڑے ہوئے کام کو سنوارے اور دولت خواہوں نے بھی یہ رائے دی۔ غرض خانخانان کو اور خواجہ ابو الحسن کو مہم دکن پر تعین و مقرر کیا۔ دکھنیوں نے امراء دولت خواہ سے صلح کی باتیں کرنی شروع کیں۔ عادل خان والی بیجاپور نے دولت خواہی کا طریقہ اختیار کر کے کہا کہ اگر مہم دکن کا اہتمام میرے سپرد ہو تو بادشاہ کا گیا ہوا ملک پھر دلا دوں۔

جہانگیر نے اس امر کا فیصلہ خود نہیں کیا بلکہ خانخانان کو اوسے سپرد کر دیا۔

آٹھواں نوروز ۲۶ محرم ۱۰۲۲ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۳ء کو واقع ہوا جشن بڑی دہوم دہام سے ہوا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ میں ۲ شعبان ۱۰۲۲ھ کو آگرہ سے اس نیت سے چلا کہ اول اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتی کے روضہ کی زیارت کروں جو جلوس کے بعد مجھے میسر نہیں ہوئی اور رانا امر سنگھ کو رفع دفع کروں۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ مہم رانا ناتمام رہی تھی اس مہم میرے دل میں آیا کہ آگرہ میں مجھے کچھ کام نہیں ہے اور مجھے یقین تھا کہ جب تک میں خود متوجہ ہونگا کوئی صورت نہ ہوگی ساعت مقرر میں قلعہ آگرہ سے باہر آکر باغ دہرہ میں آیا۔ دوسرے روز دسہرہ کا جشن کیا۔ دستور معمول کے موافق ہاتھی گھوڑے آراستہ پیراستہ ہو کر میری نظر سے گذرے۔ پانچویں شوال کو اجمیر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا صبح کو قلعہ و عمارات روضہ کی نظر آئیں تو ایک کوس کے قریب پیدل چلا۔ شہر میں داخل ہو کر روضہ متبرکہ کی زیارت کی۔ میرے دل میں آیا کہ اجمیر میں توقف کر کے اپنے بیٹے بابا خرم کو آگے مہم رانا کے لئے بھیجوں۔ ۶ دی کو اوسکو رخصت کیا۔ خان اعظم کو اوسکے ساتھ تعین کیا۔ بارہ ہزار سوار اوسکے ہمراہ کئے۔ فدائی خان کو بخشیگری کی خدمت دی۔ خان اعظم نے خود درخواست کی تھی کہ شاہزادہ خرم اس خدمت پر مامور ہو باوجودیکہ شاہزادہ نے ہر طرح سے اوسکی دلجوئی کی مگر اوسکے ساتھ اوسنے موافقت نہ کی شیوہ ناستودہ پر عمل کیا جب یہ مقدمہ میں نے سُنا تو ابراہیم حسین اپنے معتمد خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا

Marfat.com

وہ لطف آمیز مہرانگیز پیغام اُنکو دے کہ جسوقت تو برہان پور میں تھا تو آرزو میں کرکے اس خدمت
کے لیئے مجھسے التماس کرتا تھا اور اس خدمت کو تو سعادت دارین جانتا تھا۔ اور مجالس و
محافل مین مذکور کرتا تھا کہ اس عزیمت میں اگر کشتہ ہونگا تو شہید ہونگا۔ اگر غالب آؤنگا
تو غازی کہلاؤنگا تو تجھے یہ خدمت تفویض ہوئی تھی تو سجانہ کی جو مدد اور کمک چاہی تھی اوسکا
سرانجام کیا گیا بعد ازاں تو نے لکھا کہ جب تک میں ان حدود میں نہیں آؤنگا اس مہم
کا فیصلہ ہونا اشکال سے خالی نہیں تیری ہی صلاح سے میں اجمیر میں آیا۔ اب تو نے
عرایض مین معقول وجوہ بیان کرکے شاہزادہ کی استدعا کی غرض تمام مقدمات تیری
راے اور تدبیر کے موافق عمل میں آئے۔ اب باعث کیا ہے کہ یکبارگی معرکہ سے اپنے
پانوٗن کو باہر نکالتا ہے اور ناسازگاری کرتا ہے۔ اس مدت میں بابا خرم کو کبھی اپنے
سے جدا نہیں کیا تھا محض تیری کاردانی کے اعتماد پر اوس کو بھیجا ہے تو تجھے چاہیئے کہ
نیک خواہی اور نیک اندیشی کا طریقہ منظور و مرعی رکھے۔ رات دن فرزند سعادتمند کی
خدمت سے غافل نہ ہووے۔ اگر ان باتون کے خلاف عمل کرے گا اور اپنی قرارداد سے
باہر قدم رکھے گا۔ تو سمجھ لے کہ اپنا نقصان کریگا۔ ابراہیم حسین نے جاکر یہ باتیں خان اعظم کو
سمجھائیں۔ مگر اسکا نتیجہ اصلا کچھہ نہوا۔ اور اپنے فعل قرارداد سے باز نہ آیا۔ جب بابا خرم
نے دیکھا کہ اسکا یہان ہونا کام میں مخل ہوتا ہے۔ اوسکی نگاہداشت کرکے عرضداشت کی
کہ یہان اسکا ہونا کسی طرح لایق نہیں ہے اور محض اس سبب سے کہ وہ خسرو سے نسبت و
رشتہ رکھتا ہے کارشکنی مین کوشش کرتا ہے میں نے مہابت خان کو بھیجا کہ جاکر اوس کو
اودیپور سے لے آئے۔ محمد تقی دیوان بیوتات کو تعین کیا کہ مندسور میں جاکر اوس کے
فرزندون اور متعلقین کو اجمیر میں پہنچا دے۔ ۱۶ کو فرزند بابا خرم کی عرضداشت آئی کہ
فیل عالم گمان جسپر رانا کو نازش تھی اور سترہ فیلوں کے ساتھہ ہمارے ہاتھہ آیا ہے اور عنقریب
انکا صاحب بھی گرفتار ہوگا۔

۹ صفر ۱۰۲۳ھ کو نوروز ہوا اور جشن رسم مقررہ کے موافق کیا گیا۔ اس مہینے کی ۱۵ کو

تسخیر نور وزاور راناکی اطاعت +

مہابت خان جو خان اعظم اور اوسکے بیٹے عبد اللہ خان کو لینے گیا تہا اونکو لایا خانِ اعظم کو آصف خان کے حوالہ کیا کہ اسکو قلعہ گوالیار مین نگاہ رکھے۔ اس قلعہ میں بھیجنے سے غرض یہ تھی کہ مبادا مہم رانا مین بسبب خسرو کی رشتہ مندی کے وہ نفاق و فساد نہ پیدا کرے۔ اسلیئے مین نے حکم دیا کہ اوسکو قلعہ میں بطریق بندیون کے نہ رکھیں بلکہ اسباب رحت و آسودگی اور کھانے پینے کا سامان اوسکے واسطے مہیار کھین بہمن کے مہینے میں خوشخبریان متواتر آئیں اول خبر یہ تہی کہ رانا امر سنگہ نے اطاعت و بندگی درگاہ والا کی اختیار کی۔ اس مقدمہ کی کیفیت یہ ہے کہ عبد اللہ خان صوبہ دار احمد آباد کے نام فرمان بتاکید صادر ہوا کہ خود اپنے تئیں شاہزادہ خرم پاس پہنچائے اور دکھن سے بعض کو مکیوں کو حکم صادر ہوا کہ شائستہ فوج کے ساتھہ شاہزادہ کے لشکر سے ملیں کل بیس ہزار سوار شاہزادہ کی ہمراہی کے واسطے تعین ہوئے۔ شاہزادہ خرم جب انکے تعلقہ مین داخل ہوا تو اوسنے اپنے بخشی محمد تقی جس کا آخر کو خطاب شاہ قلی خان ہوا پانچہزار سواروں کے ساتھہ بطریق ہراول رخصت کیا اور حکم دیا کہ جس جگہ ملک رانا کا کوئی قصبہ و معمورہ ہو اوسکو تاخت و تاراج کرے اور بتخانون کو جہان پائے مسمار کرے۔ اور خود سب جگہ رانا کے منصوبون کے استیصال میں کوشش کرے اور ہر جگہ اپنے آدمی مقرر کرے اور پہاڑونپر جو مخالفوں کا ملجا ہے لشکر کو لے جائے رانا کی جائے حاکم نشین اودے پور تہا۔ اس شہر کو رانا سانگا کے بیٹے اودے سنگہہ نے ایک قلب مکان مین آباد کیا تہا جسکے تین طرف پہاڑ واقع تہے اور دو تالاب اوس کے متصل بنائے تہے اور جب سے چتور کو چہوڑا تہا اسمکان میں سکونت رکھتا تہا۔ اب وہ اسے چہوڑکر دشوار گذار پر اشجار کوہستان مین بطریق فرار چلا گیا تہا۔ شہزادہ خود اودے پور میں آیا اور اطراف ملک میں چار فوجیں متعین کیں اور ملک کے بند و بست و رسد کے بہیجنے کے لئے جہہ تہانے مقرر کئے۔ رانا کے سردارون کے ساتھہ محمد تقی بخشی کی سخت کارزار ہوئی خصوصاً بتخانون کے مسمار کرنے میں جنکی حفاظت میں راجپوت ایسے جان توڑکر جم کر لڑے کہ دونو طرف کے آدمی کشتہ ہوئے۔ رانا کے پسر ارشد نے ایک رات کو فوج کوہ نورد

ساتھ لے کر ہراول کی فوج شاہی پر شب خون مارا۔ اس شب کو بھی محمد تقی اور اوس کے
ہمراہیوں نے راجپوتونکا خوب دلیری سے مقابلہ کیا۔ بہت راجپوت کشتہ اور زخمی ہو گئے۔
اس ہنگامہ میں عبد اللہ خان فیروز جنگ و دلاور خان کاکر کو بکی احمد آباد بھی پہنچ گئے اور
لشکر اسلام کو تقویت ہوئی۔ آب و ہوا کی ناموافقت سے لشکر کے بہت سے آدمی اور
نامی نوکر تلف و بیمار ہو گئے باوجود اسکے شاہزادہ خرم نے رانا اور اوسکے کارپردازوں
اور سرداروں کو ایسا تنگ کیا کہ رانا نے عجز کا پیغام دیا اور امان کی التماس کی اور سوپ کرن
اپنے خانو کو بھیجکر شفیع جرایم بنایا اور بعدہ رانا برخلاف اپنے آبا و اجداد کے طریقہ
کے کہ ہرگز بادشاہ و بادشاہزادہ کی ملازمت نہیں کرتے تھے خود آیا اور سات ہاتھی
پیشکش کے ساتھ نذر دیے۔ شاہزادہ نے خلعت و شمشیر مرصع و دو فیل اور پچاس
گھوڑے اوسکو دیے اور ایک سو بیس خلعت اوسکے ہمراہیوں کو عنایت کئے
اور اوسکو اپنے گھر رخصت کیا۔ پھر رانا نے اپنے بیٹے راناکرن صاحب ٹیکہ کو شاہزادہ
کی ہمرکاب بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ بادشاہ پاس جب شہزادہ آیا تو اوسکے منصب
دوازدہ ہزاری پر شش ہزاری و چار ہزار سوار کا اضافہ ہوا۔ اور بادشاہ نے کرن پر
کہ وحشی طبیعت و مجلس نادیدہ تھا کوہستان میں اوسکی زندگی بسر ہوئی تھی روز بروز
زیادہ عنایت کی اور اوسکو نورجہان نے بھی خلعت دیا۔ اوپر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے
کہ بادشاہی فوج کو اودے پور کی لڑائی بھڑائی میں دکن کی نسبت زیادہ کامیابی ہوئی
اور بادشاہ کو اس کامیابی سے بڑی خرمی اسلئے ہوئی کہ وہ اوسکے لاڈلے بیٹے خرم
کے سبب سے حاصل ہوئی۔ یہ کامیابی صرف اسی کی سعی سے ہوئی۔ خان اعظم تو اس پاس سے
چلا آیا تھا۔ اس سبب سے خرم کی قدر و منزلت میں بڑی ترقی ہوئی۔ وہ اپنے دادا جان
کی تدبیر ملکی بھولا نہیں جب رانا اطاعت کے لئے آیا تو اوسکو گلے لگایا اور اپنی برابر بٹھایا
اور شہنشاہ اکبر کے عہد سے جو ملک فتح ہوا تھا وہ اوسکو دیدیا اور جہانگیر بھی اپنے باپ کی
تدبیر ملکی نہیں بھولا تھا کہ جہانتک ممکن ہو قدیم خانوادے خراب نہ ہوں۔ پہلی خوشخبری تو یہ تھی

جو اوپر بیان ہوئی اور دوسری خوشخبری یہ تھی کہ بہادر کے مرنے کی خبر آئی جو ولایت گجرات کا حاکم زادہ تھا اور فتنہ و فساد کا مایہ تھا وہ اجل طبعی سے مر گیا۔
سوم خوشخبری پرتگیزون کی شکست کی تہی اوسکی تفصیل یہ ہے کہ گوا کے فرنگیوں اپرتگیزون نے بے قولی کرکے چار جہاز اجنبی کہ بندر سورت کے جہازات مقررہ میں سے تھی حوالی بندر میں تاراج کئے اور مسلمانون کی جماعت کثیر کو اسیر کرکے اسکا مال متاع سب چھین لیا۔ بادشاہ کو یہ امر ناگوار خاطر ہوا۔ یہ بندر مقرب خان کے سپرد تہا اوسکو تدارک ور تلافی کے لئے رخصت کیا۔ اب پرتگیزون (واز رئ تاریخ) قلعہ و بندر سورت کی تسخیر کا سامان بہم پہنچایا تھا اور اوسکے فتح کرنے کو آئے تھے۔ بندر مذکور میں پرتگیزون اور انگریزون کی درمیان لڑائی ہوئی۔ اس بندر مین انگریز پناہ کے لئے آئے تھے انگریزون نے اپنی آتشبازی سے پرتگیزون کے اکثر جہاز جلادئے۔ ناچار تاب مقاومت پرتگیزئے نہ لا اور گریزان ہوئے۔ اور شاہ گجرات کے حاکم مقرب خان پاس آدمی بھیجکر صلح کے خواہان ہوئے۔ اور اظہار کیا کہ ہم صلح کے لئے آئے تہے نہ جنگ کے قصد سے انگریزون نے یہ لڑائی کہڑی کردی + یہ خبر آئی کہ چند راجپوتون نے عنبر کے مارنے کا قصد کیا تہا وہ گھات لگاکی عنبر تک پہنچ گئے ایک راجپوت نے اوسکی ایک ناقص زخم لگایا عنبر کے گرد کے آدمیون نے اوسے مار ڈالا۔ اور عنبر کو اوسکے گہر لیگئے۔ اوسکے مرنے میں کچھ نہ رہا تہا افسوس ہے کہ ایک آنچ کی کسر باقی رہی۔ بادشاہ اس سال مین درد سر و تپ میں مبتلا ہوا تہا۔ نور جہان نے مسیحائی کی کہ ان امراض کا علاج شراب کی کمی اور غذا کی سادگی سے کر دیا جب بادشاہ کو صحت کامل ہوئی تو جیسا وہ باطن میں معتقد اور حلقہ بگوش خواجہ بزرگوار تہا اور اونکو اپنی ہستی کا سبب سمجھتا تہا ایسے ہی ظاہر میں اوسنے اپنے دونو کان چھدوا کے ہر کان میں ایک ایک دانہ مروارید ڈالا۔ اوسکے بندگان مخلص نے بھی اوسکی تقلید کی اونکو ۳۰۰ دانے مروارید قیمتی چھتیس ہزار روپے کے عنایت کئے۔ اس سال کے واقعات غرائب سے شاہزادہ خرم کے خالو کشن سنگہ کا مارا جانا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ سورج سنگہ کا وکیل گوبند داس تھا اوسنے راجہ کے برادر زادہ کو بہ سبب نزاع دنیوی مار ڈالا کشن سنگہ برادر زادہ اوسکا چاہتا تہا کہ مقتول کے عوض مین وکیل سے قصاص لیا جائے وکیل سورج سنگہ

متفرقات

بہت محبت رکھتا تھا۔ اس قتل کے مقدمہ کو یوں ہی ٹالنا چاہتا تھا۔ کِشن سنگہ مع اپنے بہادر زادہ کرن کے راجپوتوں کی ایک جماعت لیکر گوبند داس کے گھر پر چڑہ گیا۔ وہ سورج سنگہ کی پناہ میں رہتا تھا۔ ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوا۔ گوبند داس کی جستجو میں کشن سنگہ تھا کہ وہ اس غلبہ ہجوم میں غیر معلوم کشتہ ہوا سورج سنگہ اس غوغا سے خبردار ہوا اور ننگی تلوار لیکر باہر آیا اور راجپوتوں کی جماعت ساتھ لیکر کشن سنگہ اور کرن امرا ایک جمع کثیر کو مار ڈالا۔ کشن سنگہ کے آدمی جو بچے تھے وہ لڑتے ہوئے مکان سے باہر آئے اور استغاثہ کرتے ہوئے بارگاہ شاہی کو روانہ ہوئے۔ اس جماعت کا تعاقب راجہ سورج سنگہ نے کیا اور دولتخانہ کے دروازہ پر آیا اور جہروکہ کے نیچے ایک فتنہ و غوغائے عظیم برپا ہوا اور اس میدان میں بادشاہ کے روبرو چند راجپوت کشتہ ہوئے اور بہت کوشش سے یہ فساد دور ہوا۔

۲۸ صفر ۱۰۲۷ھ کو حضرت نیر اعظم نے برج حوت سے شرف خانہ حمل میں نزول فرمایا جشن نوروز اور آئین بندی نے بدستور سابق ترتیب پائی۔ رانا کرن منصب پنجہزاری ذات و سوار سے سرافراز ہوا۔ ایک تسبیح خرد مروارید و زمرد کی جس کے بیچ میں لعل تھا اور ہندو اوس کو سمرن کہتے ہیں اوسکو عنایت کی۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ

۲۵ اسدی کو شاہزادہ خرم کے تلادان کا دن تھا۔ اوس کی عمر اس سن میں ۲۴ سال کی تھی۔ بیاہ شادیاں بھی ہو چکی تھیں اور صاحب اولاد تھا۔ اوس نے کبھی شراب نہ پی تھی۔ آج اوسکے وزن کی مجلس تھی میں نے کہا کہ بابا تو صاحب اولاد ہوا ہے۔ بادشاہ اور بادشاہزادے شراب پیتے ہیں آج تیرے وزن کا جشن ہے تجکو شراب پلاتا ہوں اور اجازت دیتا ہوں کہ جشن کے دنوں میں و ایام نوروز میں و بزرگ مجلسوں میں شراب پیا کر مگر اعتدال کے ساتھ۔ اتنی شراب پینی کہ عقل کو زائل کرے دانشمندوں نے روا نہیں رکھی۔ اوس کے پینے سے غرض فقط نفع و فائدہ ہو۔ بوعلی کہ طبقہ حکما اور اطبا کا بزرگ ہے اوسنے یہ رباعی لکھی ہے

می دشمن مست و دوست ہشیار است		اندک تریاق و بیش زہر مار است	
در بسیارش مضرت اندک نیست		در اندک او منفعت بسیار است	

Marfat.com

بہت مبالغہ کرکے شاہزادہ خرم کو شراب پلائی میں نے پندرہ برس کی عمر تک شراب نہیں پی تھی
لیکن ایام طفولیت میں دو تین مرتبہ والدہ اور اناؤں نے اودا اطفال کے علاج کی تقریب
کرکے میرے والد بزرگوار سے عرق طلب کرکے بقدر ایک تولہ کے گلاب و آب میں ملاکر کھانسی
دور کرنے کے لیے مجھے پلایا تھا۔ ان دنوں میں کہ والد بزرگوار کا لشکر افغان یوسف زئی کے
دفع کرنے کے لیے گیا تھا۔ تو قلعہ اٹک میں کہ آب نیلاب کے کنارہ پر واقع ہے میں ٹھیرا۔
ایک دن شکار کھیلنے سے بہت تھک گیا تو استاد شاہ قلی توپچی نادری نے کہ میرے عم
بزرگوار مرزا حکیم کے ہاں وہ شرابدار توپچیان تھا کہا کہ شراب کا ایک پیالہ نوشجان فرمائیے
تو ماندگی اور کسالت سب دور ہو جائے گی چونکہ ایام جوانی تھی ایسے امور کی طرف طبیعت
مائل تھی محمود آبدار کو حکم دیا کہ حکیم علی کے گھر میں جاکر شربت کیف ناک لائے۔ حکیم نے
میٹھی شراب زرد بقدر ایک پیالہ کے چھوٹے شیشہ میں بھیجی اوس کو میں نے پیا اوسکی کیفیت
خوش معلوم ہوئی اوسکے بعد شراب پینی شروع کی روز بروز بڑھائی یہاں تک کہ پھر شراب
انگوری نشہ کی کیفیت نہیں پیدا کرتی تھی عرق پینا شروع کیا رفتہ رفتہ نو برس کی مدت میں
عرق دو آتشہ کے بیس پیالے پینے لگا چودہ پیالے دن کو پیتا اور باقی رات کو اس شراب کا
وزن چھ سیر ہندوستانی ہوتا تھا اور میری خوراک نان و قریب کے ساتھ ایک مرغ تھی اس حال
میں کسیکی قدرت نہ تھی کہ مجھے منع کرتا۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ اوسکے خمار میں مجھے بہت رعشہ
ہوتا اور ہاتھ کے لرزنے سے اپنا پیالہ آپ نہیں تھام سکتا تھا اور لوگ اوسکو پلاتے تھے
جب یہ حال ہوا تو میں نے حکیم ہمام برادر حکیم ابو الفتح کو جو والد بزرگوار کا مقرب تھا طلب کیا
اور اپنے حال سے اطلاع دی اوسنے کمال اخلاص اور نہایت دلسوزی سے بے حجابانہ
کہا کہ صاحب عالم اگر اس روش سے عرق کو نوشجان فرمائینگے تو چھ مہینے بعد وہ حال ہو جائیگا
کہ علاج پذیر نہیں ہوگا۔ اوسکی بات خیر اندیشی سے خالی نہ تھی جان شیریں عزیز ہوتی ہے
اوسکی بات نے مجھ میں اثر کیا اور میں نے اوس تاریخ سے شراب کم کرنی شروع کی فلونیا
(افیون و بھنگ) زیادہ کی جتنی شراب کم کرتا فلونیا زیادہ کرتا۔ میں نے حکم دیا کہ عرق کو

Marfat.com

شراب انگوری سے ممزوج کریں چنانچہ دو حصہ شراب انگوری اور ایک حصہ عرق ہوتا تہا ہر روز
کم کرتا جاتا تہا سات سال ہوگئے کہ چھہ پیالہ پیتا تہا اور ہر پیالہ کا وزن سوا اٹہارہ مثقال ہوتا تھا
اب پندرہ برس ہوئے کہ اتنی شراب پیتا ہون اوسے نہ زیادہ ہو نہ کم اور رات کو پیتا ہون۔
روز پنجشنبہ جو میرے جلوس کا دن ہے اور شب جمعہ کہ ایام ہفتہ میں شبہا متبرک ہے اور
روز متبرک اوسکے آگے آتا ہے ان دونون کا لحاظ کرکے جب دن ختم ہوتا تو شراب پیتا
مجھے یہ خوش نہیں معلوم ہوتا کہ اس شب کو غفلت میں گذارون اور منعم حقیقی کے شکر مین
تقصیر کرون اور روز پنجشنبہ و روز یک شنبہ کو گوشت نہیں کھاتا پنجشنبہ میرے جلوس کا دن
اور روز یکشنبہ پدر بزرگوار کی ولادت کا دن ہے وہ اس دن کی بڑی تعظیم کرتا تہا
اور اوسکو عزیز رکھتا تہا۔ کچھہ دنوں کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا اب میری عمر
چھیالیس سال چار ماہ شمسی کی اور ۴۷ سال نو ماہ قمری کی ہے۔ آٹھہ رتی افیون پانچ
گھڑی دن چڑھے اور چھہ رتی پہر رات گئے کھاتا ہون +

اس سال میں ممالک محروسہ کی اطراف سے فتح فیروزی اور ظفر بہروزی کی خبرین آئیں
اول احداد افغان کا قضیہ ہے کہ مدت دراز سے کوہستان کابل میں سرکشی و فتنہ انگیزی
کرتا تہا اور اس سرحد کے بہت افغان اس پاس جمع ہو گئے تہے۔ والد بزرگوار کے
زمانہ سے حال تک کہ میرے جلوس کا دسوان سال ہے ہمیشہ افواج اوسکے سر پر بھیجی جاتی تھی
رفتہ رفتہ وہ شکستین کھاتا اور پریشانیان اوٹہاتا۔ اوسکی فوج کا ایک حصہ کشتہ ہوتا دوسرا
حصہ متفرق ہوتا چرخی میں کہ اوسکے اعتماد کا محل تھا ایک مدت تک پناہ میں رہا۔ اوسکے
اطراف کو خاندوران خان نے محاصرہ کیا اور درآمد و برآمد کی راہیں بند کین جب اس کے
پاس حیوانات کے لئے گھاس اور خوراک نہ رہی تو راتون کو اپنے مویشی کو پہاڑ کی ترائی
مین چراتا تہا اور خود بھی اسلئے آتا تہا کہ اور آدمی اوسکی ہمراہی کریں۔ خاندوران خان کو
یہ خبر پہونچی تو سردارونکی ایک جماعت کو اور تجربہ کار آدمیون کو ایک معین شب میں تعین کیا
کہ حوالی چرخی میں جا کر کمین میں بیٹھیں یہ جماعت جا کر رات کو نیاہ گاہون میں پنہان ہوئی

احداد کی فتح +

اور دن کو خاندوران خان نے اس طرف سواری کی جب مخالف اپنے حیوانات کو چرانے لائے
اور احداد اپنی جماعت کے ساتھہ کمین گاہون سے نکلا کہ یکبارگی ایک گرد آگے سے ظاہر
ہوئی جب اوسکی خبر اوس نے لگائی تو معلوم ہوا کہ خاندوران خان ہے تو اوسنے متلاشی و
مضطرب ہوکر بازگشت کا ارادہ کیا۔ خان مذکور کے قراولون نے بھی خبر کی یہان احداد ہے
تو خان احداد کے پاس گیا۔ اور جو آدمی کہ کمین گاہ مین تھے اونکو بھی سرراہ لیکر حملہ آور
ہوا۔ دوپہر تک بہ سبب قلبی و شکستگی جا اور بسیاری جنگل معرکہ جنگ قائم رہا۔ اخرالامر
افغانون کو شکست ہوئی۔ پہاڑون مین وہ گھسے۔ اونکے تین سو کے قریب کام کے آدمی
مارے گئے اور سو آدمی قید ہوئے۔ احداد دوبارہ اس اپنے محکم جا مین نہ جاسکا بالضرورت
قندہار کی جانب گیا۔ افواج شاہی نے چرخی میں افغانون کے مقامون مین جاکر اونکو
جلادیا اور بیخ و بنیاد سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔

تال کاکریہ کے کنارہ پر ایک سنیاسی فقیرانہ مکان مین رہتا تھا طائفہ ہنود کے غربا مخلوق
مین تھا بادشاہ ہمیشہ درویشون کی صحبت کی طرف راغب تھا وہ بے تکلف اوسکی ملاقات
کو گیا اور بہت دیر تک اوس پاس بیٹھا رہا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ آگاہی
و معقولیت سے خالی نہیں ہے اور اپنے آئین کے موافق مقدمات صوفیہ سے خوب واقف
ہے اور ظاہر اپنا اہل فقر و تجرید کے موافق بنا رکھا ہے اور طلب و خواہش سے ہاتھہ کھینچ لیا ہے
اس سنیاسی سے بہتر کوئی ابتک اس طائفہ مین مین نے نہین دیکھا۔

بادشاہ نے سید محمد نبیرہ شاہ عالم سے فرمایا کہ جو تو چاہے مانگ مین تجھے دونگا اور اوسکو
قران کی قسم دی کہ مجھہ سے تو مانگ اوسنے عرض کیا کہ حضور نے مصحف کی قسم دی ہے وہی مجھے عنایت
کیجیے۔ اوسکی تلاوت کا ثواب حضرت کو پہنچے گا۔ بادشاہ نے مصحف یاقوت کے ہاتھہ کا لکھا ہوا
جو نفائس روزگار سے تھا سید مذکور کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پشت پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ
فلان تاریخ فلان مقام مین سید محمد مذکور کو یہ قرآن مرحمت کیا اور اوسکو حکم دیا کہ مصحف کو
عبارت مین کہ تکلف و تصنع سے خالی ہو لغات ریختہ مین قران کا لفظ بلفظ فارسی مین ترجمہ

Marfat.com

اور تحت اللفظ معنی پر ایک حرف زیادہ نہ کرے اور اصلاح شرح و بسط و شان نزول کا مقید نہ ہو اور جب تمام ہو جائے تو اپنے فرزند کے ہاتھہ بھیجدے۔

دوسری خبر خانخانان کے بیٹے شہنواز خان کی فتح اور عنبر کی شکست عظیم کی ہے جسکا مجمل بیان یہ ہے کہ تین دنوں میں خانخانان کی طرف سے شہنواز خان بالاپور برار میں سردار فوج تہا۔ تو یاقوت خان و آدم خان اور ایک جماعت امراء دکن کی اور جادو راے اور بابو کانتیہ ملک عنبر سے رنجیدہ اور برگشتہ ہو کر شہنواز خان پاس آئے شہنواز خان اونکے آنے سے نہایت خوش ہوا اور ان بے ہمتون کے مزید اعتبار کے لئے اور دور و نزدیک کے فدویوں کے کان میں مژدہ تقویت کے پہنچانے کے لئے اوسنے شادیانے بجوانے کا حکم دیا عنبر سے لڑنے کے لئے لشکر و توپخانہ لیکر سوار ہوا محلدار خان و یاقوت خان و آتش خان ولد دلاور خان کو امراے نظام الملکی کی ایک جماعت کے ساتھہ اور خانہ زادان رزم افروز اور توپخانہ دشمن سوز کو بطریق ہراول عنبر کی اُس فوج کے مقابلہ کے لئے بھیجا جو محالات میں مور و ملخ کی طرح پراگندہ تھی۔ اور پرگنات بادشاہی سے تحصیل زر کرتی تھی دکنی سب طرف سے فراہم ہو کر بادشاہی لشکر سے لڑنے مین مصروف ہوئے اور مقابلہ و مقاتلہ کرتے ہی دکن کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس خبر کے سُننے سے عنبر کے سینہ و جگر میں غیرت کی اخگر روشن ہوئی۔ وہ خود بڑی شان و دبدبے سے لشکر آراستہ اور فیلان جنگی اور توپخانہ آتش بار اور پیادے بیشمار لیکر دولت آباد سے شہنواز خان کی فوج سے مقابلہ کرنے کے قصد سے آیا۔ ان دونو لشکروں میں چھہ کروہ کا فاصلہ تہا اور ایک نالا اونکے درمیان حائل تھا۔ دکھنیوں کے پیکار کے اطوار سے یاقوت خان خوب آگاہ تہا اوسنے پیش آہنگی کر کے میدان جنگ کی جاے سر راہ نالہ پر گل اور لاہے کم عرض کی قرار دی اور برقنداز و تیر انداز و بہادر دلاور نالہ کے روبرو اطراف پر مقرر کئے اور اونکے عقب مین جابجا فوج کومکی کی جماعت مقرر کی کہ وہ گولہاے سوزان اور بانہاے آتش فشان اور شمشیرہاے جان ستان سے اپنے لشکر کی پشت گرمی اور دشمن کے لشکر کی برہم زدگی کریں دکھنیوں نے بھی

ودور وزمیں اپنی فوج وتوپخانہ کی آزمائش کی اور فیلان مست اور جوانان جنگ پرست کو آراستہ
کیا۔ تیسرے روز نالہ پر لڑائی شروع ہوئی ضرب گولہ وتفنگ وصدمہ بان اور تیر سے
دکھنیوں کے بہت سے سرداب بے سروپا ہوئے نشیب وفراز اور تنگی راہ اونکے اہل فیل کے
کام ایسا تنگ ہوا کہ بہت سے سوار اور پیادے ایک دوسرے پر قطار پر قطار گرتے تھے
جو پانی میں پھنس جاتے تھے اونکی اجل کے سواء کوئی دستگیری نہ کرتا تہا۔ جو گھوڑا
دلدل میں پھنستا تھا اسکا راکب خلاصی کو عطیہ الہی جانتا تہا۔ جو تیر گھی اور تازی گھوڑوں کے
لگتا تہا وہ چکر کھا کر چارپا ہوتا تہا اور اپنے سوار دوپا کو نیچے ملتا تہا جو فوج دکھنیوں
کی کمک کو عقب سے آتی تھی وہ آگے کی فوج کی ناکامی کو ملاحظہ کرکے پھر جاتی تھی بادشاہی
فوج مردوں ونیم جان زندوں کو روندتی ہوئی نالہ پر آئی عنبر اپنے دلاوروں کو لیکر
بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا اور ایسا لڑا کہ ایکدفعہ لشکر شاہی میں زلزلہ
اوسنے ڈالدیا اور قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کی فتح نمایاں ہزیمت بنجائے۔ مگر
شہ نواز خان اور یاقوت خان سیل رواں کی طرح عنبر کے مقابلہ مین آئے۔ وہ رستمانہ
کام کئے کہ عنبر کو ناچار فرار دولت آباد تک اختیار کرنا پڑا۔ بہت ہاتھی وگھوڑے اور
تین سو اونٹ بان اور کارخانجات کے بارسے لدے ہوئے بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے
بادشاہی لشکر نے کھڑکی تک جواب اورنگ آباد کہلاتا ہے تعاقب کیا تین روز تک
اوسکو خوب لوٹا اور غارت کیا اور پھر امن دیا بعض سببوں سے بادشاہی لشکر نے مراجعت
کی شہ نواز خان ویاقوت خان مع کل امیروں کے عنایت شاہی کے مورد ہوئے+

ولایت کوکھرہ کی فتح اور الماسوں کا ہاتھ آنا +

تیسری خبر ولایت کوکھرہ کی فتح اور کان الماس ہاتھ آنے کی تھی ابراہیم خان
کی حسن سعی سے یہ فتح حاصل ہوئی تھی۔ یہ کوکھرہ صوبہ بہار وپٹنہ کے توابع سے ہے
اس میں ایک رودخانہ جاری ہے جسمیں سے ایک روش خاص سے الماس نکالتے ہیں اور نکالنے کا
طریقہ یہ ہے کہ ایک جماعت ہے جو اس کام میں مشغول رہتی ہے
تجربہ سے دریافت کیا ہے کہ جن دنوں میں گوراہوں وآب کندوں میں پانی کم ہوتا ہے تو

Marfat.com

جس گوراب مین الماس ہوتا ہی اوسپر بہت ریزہ پرند جانور لشپہ کی قسم کے جسکو ہندی مین جھینگا کہتے ہیں ڈھیرون جمع ہوجاتے ہین رودخانہ کے طول میں جہانتک جاسکتے ہین یکھہ بھال کر وہ لوگ گورابوں (جن سوراخون مین پانی ہو) کے اطراف کو سنگ چین (اونکے گرد پتھر لگاتے ہین) کرتے ہیں پھر بیل (کدال) اور کلندان (پھاوڑے) سے گورابون کو گز ڈیڑھ گز نیچے لے جاکر اونکے گرد کہودتے ہیں جو سنگ و ریگ ریزہ نکلتے ہیں ونہیں تلاش کرکے چہوٹے بڑے الماس نکالتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بادجہ الماس ایسا ہاتھہ لگ جاتا ہے کہ ایک لاکھہ روپیہ اوسکی قیمت ہوتی ہے۔ اس ولایت اور اس رودخانہ پر ایک ہندو زمیندار درجن سال متصرف تہا۔ ہرچند صوبہ بہار کے حکام اوسپر فوج کشی کرتے تھے مگر بسبب راہون کے استحکام اور جنگلوں کی کثرت کے دو تین الماس لیکر قناعت کرتے تھے۔ اور اوسکو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تھے۔ جب صوبہ مذکور میں ظفر خان کی جگہ ابراہیم خان مقرر ہوا تو جہانگیر نے رخصت کے وقت اوس سے کہا کہ اس زمین کو درجن سال کے تصرف سے نکالنا چاہیے۔ ابراہیم خان بمجرد اوس ولایت میں آنے کے جمعیت کے ساتھہ زمینداروں کے سرپر چڑھا۔ اونہون نے بدستور سابق آدمی بھیجکر چند الماس کے داتون اور چند ہاتھیوں کے دینے پر عہد و پیمان کرنا چاہا مگر خان مذکور اوسپر راضی نہ ہوا۔ تیز و تند اوسکی ولایت میں آیا پہلے اسکے کہ درجن سال اپنی جمعیت جمع کرے راہبروں کو پیدا کیا اور ایلغار کرکے بے خبر کوہ درہ کو کہ اوسکا مسکن تہا محاصرہ کرلیا۔ اور درجن سال کے تفحص میں آدمیون کو بھیجا تو اوس کو ایک غار مین چند عورتون کے ساتھہ پایا جنمین سے ایک اوسکی مان تہی اور دوسری اوسکے باپ کی بیویوں میں سے تھی اونکو اور اوسکے بھائیوں میں سے ایک بھائی کو پکڑ لیا۔ اور تلاشی لیکر ہیرے جو اوس کے پاس تھے لے لئے اور تیئیس ۲۳ ہاتھی بھی ہاتھہ لگے۔ اس خدمت کی جلدو میں ابراہیم خان کا منصب چار ہزاری ذات و سوار مرحمت ہوا۔ اس زمانہ سے یہ ملک اور رودخانہ بادشاہی تصرف مین ہے اور اس رودخانہ میں لوگ کام کرکے جتنے الماس نکالتے ہیں بادشاہ پاس بھیجدیتے ہیں۔ ایک الماس کلان ایسا بھیجا گیا جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی۔ اس سے احتمال ہوتا ہے

کہ اگر اسی طرح یہ کارجاری رہا تو جواہر خانہ خاصہ میں الماس نہایت عمدہ جمع ہوجائینگے +

یارھویں نوروز ۱۰۲۵ جلوس + گیارہوان نوروز اول ربیع الاول ۱۰۲۵ مطابق ار مارچ ۱۶۱۶ حسب معمول جشن ہو

- بادشاہ پاس احمد نگر کے واقعہ نگار کی عرضداشت آئی کہ عبد اللہ خان

صوبہ دار نے رویداد واقعی لکھنے پر خانہ زاد کو گھر سے پیادہ پا نہایت خفت کے ساتھہ بلایا اور نہایت

اہانت کی بادشاہ کا حکم ہوا کہ دیانت خان جاکر عبد اللہ خان کو پیدل شہر سے نکالے اور پھر

گھوڑے پر سوار کر کے لائے عبد اللہ خان کو یہ خبر پہلے معلوم ہوئی تو احمد آباد سے وہ پیادہ پا

خود روانہ ہوا - دیانت خان رستہ میں ملا وہ پھر اوس کو گھوڑے پر سوار کر کے بادشاہ

کے روبرو لایا - بادشاہ نے اوسکو بے منصب کیا اور مجرا ممنوع فرمایا پھر مرزا خدم کی سفارش سے

قصور معاف ہو گیا -

وبا + اس سال میں بلکہ پہلے سال سے ہندوستان کے بعض مقام مین وبائے عظیم پھیلی پرگنات

پنجاب سے اسکا ظہور ہوا رفتہ رفتہ شہر لاہور مین سرایت کی - اس وبا سے بہت ہندو مسلمان تلف

ہوئے پھر وہ سرہند میں آئی اور میان دوآب مین دہلی اور اوسکے اطراف تک پہونچی -

بہت سے دہات اور قریات کو اوسنے معدوم کیا - ابتدا میں گھر میں ایک چوہا نکلتا - وہ سوراخ

سے مدہوشانہ نکلکر در و دیوار سے سر ٹپک ٹپک کر مرجاتا - اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہل خانہ

اپنا گھر بار چھوڑ صحرا و جنگل میں چلے جاتے تو ان کی جان سلامت رہتی اور نہیں تھوڑے

عرصہ میں تمام آدمی اس دیہ کے صحرائے عدم میں چلے جاتے - اگر کوئی میت یا اوسکے مال کو

ہاتھہ لگاتا تو جان بر نہ ہوتا - اس وبا کا اثر ہنود پر زیادہ تھا - لاہور کے گھرون مین دس دس

بیس بیس آدمی مرجاتے اونکی بدبو سے ہمسایہ عاجز آجاتے محلہ کو چھوڑ دیتے گھر کے گھر

میتون سے بھرے پڑے مقفل رہتے - جان کے خوف سے کوئی اونکے گرد نہ جاتا - کفن دفن

کی فرصت نہ تھی مرگ انبوہ جشنے دارد پر عمل تھا پرسہ و ماتم کی رسم متروک تھی - کاشمیر میں

اس وبا کی شدت عظیم ہوئی یہانتک نوبت پہنچی کہ ایک عزیز مر گیا تھا اوس کو ایک درویش نے

گھاس پر غسل دیا تھا - دوسرے روز درویش مر گیا - جس گھاس پر غسل دیا تھا اوسکو جس گائے نے

کھایا وہ مرگئی اور جن کتوں نے اس گاے کا گوشت کھایا وہ وہیں ڈھیر رہے غرض ہندوستان کا کوئی ملک اس وبا سے خالی نہیں ہا جہانگیر لکھتا ہے کہ بڑی بڑی عمر کے آدمیون کی زبانی اور تواریخ سے معلوم ہوا کہ اس عرض نے کبھی اس ولایت میں اپنا رخ نہیں دکھایا اس کا سبب دانا حکیمون سے جو دریافت کیا تو بعض نے یہ سبب بتایا کہ دو سال سے خشکی ہے اور اور برسات کی بارش میں کمی ہوئی ہے بعض نے یہ کہا کہ خشکی و کمی بارش کے سبب سے ہوا میں عفونت پیدا ہوئی اس سبب سے یہ حادثہ پیدا ہوا ہے بعض نے اور امور یہ حوالہ کیا العلم عند اللہ تقدیرات الہٰی پر گردن رکھنی چاہیئے

چہ کند بندہ کہ گردن نہ نہد فرمان را +

کوتوالی کے چبوترہ کی حوالی میں خزانہ شاہی تھا اوس میں سے چورون نے روپیہ چرایا چند روز کے بعد سات چور پکڑے آئے ان چورون کا سرغنہ نول تھا وہ بھی گرفتار ہوا اور کچھہ مسروقہ روپیہ بھی ہاتھہ آیا۔ بادشاہ کے دل میں آیا کہ چورون نے چوری میں بڑی دلیری کی ہے اونکو بڑی سزا دینی چاہیئے۔ ہر ایک کی سیاست خاص کی گئی۔ نول کو ہاتھی کے پانون تلے ڈالنے کا حکم ہوا۔ نول نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں فیل سے جنگ کرون۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا ایک فیل بدست آیا۔ بادشاہ نے نول کو خنجر دیکر اوسکے روبرو کیا چند مرتبہ فیل نے اوسکو گرایا مگر ہر مرتبہ اس تہور بیباک نے باوجودیکہ وہ اپنے رفیقون کی سیاست دیکھہ چکا اپنے پانون جما کر سونڈ میں ایسے مردانہ خنجر لگائے کہ ہاتھی نے اوسپر حملہ کرنے سے منہ پھیر لیا جب بادشاہ نے اوسکی یہ دلیری و مردانگی مشاہدہ کی تو حکم دیا کہ اوسکے احوال سے خبردار رہیں تھوڑے دنون بعد وہ اپنی بدذاتی اور دون طبعی کے سبب سے اپنی جگہ پر بھاگ گیا۔ یہ بات بادشاہ کو ناگوار ہوئی اوسکو گرفتار کرا کے پھانسی دیدی سعدی نے یہ سچ کہا ہے کہ

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	•	گرچہ با آدمی بزرگ شود

روز سہ شنبہ غرہ ذیقعدہ کو اجمیر میں بادشاہ فرنگی رتھہ میں سوار ہو کر نکلا جسمین چار گھوڑے جتے ہوے تھے اوسنے حکم دیا کہ اکثر امرا رتھہ پر سوار ہو کر میرے ہمراہ ہون۔ شام کو موضع دیورائی میں پونے دو کوس چل کر آیا۔ اہل ہند نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ بادشاہ اور بزرگ ملک گیری کے

[illegible]

قصد سے شرق کو جائیں تو فیل دندان دار پہ سوار ہون اور اگر مغرب کی جانب تو اسپ یک رنگ
پر - اور اگر شمال کی جانب تو پالکی اور سنگھاسن مین - اور اگر جانب جنوب مین تو رتھہ مین سوار
ہون - جہانگیر ۵ دن کم تین سال اجمیر مین رہا - جہانگیر لکھتا ہے کہ اجمیر اقلیم دوم مین ہے
ہوا اسکی قریب اعتدال ہے - مشرق مین دارالخلافہ آگرہ و شمال مین قصبات دہلی جنوب
مین صوبہ گجرات - مغرب مین صوبہ ملتان و دیبالپور - یہ ولایت ساری ریگستان ہے - اس
زمین مین بدشواری پانی نکلتا ہے - کشت کار کا مدار بارش و رتر مین پر ہے - اوس کے
زمستان مین اعتدال ہوتا ہے اوسکا تابستان آگرہ سے ملائم ہے - اس صوبہ سے ۸۶ ہزار سوار
اور تین لاکھہ چار ہزار پیادے راجپوت کارزار کے وقت نکلتے ہیں +

بادشاہ اجمیر سے منزل بمنزل مالوہ کو چلا - راہ مین شکار کھیلتا - کشتیان اوس کے
ساتھہ چھکڑون مین لدکر چلتی تہین جہان کہین تال جہیل دریا آتا تو ان کشتیون مین بیٹھ کر
آبی جانورون کا شکار کھیلتا جب راہ مین وہ اودیپور کی منزل مین آیا تو رانا اوسکی ملازمت
مین آیا - نذر دی خلعت پایا - قلعہ رنتھنبور مین بادشاہ نے قیدیون کو جو مدت سے مقید تہے
رہا کیا - بادشاہ مالوہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ مالوہ اقلیم دوم سے ہے اس صوبہ کی درازی لا
گڑہ کی انتہا سے ولایت بانسوالہ تک ۲۴۵ کوس اور عرض اسکا پرگنہ چندیری سے پرگنہ
نذربار تک ۲۳۰ کوس اوسکے مشرق مین ولایت مانڈو و شمال مین قلعہ نرور جنوب مین
ولایت بگلانہ غرب مین صوبہ گجرات و اجمیر - یہ ولایت نہایت پر آب و خوش ہوا ہے
پانچ دریا سوا نہرون و ندیون و چشمون کے اسمین جاری ہیں - دریا یہ ہیں - گوداوری
بہیما - کالی سند - نیرا - نربدا - ہوا اسکی اعتدال کے قریب ہے - اس ولایت کی زمین اپنی
اطراف کی نسبت بلند ہے قصبہ دہار مین کہ اس ملک کا مشہور مقام ہے تاک مین دو دفعہ انگور
لگتے ہیں اسکی کشاورز و محترفہ بے سلاح نہیں رہتے - اس ولایت کی جمع ۲۴ کروڑ ستر لاکھہ
دام ہے اور اس ولایت مین کام کے وقت نو ہزار تین سو سوار اور چار لاکھہ ستر ہزار تین سو
پیادے ایکسو زنجیر فیل کے ساتھہ نکلتے ہیں +

جہانگیر نے صوبہ مالوہ کا حال لکھا ہے +

Marfat.com

اجمیر سے مانڈو ۱۵۹ کوس ہے اس فاصلہ کو بادشاہ نے چار ماہ دو روز میں طے کیا ۴۶ کوچ اور
۷۸ مقام۔ ان چھیالیس کوچون میں حسب اتفاق ایسی دلکش جگہون میں منازل ہوئیں جو
تالابون اور ندیون اور نہرون کے کنارہ پر واقع ہوتیں۔ ان مین درخت و سبزہ کثرت سے
ہوتے خشخاش زار کھلے ہوتے۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ کوچ و مقام میں شکار نہ ہوتا مجھکو اس
سفر مین ذرا تکان نہ ہوا یہ معلوم ہوتا تہا کہ ایک باغ سے دوسرے باغ میں گیا۔ مانڈو کا حال
بادشاہ لکھتا ہے کہ مالوہ کی سرکارون میں مانڈو مشہور سرکار ہے اوسکی جمع ایک کروڑ او تیس
لاکھ دام ہے۔ مدتون تک سلاطین کا تخت گاہ رہا ہے۔ سلاطین قدیم کی بہت سی عمارتیں
برباد ہو رہی ہیں اون مین ابتک کچھ نقصان نہیں ہوا۔ ۱۲ کو میں ان عمارتون کی سیر کو گیا
اول جامع مسجد میں گیا سلطان ہوشنگ غوری نے اوسکو تعمیر کیا تھا گو اوسکی تعمیر پر ایک سو اسی
سال گذر گئے ہیں لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی راج اوسکو بنا کے اٹھے ہیں۔ یہ عمارت بڑی لمبی چوڑی
ہے ساری تراشیدہ سنگون سے بنی ہے۔ پھر حکام خلجیہ کے مقبرہ مین گیا وہان روسیاہ ابد و ازل
نصیر الدین ابن غیاث الدین کی قبر بھی تھی یہ مشہور ہے کہ اس بے سعادت نے اپنے باپ غیاث الدین
کو جو اسی سال کا بوڑھا تھا مارنے کے لئے دو دفعہ زہر دیا۔ باپ پاس زہر مہرہ تھا اُس سے
اوس نے دفع کیا تیسری مرتبہ شربت کا پیالہ زہر سے ملا ہوا اپنے ہاتھ سے باپ کو دیا او
کہ اس کو آپ پیجیئے۔ جب باپ نے دیکھا کہ بیٹا میرا مرنا ہی چاہتا ہے تو اول زہر مہرہ کو اپنے باز
سے کھول کر اوس کے آگے ڈالدیا اور خالق بے نیاز کی درگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھ
زبان پر لایا کہ اے خدا میری عمر اب اسی سال کی ہوئی اور اس مدت کو مین نے دولت و عز
و کامرانی سے گذارا کہ کسی بادشاہ نے ایسی زندگی نہ بسر کی ہوگی اب میرا بازپسین کا زمانہ
امیدوار ہون کہ نصیر سے میرے خون کا مواخذہ تو نہ کرے اور میری موت کو اجل مقدر پر
کر کے اسکی بازخواست نہ کرے۔ یہ کلمات کہہ کر اس شربت کے پیالہ کو بالکل پی گیا اور جا
کو جان سپرد کی +

مشہور ہے کہ جب شیر خان افغان اپنے ایام حکومت و سلطنت میں یہان آیا

Marfat.com

حیوان طبعی کے اوسنے اپنے ہمراہیوں کی جماعت کو حکم دیا کہ نصیہ کی قبر پر لکڑیان ماریں میں بھی حسب اوسکی قبر پر گیا تو کئی لاتیں اوسکی قبر پر مارین اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ وہ بھی اس قبر پر لاتیں لگائیں مگر میری خاطر کو اوس سے تسکین نہیں ہوئی تو مین نے حکم دیا کہ اوسکی قبر کو پہاڑ کر اوسکے ناپاک اجزا کو آگ مین ڈال دین لیکن پھر مجھے یہ خیال آیا کہ آتش تو انوار الٰہی مین سے ایک نور ہے حیف ہی کہ اسکا جسم کثیف اس جوہر لطیف کے ساتھہ آلودہ ہو مبادا اس جلانے سے اوسکے عذاب مین تخفیف ہو اسلئے مین نے حکم دیا کہ اس کے فرسودہ استخوانون کو مع اجزاء خاک شدہ کے دریاء نربدا مین بہا دین۔ ایام حیات مین طبیعت میں حرارت غالب تھی ہمیشہ پانی میں پڑا رہتا تھا۔ اب ایک سو بیس برس بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ اوسکے اجزاء فرسودہ بھی پانی میں مل گئے۔

کہتے ہیں کہ شکارگاہ قدیم میں بادشاہ کے ہمراہ نورمحل ہمراہ تھی۔ قراول احاطہ بارہ میں ایک بڑا قوی ہیکل شیر گھیر کر لائے تھے۔ بادشاہ پر خواب معتاد کا غلبہ تھا وہ استراحت مین تھا۔ بندوق خاصہ فتیلہ روشن کے ساتھہ مسند خاص پاس رکھی ہوئی تھی۔ دو محل مع دو تین خواص کے برسم پرستارون کے بادشاہ کی اطراف مین بیٹھی ہوئی تھیں اس اثناء میں بارہ سے شیر دہاڑتا ہوا باہر آیا۔ زمانہ قدیم میں اس بات کی بڑی تقید رہتی تھی کہ سلاطین ہندوستان کی پردگیان حریم اور پرستاران خاص سواری اسپ و تیر و تفنگ اندازی میں مشق کیا کرین۔ نورجہان کے اس فن سے عاری تھی۔ جونہی شیر دور سے محل کلان کی نظر میں آیا تو اوس نے بندوق جھکا کے شیر کی پیشانی پر گولی ماری کہ شیر گونج کر ایک نیزہ اوچھل پڑا اور زمین پر لوٹنے لگا۔ بادشاہ شیر کے دہاڑنے اور بندوق کی آواز سے جاگا اور شیر کو پڑا ہوا دیکھا اور رانی کو دیکھا کہ خوشی خوشی بندوق ہاتھہ مین لئے ہوئے ہے اور نورمحل لرزان و ترسان گریزان ہے بادشاہ نے کلان کو آفرین کر کے گلے لگایا اور اوسپر مہربانی زیادہ کرنی شروع کی اور نورجہان کو تنبیہ کی اور اوسپر توجہ کم کی۔ والدۂ نورجہان فراست و عقل مین عورتون میں ممتاز تھی اوسنے تدبیر و تمہید سے ایک تقریب میں کہا کہ حضرت امیرالمومنین مرتضیٰ علی کا قول ہے کہ

بعض صفات حمیدہ ایسی ہیں کہ وہ مردون کے لئے نیک شمار کی جاتی ہیں اور اونمین اونکی تعریف ہوتی ہے لیکن عورتون کے باب مین عیب گنتے ہین یہ صفات شجاعت وسخاوت کی ہیں غرض یہ بات جہانگیر کی خاطر نشان کی تو وہ بدستور سابق نور جہاں پر مہربان ہوا اور اوس روز سے نور جہان نے غیرت کے سبب سے بندوق کا استعمال کیا اور تہوڑے دنوں مین اوسکی مشق کرلی - آگے اسکے شیر افگنی کا بیان آئے گا -

جہانگیر لکہتا ہے کہ میرے دل مین آیا کہ ابتداء سن تمیز سے اب تک جو شکار کئے ہیں اون کا شمار کیا جائے اسلئے واقعہ نویسوں و مشرفان شکار و قراولان حلہ وغلہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ وہ تحقیق کرکے ہر جنس کے جانور جتنے شکار ہوئے ہیں اونکی مجموعہ کا حال مجھے سنائیں تو اونہوں نے مجھے بتلایا کہ میری بارہ برس کی عمر ۹۸۹ھ مین تہی اس سال ۱۰۲۷ھ مین پچاس برس کی عمر ہے اس مدت مین میرے روبرو ۲۸۵۲۳ شکار ہوئے ہیں اور ان مین سے ۱۷۱۶۷ شکار خود بندوق وغیرہ سے مینے مارے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے +

شیر ۸۶ — ریچھ چیتہ لومڑی - اود بلاؤ کفتار ۸۸۹
جہاگوزن ۳۵ — سیاہ ہرن چکارہ چیتل - بزکوہی وغیرہ ۱۶۷۰
نیل گائے ۹ — قوچ وآہوے سرخہ ۲۱۵
بھیڑئے ۶۴ — گاومیش صحرائی ۳۶
سور ۹۰ — زنگ ۳۶
قوچ کوہی ۲۲ — ارغلی ۳۲
گورخر ۶ — خرگوش ۲۳
۳۱۲ — ۲۸۹۱

کل میزان چوپایوں کے شکار کی ۳۲۰۳

کبوتر ۱۰۳۴۸ گلڑ ۳ جگر ۲ غلیواز چند قوطان موش خور ۷۹
ابابیل ۴۱ کنجشک ۲۵ / ۴۸ الو ۳۰ / ۴۲ مرغابی ۱۵۰ / ۲۲۹
زاغ ۳۲۷۶ / ۱۳۶۶۵ میزان کل ۱۳۹۵۴

نمر مچھ ۱۰ میزان کل ۱۷۱۶۷

جہانگیر ہاتھی کا شکار کبھی نہیں کھیلا نہ اوسکو آبی جانوروں کے مارنے کا شوق ہوا۔

جب بادشاہ کے حسب لخواہ پرویز سے لشکر دکن کی سرکردگی نہ ہوسکی تو اوسکو الہ آباد کا صوبہ دیکر شاہزادہ خرم کو اوسکی جگہ مقرر کیا اور اوسکی پشت گرمی کے لئے خود مالوہ کا قصد کیا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ شاہزادہ خرم نے آب نربدا پر پہنچنے سے پہلے علامی افضل خان و راجہ بکرماجیت کو نظام الملکی و عادل خانی وکلاء کے ساتھ جو اوس پاس حاضر تھے ملک عنبر و عادل خان پاس بطریق سفارت بھیجا اور اونکو فرمان لکھا جسمیں تہدید و وعدہ وعید کئے اور یہ اشعار لکھے کہ

دو شعلہ زنگ شمع دارم بچنگ	یکے نور صلح و یکے نار جنگ
بود نور صبح شبستان فروز	ولے نار خشم بود خانہ سوز

اور حکم دیا کہ اول عادل خان پاس دونو جائیں عادل خان نے جب وہ آئے اطاعت قبول کی اور بعض محال جو بادشاہی لشکر سے اوسکے ملازموں نے چھین لئے تھے واپس حوالہ کرنے کا وعدہ کیا اور عنبر کو بھی حکم کی انقیاد کے باب میں جیسا کہ لکھنا چاہئے تھا اوسنے لکھا۔

اسی سال میں یہ خبر بھی آئی تھی کہ قدم بیگانہ نیگانہ افریدی افغان جو دولتخواہ و فرمانبردار تھا اور کتل خیبر کی راہداری اسے تعلق رکھتی تھی تھوڑے توہم سے اوسنے اطاعت کے دائرہ سے باہر قدم رکھا اور فساد کے لئے سر اوٹھایا اور سر تھانے میں اپنی جماعت کو بھیجا جہاں وہ خود اور اوسکے آدمی گئے۔ وہاں کے آدمیوں کو غفلت کے سبب سے قتل و غارت کیا ایک خلق کثیر کو اوسنے ضایع کیا۔ اس بے عقل افغان کے سبب سے کوہستان افغان کے درمیان ایک دند مچ گیا۔ اس افغان کا بھائی ہارون اور بیٹا جلالہ دونو بادشاہ کے پاس تھے اونکو بادشاہ نے قلعہ گوالیار میں محبوس کیا اور افغانان بیگانہ نیگانہ نے عبد السبحان برادر خان عالم کو ایک تھانہ میں مار ڈالا۔ خان عالم کو اس قضیہ کے چکانے کا حکم ہوا۔

۱۲ ربیع الاول ۱۰۲۶ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۷ء کو نوروز کا معمولی جشن ہوا۔ شاہزادہ خرم نے باپ کو لکھا کہ سفر کے سبب نذر کا سامان نہ ہوسکا اسلئے نذر معاف کی جائے۔ اسلئے

Marfat.com

بادشاہ نے بخشش کی معمولی نذرین خرم کو اور امرا کو معاف کردین +

جہانگیر لکھتا ہے کہ اکثر طبیعتون اور مزاجون میں تنباکو کا استعمال فساد پیدا کرتا تہا اسلیئے مین نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے اور میرے بہائی شاہ عباس نے بھی تنباکو کے ضررون پر مطلع ہوکر ایران میں حکم دیدیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے خان عالم جو میرا ایلچی شاہ ایران پاس موجود تہا وہ تنباکو کے استعمال کی مداومت پر بے اختیار تہا علی سلطان ایلچی شاہ ایران نے اپنے بادشاہ پاس عرضداشت بھیجی کہ خان عالم تنباکو کے بدون ایکدم نہین رہ سکتا تو اوسکی عرضداشت پر بادشاہ نے یہ لکھا ہے

رسول یار میخواہد کند اظہار تنباکو　　من از شمع وفا روشن کنم بازار تنباکو

اس بیت کے جواب میں خان عالم نے یہ شعر لکھکر بھیجا +

من بیچارہ عاجز بودم از اظہار تنباکو　　ز لطف شاہ عادل گرم شد بازار تنباکو

ہندوستان میں امریکہ سے تنباکو آیا تہا۔ اطبا نے اوسکے احوال کی تشخیص وتجویز کرکے اوسکی دودکشی بطور معہود بعض امراض کے لیے مناسب جانی۔ رفتہ رفتہ وہ سب ہی طبائع کا مرغوب ہوا اور اوسکا بیج جو ممالک ہند میں بویا گیا تو اس قدر پیدا ہوا کہ اوسکی حاصلات کو اور اجناس پر تفوق ہوا۔ عہد جہانگیری میں اوسکا زیادہ رواج ہوا اسکی دودکشی کے آرزومند بہت آدمی ہوئے۔ اور سب ماکولات ومشروبات پر اوسکو تقدم ہوا اور مہمانون کے لیئے ماحضر اور اخلاصمندون کا بہترین تحفہ بنا۔ اور اوسکی لوگون کو ایسی عادت ہوگئی کہ اوسکا طالب کہانے کو ترک کردے مگر تنباکو چہوڑنا اس کو بہت دشوار ہو۔ جتنا وہ تلخ زیادہ ہوا اتنا ہی وہ طالبون کے مذاق میں گوارا تر ہو اور نرخ اوسکا گران تر ہو ۵

بسیار کسیکہ خواہدش از دل وجان　　کمیاب کسے بود کہ اورا کم خواست

اوسکے نفع وضرر ایسے مشہور ہیں کہ بیان کی حاجت نہین وہ انسان کی دولت کے ایک حصہ کو آگ لگاتا ہے سیر المتاخرین نے یہ غلط لکھا ہے اس حکم کے بعد جو حقہ پیتا جہانگیر اسکا ہونٹ کٹوا دیتا

نورجہان کا شیرون کا شکار کرنا +

یا کچھہ اور سزا دیتا۔

قراولون نے چار شیرون کو گھیرا تہا۔ مین اپنے محل کے ساتہہ شکار پر متوجہ ہوا جب شیر نظر آئے تو نورجہان نے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین شیرون کو بندوقون سے مارون مین نے کہا کہ اچہا اوسنے دو شیرون کو بندوق سے مارا اور باقی دو مین سے ہر ایک کو دو دو تیر مار کر نیچے گرایا۔ ایک پلک مارنے مین ان چارون شیرون کا قالب جان سے خالی کیا۔ ایسی تفنگ اندازی اب تک دیکہنے مین نہین آئی تھی کہ ہاتھی کے اوپر سے عماری کے اندر سے چہہ تیر پہینکے جنمین سے ایک خطا نہ کرے۔ چار درندون کو ہلنے اور لوٹنے کی فرصت نہ دی۔ اس کماندازی کے جلدو مین ایک ہزار اشرفی نثار کی اور ایک جوڑی پہنچی الماس قیمتی ایک لاکھہ روپیہ کی نورجہان کو مرحمت کی +

دکن سے بابت عرضداشت شہزادہ خرم و عادل خان کا ... +

شروع سال مین سید عبداللہ خان بارہ شاہزادہ خرم کی عرضداشت لیکر بادشاہ کی خدمت مین آیا اوسمین لکہا تہا کہ عادل خان و عنبر اور دکن کے اور سرکشون نے اطاعت و عبودیت اختیار کی اور اپنی تقصیرات کے عذر قبول کرنے کی استدعا کی اور احمد نگر اور اور قلعون کی کنجیان جنپر عنبر متصرف تہا ملازمان شاہی کو حوالہ کین۔ اور جو ولایت کہ ہاتہہ تلے سے نکل گئی تھی وہ اولیاے دولت کے تصرف مین آئی مفسد جو سرکشی کا دم بہرتے تہے عجز و نیاز سے انکسار اظہار کر کے باج سپار اور خراج گزار ہوے۔ جہانگیر یہہ مژدہ سنکر نہایت خوش ہوا اور شادیانے کے نقارے بجوائے۔ سید عبداللہ خان کو سیف خان کا خطاب دیا اور شہزادہ کے لئے ایک لعل بے بہا بہجوایا۔ اور عادل خان کے نام فرمان جاری کیا جسمین یہہ شعر جہانگیر نے اپنا طبع زاد لکہا تہا ؎

شدی از التماس شاہ خرم　　بفرزندی ما مشہور عالم

اس فرمان کے آنے پر عادل خان نے افضل خان اور رکبراجیت کے ہاتہہ ڈیڑہ لاکہہ ہُن اور دو لاکہہ روپیہ کے جواہر اور پچاس ہاتہی اور پچاس گھوڑے عراقی و عربی کل نقد و جنس پندرہ لاکہہ روپیہ کی پیشکش بہیجی۔ اور سفیرون کو دو لاکہہ روپے دئے قطب الملک نے بھی اسیقدر روپیہ کی

Marfat.com

پیش کش بھیجی - غرض جہانگیر کے پاس دکن سے ایسی پیش کشین آئیں کہ کبھی پہلے اسوقت تک کسی بادشاہ پاس نہین آئی تہین +

جب صوبہ دکن کی مہمات سے شاہزادہ خرم کی بالکل خاطر جمع ہوئی تو برار و خاندیس و احمد نگر کی صاحب صوبگی سپہ سالار خانخانان کو سپرد ہوئی - اور اوس کے بیٹے شہنواز خان جو حقیقت مین جوان خانخانان تھا بارہ ہزار سوارون کے ساتھ ولایت مقبوضہ بالاگھاٹ نظام الملکی کے انتظام وضبط کے لئے مقرر ہوا - اور ہر جا و ہر محل مین جا بجا معتبر آدمی مقرر کئے گئے غرض ہر جگہ کا بندوبست جیسا کہ لایق اور مناسب تھا کیا گیا - جسقدر لشکر شاہزادہ خرم پاس تھا اوس مین سے پچیس ہزار سوار و سات ہزار پیادہ برق انداز یہان انتظام کے لئے معین کئے گئے اور باقی سپاہ پچیس ہزار سوار دو ہزار توپچی ہمراہ لیکر شہزادہ بادشاہ سے ملنے گیا ۱۱ شوال ۱۰۲۶ھ کو بادشاہ کی خدمت مین وہ حاضر ہوا - آداب کورنش و زمین بوس کے بعد اسکو بادشاہ نے جھروکہ پر طلب کیا اور غایت محبت و شوق سے بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کر اوس کو گلے لگایا - جسقدر ادب اور فروتنی مین زیادہ مبالغہ کرتا تھا بادشاہ اتنا ہی زیادہ اسپر عنایت و شفقت کرتا تھا - اپنے بیٹے کو اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا - شہزادہ نے ہزار اشرفی و ہزار روپیہ بطور نذر کے اور ہزار روپیہ برسم تصدق کے پیش کیا - چونکہ وقت اسکا مقتضی نہ تھا کہ وہ اپنی ساری پیشکش و برد کرتا - فقط فیل سرناک کو کہ عادل خان کے فیلون کی پیشکش کا سر حلقہ تھا اور صندوقچہ جواہر نفیس کو اوسوقت نذر مین گذرانا - بعد اسکے بخشیون کو حکم ہوا کہ امرا جو شاہزادہ کے ساتھ آئے ہین بہ ترتیب منصب ملازمت مین آئین - اول خان جہان نے سعادت ملازمت سے سرافرازی پائی اوس کو بادشاہ نے اوپر بلا کر قدمبوسی کی دولت سے ممتاز کیا - ہزار مہر و ہزار روپیہ و صندوقچہ جواہر اور مرصع آلات سے بھرا ہوا پیشکش مین دیا - اسکی پیشکش سے بادشاہ نے پینتالیس ہزار روپیہ کی قیمت کی چیزین پسند کین - بعد ازان عبد اللہ خان آستانبوس ہوا سو مہر نذر دین - بعد مہابت خان نے زمین بوس ہوا سو مہر و ہزار روپیہ نذر کیا - اور ایک گرہ جواہر و مرصع آلات کی پیشکش مین

جس کی قیمت ایک لاکہہ تیس ہزار روپیہ تھے ازانجملہ ایک لعل گیارہ مثقال کا تہا وہ ایک فرنگی احمیر میں بیچنے لایا تھا دو لاکہہ روپیہ قیمت مانگتا تہا - اور جوہری اوسکی اسی ہزار قیمت آنکتے تھے اسواسطے اوسکا سودا نہ بنا - اولٹا لے گیا جب وہ برہان پور میں آیا تو مہابت خان نے اوسے ایک لاکھہ روپیہ کو خریدا - بعد ازان راجہ بہار سنگہ نے ملازمت کی ہزار روپیہ اور قدرے جواہر مرصع آلات پیشکش میں گذرانے ایسے ہی داراب خان پسر خانخانان و سردار خان برادر عبداللہ خان و شجاعت خان عرب دیانت خان و شہباز خان و معتمد خان بخشی وا و دارام کہ نظام الملکی سردارون میں معتمد تھا اور شاہزادہ خرم کے قول پر آیا تھا اور دولت خواہون کی سلک مین منتظم ہوا تھا اور اور امرا بہ ترتیب منصب ملازمت کی بعد ازان عادل خان کے وکلا زمین بوس ہوئے پہلے اس سے شاہزادہ خرم کو فتح رانا کی جلدو میں منصب بست ہزاری و دہ ہزار سوار مرحمت ہوا تہا اور جب دکن کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا تہا خطاب شاہی سے مخصوص ہوا - اب اس شائستہ خدمت کے جلدو میں منصب سی ہزاری و بیس ہزار سوار اور خطاب شاہجہان عنایت ہوا - اور حکم ہوا کہ تخت کے نزدیک ایک صندلی بچھائی جایا کرے اوسپر وہ بیٹھا کرے - اسی شہزادہ کے حال پر یہ خاص عنایت ہوئی - خاندان تیموریہ میں یہ رسم پہلے نہ ہوئی تھی اور پچاس ہزار کا خلعت عنایت ہوا - نور جہان نے بھی شاہجہان کی فتح کا جشن کیا اور تین لاکھہ روپیہ خرچ کیا - شاہجہان نے دو لاکہہ روپیہ کی پیشکش اپنی والدہ نور جہان کو دی اور ساٹھہ ہزار روپیہ اور ماؤن کو نذر کیا اور اوسکی نذرون میں سے بیس لاکھہ روپیہ کی نذریں قبول ہوئیں غرض بائیس لاکھہ ساٹھہ ہزار روپیہ اوسکا نذروں میں خرچ ہوا -

جہانگیر نے سُنا تھا کہ خلفاء بنی عباس بغدادی کبوترون کو نامہ بری سکھاتے تھے بادشاہ نے بھی کبوتر بازون کو حکم دیا کہ کبوترون کو یہ کام سکھائیں - ان کبوتر بازون نے چند جوڑے ایسے آموختہ کئے کہ اول روز میں مانڈو سے وہ پرواز کرتے - اگر بارش کی کثرت ہوتی تو دو پہر میں ورنہ ڈیڑہ پہر میں اور اگر ہوا صاف ہوتی تو اکثر ایک پہر میں اور بعض کبوتر

Marfat.com

چار گھڑی میں برہانپور میں پہنچ جاتے +

امراء دکن کا عنبر سے علحدہ ہونا +

جب شہنواز خان ملک عنبر سے لڑنے گیا ہے تو آدم خان حبشی و جادو رائے و بابو رائے کانیٹہ
دادارام اور جینا اور امراء نظام الملکی ملک عنبر سے جدا ہو کر شہنواز خان پاس آئے تہے
عنبر کی شکست کے بعد عادل خان کی ملامتون سے اور ملک عنبر کے فریب سے اونہون نے
بادشاہ کی دولتخواہی ترک کی عنبر نے آدم خان سے قران کی قسم کہا کر اوس کو دہوکہ دیا
اور فریب سے پکڑ کر قلعہ دولت آباد میں محبوس کیا - اور پہر مار ڈالا - بابو رائے کانیٹہ اور اودا رام
عادل خان کی سرحد میں گئے - عادل خان نے اونکو اپنے ملک میں راہ نہ دی چند روز بعد
بابو رائے کانیٹہ کو ایک دوست نے فریب سے پکڑ مار ڈالا عنبر نے اودارام پر لشکر بہیجا اودارام نے
اوسکو شکست دی اور وہ مع اہل و عیال شاہجہان پاس چلا آیا - بڑا منصب پایا +

جہانگیر کا سفر گجرات

جہانگیر نے اپنی مدت عمر میں فیل کا شکار نہیں کیا تہا اور اوسکو ولایت گجرات کے دیکہنے
اور دریائے شور کے تماشے کا بڑا شوق تہا اور قراولون نے جا کر فیلہائے صحرائی کو دیکہ کر
شکار کی جگہ قرار دی تہی تو اوسکے دل میں آیا کہ احمد آباد کی سیر اور سمندر کا تماشا دیکہے اور
مراجعت کے وقت کہ ہوا گرم ہوگی اور فیل کے شکار کا موسم ہوگا اس شکار کو کر کے دار الخلافہ
میں آئے - وہ مانڈو سے ماہ آبان میں صوبہ گجرات کو چلا - منزل بمنزل طے کر کے یکم دی کو
تال جہود (جہنود) میں پہنچا اس منزل میں رائے مان سردار پیادہائے خدمتی روہو
مچہلی کا شکار کر کے لایا - بادشاہ کو مچہلی کا گوشت بہت پسند تہا خصوصًا روہو مچہلی کا کہ
ہندوستان میں سب قسم کی مچہلیون میں بہتر ہے - اور گیارہ مہینے سے باوجود تلاش کے
اوسکو یہ مچہلی بہی ہاتہ نہ آئی تہی اوسے کہا کر وہ بہت خوش ہوا - اور رائے مان کو ایک گہوڑا
انعام دیا اگرچہ گجرات کی حد داہاد (داہاد اصل میں دوحد ہے جو وہاں سے مالوہ و گجرات کی راہیں جدا ہوتی
ہیں) سے شروع ہوتی ہے مگر کل چیزون میں صریح اختلاف ظاہر ہوتا ہے صحرا اور
زمین اور ——— آدمیون کی وضع ہی نرالی ہے زبانین ہی کچہہ اور ہیں جو راہ
مین جنگل نظر آتے ہین انمین درخت میوہ دار مثل انبہ و کہرنی و تمر ہندی کے لگے ہین

زراعت کی محافظت کا مدار زقوم کی خار بست پر ہے۔ مزارعین اپنے مزرعہ کے گرد زقوم لگاتے ہیں
اور ہر قطعہ زمین کو جدا کرتے ہیں اور درمیان میں آمد و رفت کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں
یہ سارا ملک ریگستان ہے۔ تھوڑی آمد و رفت و ازدحام سے اسقدر گرد و غبار اُڑتا ہے کہ آدمی
کا چہرہ مشکل سے نظر آتا ہے۔ اسلئے بادشاہ نے کہا کہ احمد آباد کا نام اب گرد آباد رکھنا چاہیئے

کھنبایت کی وجہ تسمیہ

جہانگیر لکھتا ہے کہ ساحل دریائے شور پر میں آیا۔ کھنبایت بڑا پرانا بندرگاہ ہے
برہمن کہتے ہیں کہ کئی ہزار سال اسکی بنا پر گذر گئے ہیں ابتدا میں اسکا نام ترنباوتی تھا
اس میں راجہ ترنبک کنوار حکومت کرتا تھا۔ اگر راجہ کے باب میں جو برہمن کتھا لکھاتے
ہیں وہ لکھی جائے تو طول ہو اسلئے مجملاً یہ بیان ہے کہ جب اوسکے پوتے پڑپوتے راجہ
ابھے مان پر ریاست کی نوبت آئی تو قضاء آسمانی سے اس شہر پر ایک بلا نازل ہوئی
اسقدر گرد و خاک کا طوفان اٹھا کہ تمام عمارات و منازل شہر خاک کے نیچے چھپ گئیں اور
آدمیوں کی حیات کی بنیاد زیر و زبر ہوئی اس بلا کے نازل ہونے سے پہلے ایک
بت نے جسکی پرستش راجہ کرتا تھا راجہ کو اس حادثہ کے آنے کی اطلاع دی تھی راجہ مع
اپنے اہل و عیال کے جہاز میں چلا آیا تھا اور اس بت کو مع ستون کے ساتھ لایا تھا۔ اتفاقاً جہاز بھی طوفان
بلا سے شکستہ ہوا۔ مگر راجہ کی زندگی کی باقی تھی اس ستون کے ذریعہ سے اوسکی کشتی وجود ساحل
سلامت پر پہونچی اوسنے پھر اس شہر کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس ستون کو آبادانی کی علامت
کے لئے اور آدمیوں کے جمع ہونے کے لئے کھڑا کیا۔ ہندی زبان میں ستون کو کھنبہ و
استنبہ کہتے ہیں اس نسبت سے تھنبت نگری اور کھنباوتی اوسکو کہنے لگے۔ یا راجہ کے
نام کی مناسبت سے ترنباوتی کہتے ہوں۔ کھنباوتی کثرت استعمال سے کھنبایت ہو گیا۔
ہندوستان کے بڑے بندروں میں سے وہ ہے اور دریاء عمان کے جوروں میں سے ایک
جور میں واقع ہے۔ اس جور کا عرض سات کوس اور طول قریب چالیس کوس کے تخمیناً
ہے جور میں جہاز نہیں آتا۔ بندر گوگہ میں کہ کھنبایت کے توابع میں سے ہے اور سمندر
کے قریب ہے۔ جہاز لنگر ڈالتے ہیں اور وہاں سے اسباب کو غرابوں میں بھرکر بندر کھنبایت

لاتے ہین اور اس طرح جہازون مین اسباب لادنے کے لئے غرابون مین اسباب لیجاتے

بادشاہ کے آنے سے چند غراب بنادر فرنگ سے کھنبایت مین آئے تہے اور خرید و فروخت کرتے تھے اور مراجعت کا ارادہ رکہتے تھے یکشنبہ کو وہ سب غرابون کو آراستہ کرکے بادشاہ کے روبرو لائے اور رخصت لیکر اپنے مقصد پر متوجہ ہوئے۔ بادشاہ نے خود ایک غراب مین بیٹہکر ایک کوس سمندر کی سیر کی +

سلاطین گجرات کے زمانہ مین اس بندر کا تمغا بہت تہا اور اب شاہ جہانگیر کا حکم تہا کہ چالیسوین حصہ سے زیادہ تمغا نہ لیا جائے اور بنادر مین دسوان اور آٹھوان حصہ لیتے تہے اور تجار اور آنے جانے والون کو طرح طرح کی تکالیف دیتے تہے اور مراجعت کرتے تہے جدہ کہ بندر مکہ ہے چوتہائی لیتے تہے بلکہ اوس سے زیادہ اس بر قیاس کرنا چاہئے کہ حکام سابق کے زمانہ مین بنادر گجرات سے کسقدر روپیہ لیا جاتا تھا اب جہانگیر نے کل ممالک محروسہ کے تمغا کہ حساب سے باہر ہے معاف کر دیا اور اس کی قلمرو مین تمغا کا نام مٹ گیا +

ان دنون مین بادشاہ نے حکم دیا کہ مہر و روپیہ سے آدہا سکہ ٹنکہ طلا نقرہ جاری کیا جائے ٹنکہ طلائی کی ایک طرف لفظ جہانگیر شاہی ۱۰۲۷ اور دوسری جانب ضرب کھنبایت ۱۲ جلوس منقش ہوا اور سکہ ٹنکہ نقرہ مین ایک رخ پر ٹنکہ کے درمیان مین لفظ جہانگیر شاہی ۱۰۲۷ اور دور یہ مصرع - بزد این سکہ زد شاہ جہانگیر ظفر پرتو - اور دوسرے رخ پر ٹنکہ کے درمیان ضرب کھنبایت سنہ ۱۲ جلوس اور دور مین مصرع دوم - پس از فتح دکن آمد چو در گجرات از مانڈو + کسی عہد مین ٹنکہ سواے تانبے کے سکہ نہ ہوا - طلا و نقرہ کا ٹنکہ جہانگیر کا اختراع تھا نام اوسکا ٹنکہ جہانگیری تھا - اب بادشاہ احمد آباد کی طرف چلا راہ مین بادشاہ نے دیکھا کہ اہل گجرات کا قاعدہ ہے کہ وہ دیوارین بنادیتے ہیں کہ بوجھ اوٹھانے والے تھک جاتے ہیں تو اسپر اپنا بوجھ دوسرے کی مدد بغیر رکھ دیتے ہیں اور اوٹھا لیتے ہیں بادشاہ کو اہل گجرات اس طرح دیوار بنانا بہت خوش معلوم ہوا اور اس نے سارے بڑے

ے شہروں میں اس قسم کی دیواریں بادشاہ کی طرف سے بنانے کا حکم دیدیا چنانچہ انمیں
ے بعض ابتک آگرہ میں موجود ہیں۔ دوسلونکو گاڑکر ایک بڑی نسل لکھہ دیتے ہین بادشاہ
نڈو سے کھنبایت جس راہ سے گیا وہ ۱۲۴ کوس تھی ۲۸ کوچ اور ۳۰ مقام کئے اور ادھر کھنبایت میں
دشاہ دس روز رہا اور کھنبایت سے احمدآباد ۱۱ کوس ہے پانچ کوچ و مقام میں طے کئے مجملاً
س سفر کا بیان یہ ہے کہ مانڈو سے کھنبایت تک اور کھنبایت سے احمدآباد تک ۱۴۵ کوس
دو مہینے پندرہ روز میں طے کئے ۳۳ کوچ ۴۴ مقام۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ احمدآباد کی تعریف جیسی سنی تھی ویسا اوسکو نہ دیکھا اگرچہ بازاروں
کے رستے عریض و وسیع ہیں لیکن دکانین وسعت بازار کی مناسبت سے نہیں بنائیں عمارتیں
اوسکی سب لکڑی کی ہیں دکانوں کے ستون پتلے۔ کوچہ و بازار پر گرد و غبار عمارات
شاہی خراب و ویران۔

مکرم خان ولد معظم خان صاحب صوبہ اڑلیسہ کی عرضی آئی کہ اوسنے ولایت خوردہ کو
فتح کیا اور وہان کا راجہ راج چندرہ بھاگ گیا۔ خانزادوں میں مکرم خان لایق تربیت
تھا۔ اوسکے منصب کا اضافہ ہوا اور سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار ہوا نقارہ و اسپ و خلعت
سے سرافراز ہوا ولایت اڑلیسہ و گولکنڈہ کے درمیان دو زمیندار تھے۔ ایک راجہ خوردہ
دوم راجہ مہندرہ۔ ولایت خوردہ تو خود بادشاہی ملازموں کے تصرف مین آئی امید ہے
کہ راج مہندرہ بھی قبضہ شاہی مین آجائے۔

سیوڑوں کا گروہ اکثر بلاد ہند مین ہوتا ہے خصوصاً ملک گجرات میں جہان سودے
کی خرید و فروخت کا مدار بنیوں پر ہے اور وہ ان سیوڑوں کے بڑے معتقد ہوتے ہیں
اسلئے یہان سیوڑے بہت رہتے ہیں بتخانوں کے سوا بنیوں نے مکان اونکے رہنے
اور عبادت کرنے کے واسطے بنادئے ہیں یہ مکان حقیقت مین دار الفساد ہیں سیوڑوں
کے پاس اپنے زن و دختر کو بھیجتے ہیں اصلاً حیا و ناموس کا پاس نہیں کرتے بادشاہ
اطراف میں فرمان بھیجوائے کہ جہان اوسکی قلمرو میں سیوڑہ ہو اوسکو خارج کردین +

مکرم خان کی فتح +

سیوڑوں کا اخراج +

جب دریاء ہمی کے کنارہ پر بادشاہ کی منزل ہوئی تو زمیندار جام زمین بوس ہوا اسکا نام جا تہا اور اسکا لقب جام تھا جو شخص جانشین ہوتا ہے اوس کو جام کہتے ہیں ملک گجرات کے عمدہ زمینداروں میں سے ہے بلکہ ہندوستان کے نامی راجاؤں میں سے ہے اسکا ملک دریاء شور سے ملا ہوا ہے پانچ چھہ ہزار سوار ہمیشہ اپنے پاس رکہتا ہے اور کار کے وقت دس بارہ ہزار سوار جمع کر لیتا ہے۔ اوسکی ولایت مین گھوڑے اچھے ہوتے ہین اسپ کبھی دو ہزار روپیہ تک فروخت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے جو جہانگیر نامہ لکہا تہا اوسکی نسبت حکم ہوا کہ ایک جلد اوسکی بنالی جائے کہ وہ بندہ ہاے خاص کو مرحمت ہو۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ انوار کی رات ۲۳ ربیع الاول ۱۰۲۷ھ کو مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۸ء کو حضرت نیر اعظم جو عالم کا عطیہ بخش ہے برج حمل میں آیا۔ اور نیاز مند درگاہ الہی کا تیرہوان سال سنہ جلوس اور اکیاوان سال عمر کا شروع ہوا۔

میر جملہ عرف میر محمد امین اول دفعہ عراق سے آیا تہا تو قطب الملک گلکنڈہ کا ملازم ہوا تہا اعتبار پیدا کر کے صاحب اختیار سلطنت ہو گیا تہا۔ مگر جب اوسکے بعد اسکا برادر زادہ سلطان محمد بادشاہ ہوا میر جملہ کی اوس سے موافقت نہ ہوئی وہ عادل خان بیجاپور پاس گیا تو وہان بھی حسب مراد صحبت گرم نہ ہوئی۔ ایران چلا گیا۔ باوجودیکہ جواہر اور نوادر تحائف ہندوستان سے قیمتی ایک لاکہہ روپیہ کے شاہ عباس کی نذر میں دئے مگر بادشاہ کی طرف سے کوئی نفع ایسا نہیں حاصل ہوا کہ اسے آبرو حاصل ہوتی اسلئے وہ جہانگیر کے پاس چلا آیا۔ پچاس ہزار روپیہ کی قیمتی پیشکش دی بادشاہ نے اوس پر بہت عنایت کی۔

بادشاہ موضع سلجار امین آیا جہان سے شکارگاہ ڈیڑہ کوس ہے دوسرے روز وہ اپنے بندہاے خاص کے ساتھہ شکار فیل پر متوجہ ہوا۔ ہاتہیون کی چراگاہ کوہستان میں واقع ہے اور اس مین فراز و نشیب بہت ہیں۔ اسمین پیادہ چلنا مشکل ہے پہلے سوارون اور پیادون نے جنگل کو گہیرا اور جنگل کے باہر ایک درخت پر بادشاہ کے

بیٹھنے کے لیے ایک تخت چوبی بچھایا - اور اوس کے اطراف مین چند درختون پر اور امیرون کے لیے نشیمن بنائے - دو فیل نر و مادہ مستحکم کمندون کے ساتھہ رکھے گئے اور بہت سی مادہ فیل آمادہ رکھی گئین اور ہر فیل پر دو نفر فیل بان قوم جرکہ کے مقرر تھے - قوم جرکہ کے ساتھہ ہاتھی کا شکار مخصوص ہے - یہ مقرر ہوا تھا کہ فیلہاے صحرائی کو جنگل کے اطراف سے بادشاہ کے روبرو لائین تاکہ وہ شکار کا تماشا دیکھے - اتفاق سے جسوقت اطراف سے جنگل میں آئے درختونکی انبوہی اور زمین کی بلندی و پستی کی کثرت سے سلسلۂ انتظام ٹوٹ گیا اور قمرغہ کی ترتیب جاتی رہی جنگلی ہاتھی سیمہ ہر طرف دوڑنے لگے اور اس جانب میں دس بارہ نر مادہ آگئے - خوف یہ تہا کہ جنگل سے باہر نہ نکل جائیں خانگی ہاتھیون نے آگے جاکر اونکو باندہ لیا مگر بہت ہاتھی ہاتھہ نہ آئے - صرف دو نفیس ہاتھی بندی مین آئے وہ بہت خوبصورت اور اصیل تھے جس کوہ مین ہاتھی رہتے تہے اوسکو رشس پہاڑی یعنی دیو کوہ کہتے تھے اس سبب سے ان ہاتھیون کے نام بادشاہ نے راون سرو باون سر رکھے جو دیوون کے نام ہیں

احمدآباد میں بادشاہ کا دوبارہ آنا اور احمدآباد

بادشاہ شکارگاہ سے احمدآباد میں پہر آیا - گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے اوسنے محنت بہت اوٹھائی تھی اور آگرہ تک جانے میں بھی مسافت بعید طے کرنی پڑتی تھی - اوسنے اسلیے ارادہ کیا کہ موسم گرما میں آگرہ نہ جاؤن - اوسنے ملک گجرات کی برسات کی بہت تعریف سنی تھی اور احمدآباد کی برشکال بڑی شہرت رکھتی تھی اور آگرہ مین وبا پھیلی ہوئی تھی اور بہت آدمی مرتے تھے اسلیے وہ احمدآباد میں آیا - یہان ان دنون میں گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے آدمیون مین بیماری پھیل رہی تھی اور اہل شہر و لشکر میں بہت تھوڑے آدمی تھے جو دو تین روز اس بلا میں مبتلا نہ ہوے ہون تپ محرق ہوتی تھی یا اعضا میں درد ہوتا تہا اور دو تین دن یہ مرض بہت آزار دیتا تھا صحت کے بعد ضعف و سستی کا اثر باقی رہتا تہا - مگر جانون کی خیر تھی بہت کم آدمی مرتے تھے - گجرات کی آب و ہوا کا قوام بگڑا ہوا تھا - اسلیے بادشاہ یہان آنے سے پشیمان تہا - بادشاہ بیمار ہوا تو اوسنے کہا کہ مین حیرت میں ہون کہ بانی شہر نے کیا خوبی اور لطافت اس سرزمین بے فیض میں دیکھی تھی کہ یہان شہر آباد کیا - ہوا اسکی

مسموم زمین اوسکی کم آب - سدرنگ بوم اور گرد و غبار اس حد پر جسکا بیان پہلے ہوا - پانی نہایت ناگوار - رود خانہ کہ کنار شہر پر واقع ہے برسات کے سوا ہمیشہ خشک رہتا ہے - کنوئیں اکثر کھاری و تلخ - سواد شہر مین جو تالاب ہیں وہ دھوبیون کے صابن سے چھاچھ بنے ہوئے ہیں - جو لوگ صاحب مقدور ہیں - اونہون نے گھرون میں برکہ بنا رکھے ہیں برسات کا پانی اس میں بھرتے ہیں اور اسکو سال بھر تک پیتے ہیں - ایسے پانی کی مضرتیں ظاہر ہیں کہ نہ جسکو ہوا لگے نہ بخارات نکلنے کی جگہہ ملے - شہر کے باہر نہ جائے - سبزہ و ریاحین کے گرد تمام زقوم زار ہے جو ہوا زقوم زار پر چلے اسکا فیض معلوم ع اے مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم + پہلے مین نے اسکا نام گرد آباد رکھا تھا - اب مین نہیں جانتا کہ کوہستان نام رکھون یا بیمارستان یا زقوم زار یا جہنم آباد - اس مین یہ سب صفات ہین - اگر برسات کا موسم مانع نہ ہوتا تو اس محنت سرا میں ایک دن توقف نہ کرتا اور سلیمان کی طرح ہوا میں اُڑ جاتا اور اپنے آدمیون کو رنج و محنت سے خلاص دیتا - اس شہر کے آدمی نہایت ضعیف دل و عاجز ہیں اس احتیاط کے سبب سے کہ مبادا کہیں اہل رد و تعدی و ستم کر کے خانہ ملکی میں ابتر پڑیں اور فقرا اور مساکین کے احوال کے مزاحم ہون اور قاضی اور میر عدل و نکی رو دیدگی کے سبب سے مداہنت کرین اور ان ستم پیشون کو ستم سے باز نہ رکھ سکیں جب روز سے اس شہر میں بادشاہ آیا با وجود حدت و حرارت ہوا کے ہر روز دوپہر کی عبادت سے فارغ ہو کر جھروکہ میں کہ دریا کی طرف ہے : تین گھنٹہ بیٹھتا - اسکے سامنے کوئی در و دیوار و یساول و چوبدار حائل و مانع نہ تھا - وہ بمقتضائے عدالت دادخواہون کی فریاد سنتا - ستم پیشوں کو جرایم و تقصیرات کے موافق سزا دیتا ایام ضعف و درد و الم مین بھی ہر روز بدستور جھروکہ مین آکر تن آسانی کو اپنے اوپر حرام کرتا -

بہر نگہبانی خلق خدا | شب نکنم دیده بخواب آشنا

از پئے آسودگی جملہ تن | رنج پسندم بہ تن خویشتن

جہانگیر لکھتا ہے کہ کرم الہی سے عادت ایسی ہوئی ہے کہ رات میں دو تین گھنٹے سے زیادہ
میرے وقت خواب تاراج نہیں کرتا اس میں دو فائدے منظور تھے ایک یہ کہ ملک سے
آگاہی ہو ۔ دوم بیداردلی یاد حق میں ہو حیف ہی کہ یہ عمر چندروزہ غفلت میں گذرے
ایک خواب گران آگے آنے والا ہے جسمین بیداری خواب میں بھی نہیں دیکھونگا
ایک لحظہ بھی یاد حق سے غافل ہونا نہیں چاہئے ۔ باش بیدار کہ خواب عجیبے در پیش است
اسی دن شاہجہان کو بھی تپ آئی دس روز تک اوسنے اوسکی کوفت اوٹھائی
اس قدر ضعیف ہوگیا کہ ایک مہینے کا بیمار معلوم ہونے لگا ۔ خافی خان لکھتا ہے کہ
کہ احمد آباد میں بادشاہ بیمار رہا ۔ اسلئے اوسنے اوسکی یہ خاک اوڑائی ورنہ احمد آباد
ایسا شہر ہے کہ صاحب طبع و باسلیقہ کے نزدیک ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں وہ
شاہجہان آباد کے بعد ہی اور کوئی اور معمورہ اوسکے مقابل کا نہیں ہے خصوصًا و فور ارزانی
سے اکثر اشیائے ماکولات و فواکہ بہم پہونچتے ہیں بلاد ایران و توران و امصار جہان کی
یہاں کے انواع اقسام امتعہ نفیسہ و تحفہ غریبہ فخر رکھتے ہیں ۔ یہاں ہر سال تجار لاکھوں
روپیون کی ہر ایک جنس ادنی و اعلیٰ خرید کرتے ہیں اور ہفت اقلیم کی اطراف و اکناف
سے آجاتے ہیں ۔ یہاں خربوزہ سات مہینے بکتا ہے ۔

احمد بیگ خان کابلی کہ کشمیر کی حکومت پر سرافرازی رکھتا تھا اوس نے تعہد کیا تھا
کہ دو سال کے عرصہ میں ولایت تبت و کشتوار کو میں فتح کرونگا ۔ یہ وعدہ اسکا منقضی
ہوا اور اس خدمت کا انصرام نہ ہوا اسلئے اوسکو بادشاہ نے معزول کیا اور دلاور خان
کاکر کو کشمیر کا صاحب صوبہ بنایا اوسنے خط تعہد لکھہ دیا کہ دو سال میں تبت و کشتوار
فتح کرونگا ۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ پہلے سکون میں ایک طرف میرا نام اور دوسری طرف ٹکسال کا
مقام و ماہ و سنہ جلوس نقش ہوتا تھا ۔ ان دنون میں مجھہ یہ سوجھی کہ پہلے کسی کو نہ سوجھی
تھی کہ بجائے ماہ کے اس برج آسمانی کی صورت منقش ہوا کرے جو اس ماہ سے منسوب ہے مثلًا ماہ فروردی

Marfat.com

بیچ جو سکہ تیار ہوا اوسکے اوپر برہ کی شکل اور جو اُردی بہشت میں تیار ہوا اوسپر ثور کی شکل اور اسطرح جس ماہ میں جو سکہ تیار ہوا اسطرح کی صورت اوسپر منقش ہو جسمیں نیر اعظم طالع ہو۔

جہانگیر لکہتا ہے کہ میرے سر میں درد ہوا۔ اور آخر کو تپ آنے لگی شراب معتاد بھی نہ پی آدہی رات کو خمار کا آزار تپ کی تکلیف پر اور زیادہ ہوا صبح تک بستر پر تڑپتا رہا دوسرے دن آخر روز میں تپ میں تخفیف ہوئی حکیموں سے پوچھ کر دو ثلث معتاد شراب پی۔ اطبا نے مونگ کا پانی اصبح پہ پینے کی تاکید کی مگر میں نے نہیں پی اور میں نے کہا کہ جب سے مجھے شعور ہوا ہے مجھے یاد نہیں کہ میں نے ایسے شوربے پئے ہوں امید ہے کہ اسکے بعد بھی اوسکے پینے کی حاجت نہ ہو کہانا میرے روبرو لائے طبیعت نے رغبت نہ کی مخلا تین روز دو شب فاقہ ہوا۔ اگرچہ تپ ایک رات دن آئی تہی مگر ضعف و بے طاقتی اس حد پر تھی گویا کہ میں مدتوں سے صاحب فراش تہا۔ اشتہا مطلق نہیں رہی تھی اور طعام پر رغبت نہ ہوتی تہی۔

سپہ سالار اتالیق خانخانان نے اس مشہور مصرع پر غزل کہی۔ ہر یک کل زحمت صد خار می باید کشید + اور بادشاہ نے یہ مطلع بدیہہ کہا ۔

ساغرِ مے بر رخِ گلزار مے باید کشید ۔ ابر بسیار است مے بسیار مے باید کشید

یہ اتفاق کی بات ہے کہ یہ اوپر کا مصرعہ جامی کا بطور ضرب المثل کے زبان زد خلایق ہے۔ ابوالحسن مصور ہے جسکا خطاب نادر الزمان تہا جہانگیر کی مجلس جلوس کی تصویر جہانگیر نامہ کے دیباچہ میں کھینچکر پیش کی۔ بادشاہ نے اوسکی بڑی تحسین اور آفرین کی۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ ذوق تصویر و مہارت تمیز اس درجہ پر میرے پہنچی تھی کہ گذشتہ و حال کے مصور استادوں کے کام جو میرے سامنے آتے تھے بغیر اسکے کہ مصور کا نام مذکور ہو میں فوراً دیکھتے ہی بتا دیتا تہا کہ یہ کام فلان مصور کا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مجلس ہوتی جسمیں چند چہرے ہوتے اور ہر ایک چہرہ ایک استاد کا کھینچا ہوا ہوتا تو میں بتا دیتا کہ ہر چہرہ کس مصور کا بنایا ہوا ہے اور اگر ایک صورت میں چشم و ابرو کوئی دوسرا مصور بنا دیتا تو میں سمجھ جاتا کہ اصل چہرہ کس نے بنایا ہے اور چشم و ابرو کس نے بنائے ہیں۔

Marfat.com

خانخاناں نے ایک فوج بسرکردگی اپنے بیٹے امیر اللہ کے گونڈوانہ میں اس غرض سے بھیجی کہ
خاندیس کے زمیندار پلچو پاس جو ایک کان الماس ہے اوسپر تصرف کرے۔ زمیندار نے لشکر
شاہی کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر دیکھا کان الماس حوالہ کی داروغہ بادشاہی وہاں
مقرر ہوا یہاں کا الماس اصالت و نفاست میں ساری قسم کے الماسون میں امتیاز رکھتا ہے
اور جوہریوں کے نزدیک وہ نہایت معتبر اور نیک اندام و بہتر تر و برتر ہوتا ہے۔ دوسری
کان کوکرہ میں ملک بہار کے اندر ہے جسکا بیان پہلے ہوچکا ہے کہ وہاں ندی میں سے
ہیرا نکلتا ہے۔ سوم کرناٹک کی ولایت میں قطب الملک کی سرحد سے پچاس کوس پر الماس
کی چار کانیں زمینداروں کے تصرف میں ہیں الماس وہاں کا اکثر پختہ ہوتا ہے۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ جہانگیرنامہ میں وقائع دوازدہ سالہ لکھے گئے ہیں تو میں نے
کتاب خانہ کے متصدیوں کو حکم دیا کہ ان دوازدہ سالہ احوال کو یک جلد میں کرکے
نسخہا متعدد ترتیب دیکر بندہاے خاص کو میں عنایت کروں اور کل بلاد میں بھیجوں کہ
ارباب دولت و اصحاب سعادت دستور العمل روزگار بنائیں۔ ایک واقعہ نویس
جہانگیرنامہ تمام لکھکر اور جلد بند ہوکر میرے روبرو لایا۔ وہ اول نسخہ تھا جو ترتیب ہوا تھا
اوسکو میں نے اپنے بیٹے شاہجہان کو دیا میں اسکو ساری چیزوں کے لئے تمام بیٹوں
میں مقدم جانتا تھا۔ اور پشت کتاب پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ فلاں تاریخ فلاں مقام
میں اپنے فرزند کو یہ جہانگیرنامہ عنایت کیا امید ہے کہ اوسکے مطالب دریافت کی توفیق اوسکو
ہوگی جس سے رضاجوئی خلایق اور دعاگوئی خلق اوسکو نصیب ہوجیو۔ بعد اس کے جو دو
جہانگیرنامہ مرتب ہوئے انمیں سے ایک مدار الملکی اعتماد خان کو اور دوسرا آصفخان کے
فرزند کو عنایت ہوئے۔

سبحان قلی قراول پسر حاجی جمال بلوچ کا تھا کہ وہ اکبر بادشاہ کے عمدہ قراولوں میں تھا
شہنشاہ اکبر کی وفات کے ہنگامہ میں اسلام خان کا نوکر وہ ہوگیا اوسنے عثمان افغان کے
بہکانے سے اسلام خان کے قتل کی سازش کی۔ اسلام خان کو یہ حال معلوم ہوگیا اوس نے

اس نمک حرام کو محبوس مقید کرکے بادشاہ پاس بھیجدیا۔ اس کے رشتہ دار بہت سے نوکر تھے اونکی سفارش سے اور بلوچ خان قراول کی ضمانت سے وہ قراولون میں بھرتی ہوگیا۔ مگر وہ بے سبب بھاگ گیا۔ بری شکل سے وہ مقید وسلسل ہوکر بادشاہ پاس آیا ادشاہ نے اوس کے قتل کا حکم دیا۔ میر غضب جسقدر جلد ممکن تھا اوسکو سیاست گاہ میں لے گیا اور قتل کیا۔ کچھہ دیر کے بعد مقربین کی سفارش سے بادشاہ نے جان بخشی کی اور صرف پانون کاٹنے کا حکم دیا مجرم حکم پہنچنے سے پہلے قتل ہوچکا تھا۔ اگرچہ یہ خون گرفتہ قتل کا مستحق تھا مگر بادشاہ کو اوسکے مارے جانے سے بڑی ندامت ہوئی اور یہ مقرر کیا کہ آیندہ اگر کسی شخص کے قتل کا حکم دیا جائے اوس کو باوجود تاکید اور مبالغہ کے آفتاب کے غروب ہونے تک نگاہ رکھو اور مارو نہیں اگر اوسوقت تک حکم نجات نہ پہونچے تو ضرور اوسکو قتل کرو۔

دولت خانہ خاص میں بازار لگتا تھا اسکا دستور یہ تھا کہ حسب الحکم صحن دولت خانہ میں شہر کے اہل بازار اہل حرفہ دکانیں آراستہ کرتے تھے جواہر و مرصع آلات و انواع اقمشہ اور اقسام امتعہ جو کچھہ بازارون میں فروخت ہوتا تھا بادشاہ کے روبرو لاتے تھے جہانگیر نے حکم دیا کہ یہ بازار رات کو لگا کرے اور بہت سی فانوسیں دکانون کے روبرو رکھی جایا کرین جس سے خوب غور ہوا اور بادشاہ خود دکانون پر جائے اور جو چاہے خرید لائے یہ بھی جہانگیر کا ایجاد تھا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ دوم رمضان شنبہ کو احمدآباد سے آگرہ کو روانہ ہوا۔ اوسی روز جشن وزن شمسی منعقد ہوا۔ سنہ شمسی کے حساب سے میری عمر کا پچاسوان سال شروع ہوا ضابطہ مقررہ کے موافق طلا اور اجناس سے وزن ہوا۔ موتی اور سونے کے پھول نثار کئے۔ روز جمعہ ۱۲۔ رمضان کو حکم دیا کہ کل مشایخ و ارباب سعادت کہ شہر میں توطن رکھتے ہیں حاضر ہون کہ میرے سامنے روزہ افطار کرین۔ تین راتیں اس و تیرہ پر گذرین ہر رات کو آخر مجلس تک کھڑا ہوکر زبانِ حال سے میں یہ کہتا تھا +

	خداوندگارا تو نگر توئی		نوانا و درویش پرور توئی

+ بازار شبینہ

+ روزہ افطاری

نہ کشور کشائم بفرمان دہم	یکے از گدایان این درگہم
تو بر خیز و نیکی دہم دسترس	دگر نہ چہ چیز آید از من بکس
منم بندگان را خداوندگار	خداوند را بندۂ حق گذار

جو فقیر یہان آئے تہے وہ مدد معاش کے خواستگار تہے مین نے اونکے استحقاق کے موافق ہر ایک کو زمین اور خرچ مرحمت کیا۔

جہانگیر لکہتا ہے کہ اس ملک گجرات کی آب و ہوا مجھے ناساز گار تہی حکمانے یہ صلاح تبلائی کہ بعتاد پیالہ میں کچھ کم کرنا چاہئے۔ اونکی صوابدید سے مین نے شراب کا پیالہ کم کیا۔ ایک ہفتہ میں بقدر ایک پیالہ کے شراب کم کی اول ہر شب کو چھ پیالے پیتا تھا اور ہر پیالہ مین ساڑہے سات تولہ شراب ہوتی تہی کل شراب ۴۵ تولہ ہوئی یہ بعتاد شراب ممزوج کی تہی۔ اب چھ پیالہ پیتا ہون اور ہر پیالہ مین چھ تولہ تین ماشہ شراب ہوتی ہے۔ کل شراب ساڑہے سینتیس تولہ ہوئی۔

جہانگیر لکہتا ہے کہ بدایع وقایع میں ہے اب سے سولہ سترہ برس پہلے الہ آباد میں مین نے اپنا خدا سے عہد کیا تہا کہ جب میری عمر کے سالون کی تعداد پچاس ہوگی تو مین شکار اور تیر و بندوق کو ترک کر کے کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرونگا۔ مقرب خان جو میرا منظور نظر تھا اس میری نیت پر آگاہ تہا۔ القصہ اس تاریخ مین میری عمر سن مذکور مین پہنچی یہ پچاسوین سال کا آغاز ہے۔ ایکدن کثرت درد بخار سے میرا دم گھٹا بہت تکلیف ہوئی اس حال مین الہام غیبی سے مجھے اپنا عہد جو خدا سے کیا تہا یاد آیا اور عزیمت سابق نے میرے دل میں تصمیم پائی۔ اور مین نے یہ قرار دیا کہ جب پچاسوان سال ور مدت وعدہ آخر ہو تو خدا تعالی کی توفیق سے اپنے والد بزرگوار عرش آشیانی کی زیارت سے مشرف ہون اور اونکی باطن قدسی سے استمداد ہمت کر کے اس شغل سے باز آؤن۔ اس خیال کے آنے سے کلفت اور آزردگی جو تہی رفع ہوئی اپنے تئین خوش وقت اور تازہ پایا اور خدا کا شکر ادا کیا۔

شکار سے توبہ کرنی۔

چہ خوش گفت بہت فردوسی پاکزاد	کہ رحمت بران تربت پاک باد

میازار مورے کہ دانہ کش است
کہ جان دارد و جان شیرین خوش است

جہانگیر نے لکھا ہے جب شاہجہان کے بیٹے شجاع کو ام الصبیان ہوئی اور کسی علاج سے آرام نہ ہوا تو مینے اوسکی سلامتی کے لیے نیت کی کہ آیندہ کسی جاندار کو آزار نہ پہنچاؤنگا تو شجاع اچھا ہوگیا عادل خان نے شاہجہان کے ذریعہ سے جہانگیر کی شبیہ کی درخواست کی تھی۔ جہانگیر نے ایک لعل گران بہا و لعل خاصہ کے ساتھہ مشار الیہ کو اپنی شبیہ عنایت کی اور فرمان جاری کیا کہ نظام الملک و قطب الملک کے ملک میں سے جو جگہ تصرف مین آئی وہ اوسکو انعام دی جاے اور جب وہ کمک و مدد چاہے شہنواز خان اوسکی کمک کے واسطے فوج بھیجے پہلے زمانہ مین نظام الملک حکام دکن میں کلان ترین تھا اور سب اوسکی کلانی کو قبول کرتے تھے اور برادر مہین جانتے تھے ان دونوں میں عادل خان خدمات شایستہ کا مصدر ہوا اور اوسکو خطاب فرزندی ملا ہے اوسکو تمام ملک دکن کی سرداری دی گئی اور اس شبیہ کے لئے یہ رباعی خاص اپنے خط سے بادشاہ نے لکھی۔

اے سوے تو دایم نظر رحمت ما
آسودہ نشین بسایہ دولت ما

سوے تو شبیہ خویش کردیم روان
تا معنی ما بہ بینی از صورت ما

بادشاہ کے عبور کرنے کے لئے دریاے بہت پر خواجہ ابوالحسن میر بخشی کے اہتمام سے ایسا پل مضبوط بنایا گیا کہ بادشاہ نے ایک بڑا ہاتھی اور تین ہتنیان اوسکے استحکام کے امتحان کے لئے بھیجیں ان سب نے اوسکے اوپر سے عبور کیا اور وہ پل اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

۱۷ ذیقعد کو بادشاہ کی منزل رام گڈہ تہی۔ اسے چند شب پہلے طلوع آفتاب سے تین گھڑی پہلے کرہ ہوا میں وہ بخار دخانی عمود کی شکل مین پیدا ہوا۔ ہر شب کو ایک گھڑی پہلے بہ نسبت پہلی شب کے وہ ظاہر ہوتا تہا۔ اوسنے اپنی شکل بالکل حربہ کی دکہائی اس کے دونوں سرے باریک تھے اور کمر اوسکی موٹی اور خمدار مانند درہ پشت بجانب جنوب و رو بسوئے شمال و ہر طلوع آفتاب سے ایک پہر پہلے نمودار ہوتا تہا۔ منجموں اور اختر شناسوں نے اسکا قد و قامت اصطرلاب سے ناپا تو باختلاف منظر آدہ درجہ فلکی ہے

اور فلک اعظم کے ساتھ متحرک ہے اور اپنی حرکت خاصہ بھی فلک اعظم کی سمت حرکت مین رکھتا ہے
چنانچہ اول وہ برج عقرب مین ظاہر ہوا تھا پھر وہ میزان مین پہنچا - عرض کی جنوب کی جانب
مین زیادہ حرکت رکھتا ہے فن نجوم کے جاننے والون نے اپنی کتابون میں اس قسم کی
اجرام فلکی کا نام حربہ رکھا ہے اور لکھا ہے کہ اسکا ظہور ضعف ملوک عرب و استیلاء دشمنان ملوک
عرب پر دلالت کرتا ہے والعلم عند اللہ تاریخ مذکور سے سولہ راتون کے بعد جہان وہ
ظاہر ہوا تھا اسی سمت مین ایک ستارہ نمودار ہوا کہ اوسکا سر روشن تھا اور دو تین گز
اوسکی دم دراز معلوم ہوتی تھی مگر اوسکی دُم میں اصلا روشنی اور درخشندگی نہ تھی
اقبال نامہ مین تو اوسکی تاثیرات یہ ٹھہرین کہ یہ اوسکی نحوست تھی کہ تمام ہندوستان کے
ملک مین ایسی وبا پھیلی کہ کبھی پہلے زمانہ مین نہ پھیلی تھی - ہندو کی معتبر کتابون مین کبھی ایسی وبا
کا بیان نہیں ہے اس کے طلوع سے ایک سال پہلے یہ وبا آئی تھی اور آٹھ برس تک ملک میں
پھیلی رہی اس دمدار ستارہ کے ظہور ہی کا نتیجہ یہ تھا کہ جہانگیر اور شاہجہان کے درمیان آٹھ
سات برس تک نااتفاقی رہی کیسی خونریزی اور خاندانون کی بربادی ہوئی - اسی زمانہ میں
بہادر خان حاکم قندھار کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قندھار اور اوسکی نواح میں چوہون کی
ایسی کثرت ہوئی کہ اس ولایت کے کل محصولات و غلات مزروعی و سر درختی کو انہون
نے ضایع کر دیا چنانچہ چوتھائی محصول شاید وصول ہوا ہو - ایسے ہی فالیزوں اور باغات
کا نشان نہیں چھوڑا چند مدت کے بعد وہ آوارہ اور معدوم ہو گئے - اب شایستہ
ملکون میں ایسی تاثیرات کواکب کو مطلق نہیں مانتے اور ماننے والون پر ہنستے ہیں
جہانگیر لکھتا ہے کہ اثناء راہ میں جوار کے کھیت پر میرا گذر ہوا ہر تنہ میں ایک
خوشہ لگا ہوا تھا مگر ایک درخت ایسا نظر آیا کہ بارہ خوشے لگے ہوئے تھے کہ اس
حال میں مجھے بادشاہ اور باغبان کی حکایت یاد آئی کہ سلاطین میں سے ایک گرم ہوا میں
ایک باغ کے دروازہ پر پہنچا - وہان ایک بڈھا باغبان دیکھا کہ دروازہ پر کھڑا ہے
اسے پوچھا کہ اس باغ میں انار ہے اوسنے کہا کہ ہے سلطان نے فرمایا کہ آب انار

بادشاہ اور باغبان کی حکایت

Marfat.com

کا ایک قدح لاؤ۔ باغبان نے اپنی لڑکی کو اشارہ کیا وہ جمال صورت وحسن سیرت رکھتی تھی وہ فی الحال ایک قدح آب انار سے بھرا ہوا لے آئی اور چند پتے اوسکے اوپر ڈال لائی سلطان نے اوسکے ہاتھ سے قدح لیا اور لڑکی سے پوچھا کہ ان پتون کے اوپر ڈالنے سے کیا تیرا مطلب ہے دختر نے زبان فصیح اور ادائے ملیح سے معروض کیا کہ ایسی گرم ہوا مین کہ حضور چلنے سے پسینہ مین غرق ہو رہے ہیں پانی ایک دم پینا حکمت کی منافی ہے اسلئے احتیاطاً پانی کے اوپر پتے ڈال دئے تا کہ آپ آہستگی سے اوسکو نوشجان فرمائیں سلطان کو یہ حسن ادا اوسکی نہایت خوش آئی اور اوس کے دل میں آیا کہ اپنے محل کے خادمون مین داخل کر دون پھر اوس نے باغبان سے پوچھا کہ اس باغ کا حاصل تجھے کیا ملتا ہے اوسنے کہا کہ تین سو دینار۔ بادشاہ نے کہا کہ دیوان کو کیا دیتا ہے اوسنے جواب دیا کہ سلطان سر درختی کا محصول کچھہ نہیں لیتا ہے بلکہ زراعت کا دسوان حصہ لیتا ہے سلطان کے دل میں آیا کہ میری مملکت مین باغ بہت ہیں اور درخت بیشمار ہیں۔ اگر باغ کا محصول بھی دسوان حصہ لون تو بہت روپیہ مجھے ملے اور رعیت کا نقصان بھی کچھہ نہ ہوگا۔ اب مین حکم دونگا کہ باغات سے محصول لیا جاے۔ پھر اوسنے کہا کہ آب انار اور لاؤ دختر گئی اور بہت دیر کے بعد آئی اور آب انار کا قدح لائی سلطان نے کہا کہ اُس دفعہ تو جو گئی تھی جلدی آئی تھی اور زیادہ آب انار لائی تھی۔ اس دفعہ بہت انتظار دکھایا۔ اور کمتر لائی۔ دختر نے کہا کہ اوس دفعہ تو ایک انار کے پانی سے قدح بھر گیا تھا اب کی دفعہ پانچ چھہ انار مین نے نچوڑے تو بھی اس قدر آب انار نہ نکلا سلطان کو حیرت ہوئی تو باغبان نے بھی کہا کہ محصول کی برکت بادشاہ کی نیک نیت پر موقوف ہوتی ہے میں ایسا جانتا ہون کہ آپ بادشاہ ہیں جسوقت باغ کے حاصل کو مجھسے پوچھا تو آپ کی نیت کچھہ اور ہوگئی میوہ سے برکت دور ہوئی سلطان متاثر ہوا اور یہ بات فکر کو دل سے نکال ڈالا اور دختر سے کہا کہ ایک دفعہ اور آب انار کا قدح لا وہ پھر گئی اور جلدی سے قدح لبالب بھرا لے آئی۔ اور خندان وشادان بادشاہ کے ہاتھ میں دیا بادشاہ نے

باغبان کی ذات پر صورت حال بیان کر کے آفرین کی اور اس دختر کی خواستگاری کی
یہ داستان صفحہ روزگار پر اس سلطان کی یادگار رہی القصہ ان امور معنی آثار کا ظہور عدالت
کے ثمرات اور نیک نیت کے آثار ہیں جس وقت سلاطین معدلت آئین کی ہمت و نیت
آسودگی خلق و رفاہیت رعایا پر ہوتی ہے تو خیرات و محصول زراعت و باغات کا ظہور
مستبعد نہیں ہے الحمد کہ میرے زمانہ میں سر درختی کا محصول ایک حبہ و ایک دام خزانہ
عامرہ میں داخل اور دیوان اعلیٰ میں واصل نہیں ہوتا بلکہ حکم ہے کہ جو شخص زمین مزروعی
میں باغ لگائے تو حاصل اسکا معاف کیا جائے۔ خدا میری نیت خیر کو ہمیشہ برقرار رکھے

ع جو نیت بخیر است و خیرم دہی

راجہ باسو کے چند بیٹے تھے۔ اگرچہ سورج مل بڑا بیٹا تھا اوسکی بد اندیشی و فتنہ جوئی کے
سبب سے باپ اسکو ہمیشہ محبوس رکھتا تھا اسکے مارے اس آزردہ خاطری وہ مرگیا۔ جہانگیر نے
راجہ باسو کی خدمات پر نظر کر کے اور کسی اور فرزند کے رشید اور قابل نہ ہونے کے سبب سے
سورج مل کو راجگی کے خطاب سے اور منصب دو ہزاری سے سرافراز کر کے باپ کی جگہہ مقرر کر دیا۔
جب سنہ ۱۱ جلوس میں مرتضیٰ خان فتح کانگڑہ کی خدمت پر مامور ہوا۔ تو راجہ سورج مل جو اس
کوہستان میں عمدہ زمیندار تھا اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا تو اوسنے بظاہر خدمات و
دولت خواہی کا تعہد کیا جب مرتضیٰ خان نے محاصرہ کر کے اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ تو سورج مل
نے صورت حال دریافت کر کے جانا کہ قلعہ عنقریب مفتوح ہوگا تو مرتضیٰ خان کے آدمیوں
سے اوسنے بگاڑی اور امداد اور اعانت کی جگہہ مخالفت و مخاصمت کرنے لگا مرتضیٰ خان
نے اوسکی شکایت کی عرضیاں بادشاہ پاس بھیجیں راجہ نے شاہجہان سے فریاد شروع
کی کہ مرتضیٰ خان ارباب غرض کی تحریک سے میرے برباد کرنے کے درپے ہوا اور عصیان
اور بغی سے متہم کیا۔ اب میری نجات کا سبب اور حیات کا باعث ہو جئے اور اپنے پاس بلا بھیجیے
شاہجہان نے باپ سے یہ حال عرض کیا اوسنے مرتضیٰ خان کو بلا لیا۔ انہیں دنوں میں مرتضیٰ
خان مرگیا۔ اور قلعہ کانگڑہ کی فتح میں جب تک لتوار رہا کہ دوسرا سردار بھیجا جائے۔ سورج مل کو بلا کر

شاہجہان کی خدمت مین دکن بھیجا جب مہم دکن سے انفراغ ہوا تو اوسنے شاہجہان سے
عرض کیا کہ مین کانگڑہ کی فتح کا ذمہ دار ہوتا ہون۔ شاہجہان نے اوسکو اور اوسکے ساتھ
باقی کو ایک شائستہ فوج کے ساتھ روانہ کیا جب سورج مل کا مقصد حاصل ہوا تو اوس نے
باقی کے ساتھ بھی خصومت اور بہانہ جوئی اختیار کی اور مکرر اوسکی شکایت کی عرضداشتین
بھیجیں اور صاف صاف لکھا کہ میری اسکے ساتھ نہیں بنیگی۔ اور اس خدمت کا اوسے انصرام نہ
ہوگا۔ دوسرا سردار مقرر کیا جائے کہ یہ قلعہ جلدی فتح ہوجائے۔ باقی کو بھی بادشاہ نے بلا لیا
راجہ بکرماجیت ایک تازہ زور فوج کے ساتھ بھیجا راجہ نے جب جانا کہ بکرماجیت کے آگے
حیلہ و تزویر سے کام نہیں چلیگا تو اوسنے یہ شرارت کی کہ ملازمان شاہی کو اس بہانہ سے
رخصت دیدی کہ وہ مدت سے اس مہم میں لگے ہوئے ہین اور بے سامان ہیں اب وہ اپنی
جاگیر مین جاکر بکرماجیت کے آنے تک اپنا سامان درست کرلیں اس سبب سے دولتخواہوں کی
جمعیت مین تفرقہ پڑگیا اور اکثر آدمی محال جاگیر مین چلے گئے اور بڑے آدمی جب تھوڑے
رہ گئے تو بغاوت و فساد کے آثار ظاہر کئے۔ صفی خان بارہ اپنے بھائیون سمیت اسسے لڑا اور
جان دیدی بعضون کے زخم کاری لگے اونکو سورجمل میدان جنگ سے پکڑ کر اپنے گھر لے گیا
ایک جماعت نے بھاگ کر جان بچائی۔ راجہ نے دامن کوہ کے پرگنات پر تعدی اور تصرف کیا
جب راجہ بکرماجیت لشکر کے ساتھ ان حدود مین آگیا تو سورج مل نے کچھہ دنون یاوہ درائی
سے بسر کرنی چاہی مگر بکرماجیت اوسکی باتون مین نہ آیا۔ اوسنے جرأت اور ہمت ایسی کی کہ
سورج مل سٹی بھولا نہ وہ جنگ صف لڑا نہ قلعہ داری کی تھوڑی سی زد و خورد مین بہت
آدمیون کو مرواکے آوارہ ہوگیا اور قلعہ مو اور شہر جو اوسکے اعتضاد قوی تھے بے محنت و تعب مفتوح
ہوگئے اور اس کا ملک جسمیں اوسکے باپ دادا حکومت کرتے تھے پامال لشکر شاہی ہوا اور وہ خود
گریوہ نورد ہوا۔ بکرماجیت اوسکے پیچھے پڑا۔ بادشاہ کو جب اس فتح کا حال معلوم ہوا تو حکم بھیجا
کہ قلعہ اور عمارت جو اوسکی اور اوسکے باپ کی ساختہ و پرداختہ ہون جڑ بنیاد سے اکھاڑی جائیں
اور کوئی نشان اونکا باقی نہ رہے۔ بادشاہ نے اوسکے بھائی جگت سنگھ کو جو بنگال مین اودنی

خدمت پر تہا بال کر سورج مل کی جگہہ مقرر کر دیا

دوشنبہ ۳ دی کو بادشاہ قلعہ تھنبور کی سیر کو گیا - دو کوہ ایک دوسرے کی برابر ہین ایک کو رن کہتے ہین دوسرے کو تھنبور تھنبور پر قلعہ بنا ہوا ہے - ان دونوں اسمون کو ترکیب دیکر رن تھنبور اسکا نام رکہا گیا ہے اگرچہ قلعہ نہایت مستحکم ہے اور اس مین پانی بہت ہی لیکن کوہ رن بھی بڑا مستحکم ہے اور ایسے موقع پر واقع ہے کہ اوسکی طرف سے قلعہ فتح ہو سکتا ہے چنانچہ اکبر نے اسی طرف سے اسکو فتح کیا تھا - اس حصار مین ہندوؤں کی روش کے مکان بے ہوا اور کم فضا تھے وہ بادشاہ کے دلنشین نہ ہوئے اسلئے اسمین ٹھیرا نہیں - اس قلعہ مین جو مجرم قیدی تھے اونکو بادشاہ نے بلایا - ہر ایک کی جمعیت حال اور حقیقت احوال دریافت کرکے بمقتضائے عدالت حکم فرمایا کہ سواے خونی قیدیون کے اور ان قیدیون کے جنکی خلاصی سے ملک مین فساد اور آشوب ہو سب چھوڑ دیے جائیں - اور ہر قیدی کو اوسکے حسب حال خرچ اور خلعت عنایت کیا -

قلعہ تھنبور +

بادشاہ جب سے کہ اپنی دار الخلافہ آگرہ سے فتح رانا اور تسخیر ملک دکن کے لیے گیا تھا پانچ سال اور چار ماہ بعد فتحپور مین آیا - اور ۲۰ دی کی تاریخ منجمون نے آگرہ مین داخل ہونے کے لئے تجویز کی -

دولتخواہون کی عرائض سے مکرر یہ معلوم ہوا کہ شہر آگرہ مین مرض طاعون شائع ہے - چنانچہ ہر روز سو آدمیون سے کچھہ کم و بیش یون مرجاتے ہیں کہ اونکی بغل کے نیچے یا کش ران میں یا تہ گلو مین دانہ نکلتا ہے - اس وبا کو یہ تیسرا سال ہے کہ موسم زمستان میں اوسکا طغیان ہوتا ہے اور تابستان کے شروع مین معدوم ہوتی ہے - اور عجیب بات یہ ہے کہ ان تین سال مین کل قصبات و قریات نواحی آگرہ مین اس وبا نے سرایت کی ہے مگر فتحپور مین اصلا اسکا اثر ظاہر نہیں ہوا - فتحپور سے امان آباد ڈہائی کوس ہے - وہان کے آدمیون نے اس وبا کے خوف سے ترک وطن کیا ہے اور اور مواضع مین چلے گئے ہیں ناگزیر حزم و احتیاط کی مراعات کو ضروریات سے سمجھہ کر مقرر ہوا کہ اس ساعت مسعود مین مبارکی اور فرخی کے ساتھ

Marfat.com

فتحپور مین نزول ہوا اور بعد از تخفیف بیماری دارالخلافہ مین نیک ساعت مین داخل ہو
آصف خان کی بیٹی نے جو عبداللہ خان پسر خان اعظم کی اہل خانہ ہے وہ ایک نقل عجیب و
غریب بیان کرتی ہے جو بالکل سچ ہے - وہ کہتی ہے کہ ایکدن صحن خانہ مین ایک
چوہا نظر آیا کہ افتان خیزان بطور مستان ہر طرف جاتا ہے اور نہیں جانتا تھا کہ کہان جاتا
ہون مین نے ایک لونڈی سے کہکر اسکی دم پکڑ کے بلی کے آگے ڈلوا دیا - بلی نے شوق سے
جاکر چوہے کو منہ مین لیا اور فی الفور اوسے چھوڑ کر بھاگی اور مرنے کے قریب ہو گئی
تریاق فاروق دینے کے لئے جو اوسکا منہ کھولا تو اوسکے تالو اور زبان دو نو سیاہ نظر آئے
تین روز تک اوسکا حال تباہ رہا چوتھے روز وہ ہوش مین آئی - پھر اس لونڈی کے
دانہ طاعون ظاہر ہوا اور سوزش اور درد کی شدت سے ایکدم آرام نہ لیتی تھی - رنگ اسکا
متغیر ہوا - زردی سے سیاہی کی طرف مائل ہوا اور تپ محرق ہوئی دوسرے روز مر گئی - اور
اس روش سے سات آٹھ آدمی وہان ضایع ہوئے - اور کئی ایک بیمار ہوئے ! اس گھر سے
جدا ہو کر باغ مین گئے جو بیمار تھے وہ یہان مر گئے - پھر کسی کو دانہ نہیں نکلا محض آٹھ
نو روز مین سترہ آدمی راہ عدم کے مسافر ہوئے - جنکے دانہ نکلا ہوا ہوتا اگر اوسکو کوئی
پانی پینے کو یا کھانے کو دوسرا دیتا فوراً اوس مین یہ بیماری اثر کرتی آخر کو توہم انتہا کو پہنچا
کہ کوئی شخص اوسکے گرد نہ پھرتا +

چودہوان نوروز ربیع الاول سنہ ۱۰۲۸ھ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۶۱۹ع کو واقع ہوا - اس
جشن کا انصرام شاہجہان نے کیا اور ایک لاکھ روپے کے جواہر سوائے نقد و جنس کے
پیشکش مین دیے - ان دنون مین شہنواز خان کی بہار جوانی پر صرصر اجل آئی - داراب خان
اسکا بھائی اوسکے منصب پر مقرر ہوا - دونو بیٹے خانخانان کے ہیں - شاہزادہ پرویز بھی
الہ آباد سے آنکر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا - خاندوران خان نے کبر سن کے سبب سے
استعفا دیا - چھتر ہزار روپیہ کی جاگیر پرگنہ خوشاب مین اوسکو ملی -
بادشاہ نے پہلے آگرہ سے دریاے اٹک تک اور آگرہ سے بنگالہ تک دو طرفہ سڑک پر درخت

چودھوان نوروز سنہ ۱۴ جلوس +

لگوائے تھے اور خیابان ترتیب دینے کا حکم دیا تھا۔ ان دنوں میں حکم صادر کیا کہ آگرہ سے لاہور تک ہر کوس پر ایک میل (منارہ) بنا دیں کہ وہ کوس کی علامت ہو اور ہر تین کوس پر ایک کنواں بنائیں کہ مسافروں کو آمد و رفت میں آرام ملے اور تشنگی اور تابش آفتاب سے محنت و صعوبت نہ پہنچے اور درخت لگانے کا حکم زمینداروں کو دیا گیا۔ جہاں محال خالصہ تھے وہاں سرائے بنانے کا حکم دیا اور امرا کو حکم دیا کہ اونکے متعلقہ محال جاگیر میں جہاں مکان سرا بنانے کے قابل ہو وہاں سرائے پختہ و مسجد و چاہ بنائیں کہ مسافروں اور سپاہیوں کو آرام پہنچائیں۔ اکثر عمدہ جاگیرداروں نے بادشاہ کے اشارہ کے اور باہم ہمچشمی کے سبب چار پانچ کوس کے اندر ایک سرا بنا دی۔ دیکھو کہ اس زمانہ میں نیت انام امور اخروی کے اجرا میں متصرف تھی جس سے خیر و برکت تھی۔ مگر پھر ایک زمانہ اوسکے خلاف آیا کہ ابنائے روزگار کا حال یہ ہو گیا کہ ساری بنائے دولت کے انہدام کرنے میں اور ایک دوسرے کی آبرو برباد کرنے میں ہمت لگانے لگے۔ ارباب مکنت و ثروت نے خیر و احسان کے ابواب کو ارباب حاجت کے منہ پر اس مرتبہ مسدود کیا کہ وہ کل نعمتہائے الٰہی کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور محتاجوں کی دل خراشی کے لئے تیشہ بنتے ہیں تمام اشجار میوہ دار کہ باغات اور راہ کے سایہ افگن درختوں کو جو پہلے نیک فرجام آدمیوں نے پرورش کئے تھے اور مسافروں کو آرام دیتے تھے اور قصبات و دہات اور آبادیوں کی حوالی کو زینت دیتے تھے حکام بد عاقبت کے ظلم کی شر سے اور لشکریوں کے ارہ ستم سے سب کے سب عمارت و مطبخ اور چارپائیوں کے کام میں آ گئے اکثر راہ کے اطراف پر ان درختوں کا نشان نہیں رہا ایسی ہی سرا و مقبروں و مساجد کو جو مرمت طلب تھیں اونکے سنگ و خشت کو اپنے حمام و عمارت جدید میں جو ظلم و رشوت لیکر بنائیں خرچ کیا۔

اسی سال میں بادشاہ نے کشمیر کی طرف سفر کیا اثناء راہ میں متھرا میں آیا۔ یہاں جا کر بندرابن کے بُت خانوں کی سیر کی۔ اُنکی نسبت وہ لکھتا ہے کہ اگرچہ والد ماجد کے عہد میں اجپوت امیروں نے عمارات اپنی طرز پر بنائیں اور باہر بہت تکلفات کو خرچ کیا مگر اندر

سڑکوں پر درخت لگانا اور سرائیوں کا بنوانا +

اکبر بادشاہ کا سفر کشمیر سنہ ۱۰۰۵ھ

Marfat.com

اونکے چمگادڑون اور ابابیلون نے اسقدر گھر بنائے ہیں کہ اون کی بدبو سے ایکدم
نجات نہیں ہوتی ؎

از برون چون گور کافر پر حلل
در درون قہر خداے عز و جل

نورجہان کا شیر کا شکار + گسائیں جدروپ +

قراولون نے خبر دی کہ یہان شیر قریب ہے کہ رعایا کو آزار اور آسیب پہنچاتا ہے
بادشاہ نے ہاتھیون کو بھیجکر اوسکو گھر وایا اہل محل کے ساتھ سوار ہوا چونکہ بادشاہ نے
عہد کیا تھا کہ کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزار نہین پہنچاؤں گا۔ نورجہان بیگم سے کہا
کہ بندوق لگاؤ۔ ہاتھی کو شیر کی بو سے قرار نہ تھا۔ مگر بیگم نے ایک ہی تیر میں شیر کا کام
تمام کیا۔ جب بادشاہ اوجین میں گیا تھا تو وہ گسائیں جدروپ سے جاکر ملا تھا جسکا حال وہ
یہ لکھتا ہے کہ مین نے بہت دفعہ سُنا تھا کہ ایک سنیاسی مرتاض جدروپ نام بہت برسون
سے شہر اجین کے نزدیک گوشہ صحرا مین آبادانی سے دور معبود حقیقی کی پرستش مین متوجہ
و مشغول رہتا ہے۔ مجھے اسکے ملنے کا شوق تھا مین کشتی سے اُتر کر یون کوس پیادہ
اوسکی ملاقات کو گیا وہان مینے دیکھا کہ وہ ایک بھٹ مین رہتا ہے جسکا طول ساڑھے پانچ گرہ
اور عرض ساڑھے تین گرہ تھا وہ بہت ضعیف جثہ تھا نہایت تکلیف سے اس بھٹ مین فرو
جا سکتا تھا اسکا طول و عرض اتنا ہی تھا جسمیں یہ سما سکتا تھا نہ اس مین بوریا تھا نہ
فرش کاہی تھا اس سوراخ تنگ و تیرہ مین گذر کرتا تھا۔ ایام زمستان اور ہواے سرد مین
باوجودیکہ محض برہنہ رہتا تھا اور صرف لنگوٹی باندھتا تھا مگر کبھی آگ نہیں جلاتا تھا
جیسا کہ مولانا روم نے کسی درویش کی زبان سے یہ شعر کہا ہے۔

پوشش بارکوز تاب آفتاب
شب نہالی و لحاف از ماہتاب

اسکے محل سکونت کے قریب ایک تال تھا ہر روز دو دفعہ جاکر غسل کرتا تھا اور شہر اجین
مین ایک دفعہ جاتا تھا سات برہمنون کے گھر اس نے چن لئے تھے وہ صاحب فرزند تھے
اور اونکی درویشی و قناعت کا اعتقاد اوسکو تھا اونمیں سے تین کے گھر جاتا بشرطیکہ
اونکے گھرون میں کوئی آفت و ولادت نہ واقع ہوتی اور زن حائضہ نہ ہوتی کھانے کے

پانچ لقمے وہ اوسکے لئے تیار رکھتے بطریق گدائی کف دست پہ رکھ کر نگل جاتا چباتا نہیں تاکہ ذائقہ سے ادراک لذت نہ ہو۔ اسکی زیست و زندگانی کا طریق یہ تھا وہ آدمیون کی ملاقات کا خواہان نہیں تھا بلکہ اس کی شہرت ایسی تھی کہ آدمی اوسکی زیارت کو جاتے تھے وہ دانش سے خالی نہ تھا۔ تم ہیدانت کو کہ علم تصوف ہے خوب جانتا تھا۔ چھہ گھڑی اوسکی صحبت میں رہا خوب باتیں کیں گسائیں جدروپ یہان متہرا میں آیا ہوا تھا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مین بے تکلف اوسکے گوشہ تنہائی میں گیا۔ اور سخنان بلند درمیان مین آئیں۔ حق جل و علے نے اوسکو عجیب توفیق عنایت کی ہے۔ فہم عالی و فطرت بلند و مدرکہ تند کے ساتھ دانش خداداد جمع ہے اور تعلقات سے اوسکا دل آزاد ہے عالم پر اور ما فیہا پر لات مارتا ہے اور گوشہ تجرید مین مستغنی و بے نیاز بیٹھا ہے۔ اسباب دنیا میں سے اوسکے پاس آدہ گز کرباس کی لنگوٹی ستر عورت کے لئے ہے اور ایک مٹی کا برتن ہے جس سے پانی پیتا ہے۔ زمستان اور تابستان و برسات مین عریان و سر و پا برہنہ بسر کرتا ہے اور ایک بھٹ مین رہتا ہے جسکے اندر جانے کی راہ ایسی تنگ ہے کہ طفل شیر خوارہ زحمت سے جا سکتا ہے۔ یہ حکیم سنائی کی دو تین بیتیں اوسکے حسب حال ہیں ؎

داشت لقمان یکے کریچے تنگ	چون گلوگاہ نامے و سینہ چنگ
بوالفضولے سوال کرد از وے	چیست اینخانہ شش بدست و دو پے
با دم گرم و چشم گریان پیر	گفت ہذا لمن یموت کثیر

اسکے پاس پہر ملاقات کو گیا اور رخصت ہوا۔ اسکی جدائی میرے دل کو ناگوار ہوئی
حضرت اکبر کے عہد میں سیر کا وزن ۳۰ دام تہا میں نے اس ضابطہ کے خلاف سیر کے وزن کو نہ بدلا اور ۳۰ دام ہی رہنے دیا۔ گسائیں جدروپ نے کسی تقریب میں مجھہ سے کہا کہ کتاب بید میں جسمیں ہمارا احکام دین تحریر ہیں سیر کا وزن ۳۶ دام لکھا ہے چونکہ آپ کے احکام اتفاقات غیبی سے ہماری کتاب کے مطابق ہوتے ہیں اگر سیر کے وزن میں ۳۶ دام مقرر فرمائیں تو بہتر ہوگا۔ اسلئے مین نے حکم دیا کہ تمام میرے ممالک محروسہ مین سیر کا وزن

گسائیں جدروپ دوبارہ ملاقات +

وزن سیر

۳۶ دام مقرر ہو۔

یہ بھی ایک روایت ہو کہ خسرو کی آنکھوں میں سلائی باپنے پھرائی تھی مگر پھر بلطف بدری کسی عمدہ حکیم سے اوسکی آنکھوں کا علاج کرایا جس سے ایک آنکھ بالکل اچھی ہوگئی اور دوسری آنکھ میں کچھ نقص رہا جعلی خسرو جو افغانستان میں پیدا ہوا تھا اوسنے اپنی آنکھوں نشان کٹوریاں کے لگنے کے لوگوں کو دکھائے تھے۔ خسرو کی قید پر مدت گذر گئی تھی اسلئے باپنے اوس کو محبوس کرنا اور سعادت خدمت سے محروم کرنا اپنی مرحمت سے بعید جانا۔ اوسکے جرائم معاف کر کے اوسکو بلایا اور کورنش کا حکم دیا۔

بادشاہ منزل بمنزل دہلی میں آیا اول اپنے فرزندوں اور محلوں کو لے کر حضرت ہمایوں کی قبر پر گیا اور پھر سلطان المشائخ نظام الدین کے روضہ پر آیا۔ پھر سلیم گڈہ میں اپنے دولتخانہ میں گیا۔ پرگنہ پالم میں شکار کھیلنے گیا۔ چودہ روز میں ۳۲۶ ہرن شکار کئے۔ حضرت اکبر کا ارشاد تھا کہ ہرن کو جو چیتے کے منہ سے چھٹائیں گو اوسپر کوئی چیتے کا آسیب زخم نہ پہنچا ہو مگر وہ زندہ نہیں رہتا جہانگیر نے بھی اسکا تجربہ کیا تو یہ بات صحیح معلوم ہوئی۔

آغائی آغایان ۳۳ سال سے میری خدمت گذار تھی اور اب بڑی بڑھیا ہوگئی تھی ساتھ رہنے میں اوسے تکلیف ہوتی تھی اسلئے اوسنے دہلی میں رہنے کی درخواست کی بادشاہ نے منظور کی اوسنے یہاں ایک باغ و سرائے و مقبرہ بنوایا۔ حاکم شہر کو حکم دیا کہ کہ اوسکی ایسی خدمت گذاری کرے کہ کسی طرح کی اوسکو تکلیف نہ ہو۔

یہاں شیخ عبدالحق دہلوی کہ اہل فضل وارباب سعادت میں سے تھے بادشاہ کی خدمت میں آئے ایک کتاب اونہوں نے بڑی محنت سے تصنیف کی تھی اس میں مشائخ ہند کا احوال لکھا تھا وہ کتاب مجھ کو دکھائی۔ مدت سے وہ دہلی میں توکل و تجرید میں زندگی بسر کرتے ہیں خلقت اونکو بزرگ جانتی ہے۔ اونکی صحبت سے ذوق نہیں ہے میں نے اونپر طرح طرح کی مرحمت و دلنوازی کر کے رخصت کیا۔

دہلی سے پرگنہ کرانہ میں گیا یہاں مقرب خان کا باغ دیکھا جس میں پستہ کا درخت

سفر کا بیان +

سبز تھا - یہ میوہ اس ملک میں نہیں ہوتا - اور درخت گرم سیری اور سرد سیری تھے - اور تین سو سرد کے درخت تھے - پنجم دی کو اکبر پور کے مقام میں کشتی سے اترا اور خشکی میں کوچ کیا آگرہ سے منزل مذکور تک پرگنہ ٹوریہ سے دو کوس ہے ۱۲۴ کروہ براہ دریا کہ ۱۹ کروہ براہ خشکی ہے ۴۳ کوچ اور ۷۰ مقام میں طے کئے اوسکے سوا ایک ہفتہ شہر دہلی میں رہا اور دوبارہ حویلی پالم مین شکار کھیلا کل ۱۰۷ روز ہوئے +

بادشاہ نے ایران کو عالم خان کو سفیر بنا کے بھیجا تھا جب وسکے نزدیک آنے کی خبر ہوئی تو اوسکو عطر جہانگیری بھیجا - اور یہ مطلع لکھا

بسویت فرستادہ ام بوئے خویش ۔۔۔ کہ آرم ترا زود تر سوے خویش

عالم خان کا تصویر جنگ +

باغ کلانور مین خان عالم آیا - وہ نفایس و نوادر روزگار سے یہ تحفہ لایا کہ صاحبقران اور تقمیش خان کی مجلس صف جنگ کی تصویر تھی اس میں امیر تیمور کی اور اوسکی اولاد امجاد اور امراء عظام کی تصویریں تھیں جو اس جنگ میں اوسکے ہمراہ تھے اور ہر صورت پر یہ لکھا تھا کہ کسکی شبیہ ہے اسمیں دو سو چالیس تصویریں تھیں اور مصور نے اپنا نام خلیل مرزا شاہ رخی لکھا تھا اوسکا کام نہایت پختہ اور اعلیٰ درجہ کا تھا - اگر مصور کا نام نہ لکھا ہوتا تو یہ معلوم ہوتا بہزاد نے اس مجلس کی تصویر بنائی ہے -

آدمیوں کو رخصت کرنا +

چونکہ وسعت کشمیر اسقدر نہیں ہے کہ اسکا محصول اس جماعت کے لئے کافی ہو جو موکب اقبال کے ہمراہ رہتی ہے اور میرے آنے کی خبر سے غلات و حبوبات کا نرخ بھی بڑھ جاتا ہے مین نے عامہ خلایق کی رفاہیت کے لئے حکم دیا کہ جو لازم ہمرکاب ہین وہ اپنے آدمیوں کا سامان کریں اور چند ضروری آدمیوں کو ہمراہ لے چلیں اور باقی کو اپنی جاگیروں میں رخصت کریں اور ایسے ہی چوپایوں اور شاگرد پیشوں کی تخفیف کے لئے تاکید کی شاہجہان بھی لاہور آنکر باپ پاس آیا - طالب آملی کو خطاب ملک الشعرا کا ملا اوسکے سخن کا رتبہ سب سے بڑھا ہوا تھا -

میاں شیخ محمد میر +

مین نے سنا کہ لاہور میں میاں شیخ محمد میر ایک درویش سندی الاصل ہیں بغایت فاضل و

Marfat.com

مرتاض و مبارک نفس و صاحب حال گوشۂ عزلت و توکل میں منزوی ہیں فقر سے غنی اور دنیا
مستغنی میری خاطر حق طلب کو اونکی ملاقات بغیر قرار نہ تھا میرا لاہور جانا مشکل تھا مین نے رقعہ
اونکی خدمت میں بھیجا اور اپنا شوق باطنی ظاہر کیا - یہ عزیز باوجود کبر سن او ضعف اعضا
کے تصدیعہ کر کے تشریف لائے مین بہت دیر تک تنہا بیٹھکر اونسے باتیں کین سچ ہے
وہ ایک ذات شریف ہے اور اس عہد مین نہایت غنیمت ہے میں ا نسے حقایق و معارف
کی باتین بہت سی سُنین ایک پوست آہو انکو نذر دیا - اگرچہ اور دیتا تو نہیں لیتے -
الہ داد پسر جلالہ جو لشکر سے بھاگ گیا تھا اوسکی خطائیں اعتماد الدولہ کی سفارش
سے معاف ہوئیں - نور الدین قلی کی عرضداشت آئی کہ میں نے طرہ گریوہ کو
حتی الامکان اصلاح کر کے ہموار کیا تھا مگر چند شب و روز یہان ایسی ماندگی ہوئی کہ تین گز کوتل کے اوپر
۲۴ کو اسفندارمذ کو دریا بہت سے عبور کیا - اگرچہ اس مین پانی کمر تک تھا مگر ایسا تند جاتا تھا
کہ آدمیونکو اوسمین تکلیف ہوتی تھی اسلیے دوسو ہاتھیون کو گھاٹ پر مقرر کیا کہ اوسکا
اسباب اوتار دین اور آدمی جو ضعیف و ڈرپوک ہون اون کو بھی سوار کرلین تاکہ کسی آدمی
کو گزند جانی اور مالی نہ پہنچے - منزل بمنزل چلکر ۲۸ اسفندارمذ کو حسن ابدال میں پہنچا -
اکبر پور سے مین کشتی سے اترا تھا وہان سے حسن ابدال تک ۸۷ کروہ مسافت ہے
اوس کو ۱۹ دن مین ۴۴ کوچون اور ۱۲ مقامون مین طے کیا - اس منزل میں چشمۂ آب
اور ایک آبشار و حوض نہایت لطافت رکھتا ہے - دن کو یہان مقام کیا - ۱۶ کو روز پنجشنبہ
کو جشن وزن قمری ہوا میرا باونوان سال بحساب قمری سالون کے شروع ہوا اس
منزل سے آگے پہاڑ و کوتل و نشیب و فراز بہت تھے ایک دفعہ بادشاہ کے سارے لشکر کا
گذرنا اوسے دشوار تھا اسلئے مقرر ہوا کہ بیگمون کے ساتھ حضرت مریم مکانی توقف کریں
اور آسودگی کیساتھ تشریف لائیں مدار الملک اعتماد الدولہ الخاقانی و صادق خان بخشی و
ارادت خان میر سامان عملہ بیوتات و کارخانجات کی دفعہ میں عبور کریں رستم میرزائے
صفوی و خان اعظم اور ایک اور نوکرون کی جماعت کو حکم دیا کہ راہ پونچھ سے آئیں

۲

جریدہ چند اپنے پسند کے خاص خدمتگاروں کے ساتھ، اور جمعہ کو ساڑھے تین کوس کوچ کر کے موضع سلطان پور میں آیا۔ اس تاریخ مین رانا امر سنگہ کے مرنے کی خبر آئی کہ وہ اودے پور میں اجل طبعی سے راہ عدم کا مسافر ہوا۔ جگت سنگہ نبیرہ اور بھیم پسر اس کا بادشاہ کی ملازمت مین تھے اونکو خلعت دیا گیا۔ اور حکم ہوا کہ راجہ کشن داس فرمان رحمت افزا رانا کے خطاب کا اور خلعت و اسپ و فیل خاصہ کنور کرن کے لئے لے جائے اور تعزیت و تہنیت کی مراسم بجا لائے۔ اس ملک کے آدمیون کی زبانی سنا کہ غیر ایام برسات مین کہ اصلا اثر ابر و صاعقہ کا نہیں ہوتا اس پہاڑ سے صدائے ابر کی مانند آواز آتی اسلئے اسکو کوہ گرج کہتے ہیں۔ ایک دو سال کے بعد ایسی صدا ظاہر ہوتی ہے بیس برس ہوئے کہ یہان قلعہ کوہ پر قلعہ سری ہوت بنایا گیا جب سے اس آواز کا آنا موقوف ہوا۔ اب اس قلعہ کو گند گڈھ کہتے ہیں اب اس کا نام گرج کوئی نہیں جانتا مگر لوگ کہتے ہیں پہلے اسکو لوگ گنج گدہ کہتے تھے ظاہر اگنج گدہ معلوم ہوتا ہے جو بہار کی بزرگی کی اور سبزی کے نہ ہونے کے سبب سے رکھا گیا تہا مگر کسی شہنشاہ نے اسکا گنجاپن مٹانے کے لئے گنند گڈھ رکھ دیا۔ گنڈ ساگر کی گھاٹیون میں کہتے ہیں کہ راجہ رسالو نے کوئی راکھشس غار میں بند کیا تھا اوسکی یہ آواز آتی تھی۔ وہ راجہ سالباہن کا بیٹا تھا جسنے بھلور مین عثمان کھاتور کے پاس ایک بلند مقام بنایا تھا روز سہ شنبہ ۱۸ کو ساڑھے چار کوس کوچ کر کے موضع سنجی مین آیا۔ اس منزل سے پرگنہ ہزارا قارلغ مین گذر ہوا (اس پرگنہ کا نام ہزارا مغل کی مشہور قوم کے نام کے سبب سے ہے تھے ہیں کوئی مغل نہیں رہتا تھا اس ضلع کی شادابی اور گیہون مشہور ہیں چنانچہ یہان یہ شعر مشہور ہے

پچ ہزارا اکنکا بھلیان دھنی کھوپ گائیں ۔۔۔ سور تکیسر تی گھور بھلے شہنور دو آب تی دھائیں

یعنی ہزارا کا گیہون بھلا ہے دھنی کی گائیں خوب ہیں۔ سکیسر کے (عکسار) سے گھوڑے بھلے ہیں اور ہشت نگر کے چاول اچھے ہیں۔

روز یکشنبہ نوزدہم کو پونے چار کوس چلکر موضع نوشہرہ میں منزل ہوئی جو چھنتور میں داخل ہے

یہان جہانتک نظر کام کرتی تھی گل تھل کنول قطعہ گل سرشت سبزہ زارون مین شگفتہ
اور نہایت خوش نظر آتے تھے - روز دوشنبہ ساڑھے تین کوس چلکر موضع سلہہ مین
ورود ہوا یہان نیابت خان نے پیشکش مین جواہر و مرصع آلات موازی ساٹھ ہزار
روپیہ کا دیا - اس سرزمین مین ایک پھول دیکھا کہ سرخ آتشین تہا اور گل خطمی کی برابر اندام
مین تھا - مگر اسسے چھوٹے چندگل بہت پاس پاس ایک جگہہ کھلے ہوئے - دور سے یہ
معلوم ہوتے تھے کہ ایک پھول ہی اسکا درخت زرد آلو کی برابر تھا - اس دامن کوہ مین
خودرو بہت تھا اور نہایت خوشبودار رنگ و بو اسکا بنفشہ سے کمتر تھا - سہ شنبہ بست و یکم
تین کوس طے کرکے موضع مال کلی مین آیا - آج مہابت خان کو بنگش رخصت کیا اور اسپ
و فیل خاصہ و خلعت مع پوستین مرحمت ہوا آج آخر منزل تک بارش رہی - شب پنجشنبہ کو
۲۳ کو مینہ برسا سحر کے وقت برف پڑی اکثر راہ بند ہوگئی اور بارش کے سبب راہ مین پھسلن
ہوگئی - ویلا چارپایہ جہان گرا وہان سے پھر نہ اوٹھا پچیس ہاتھی سرکار خاصہ کے تصدق ہوے
بارش کے سبب سے دو روز مقام ہوا - روز پنجشنبہ بست سوم کو سلطان حسین زمیندار
پکھلی زمین بوس ہوا یہ جگہ ملک پکلی مین داخل ہے - یہ عجب اتفاق ہے کہ حضرت والد ماجد
کا یہان گذر ہوا تہا تو برف برسی تھی اور اب بھی برسی کئی سال سے یہان برف نہین پڑی تھی
بلکہ مینہ بھی کم برسا تھا - روز جمعہ بست و چہارم چار کوس طے کرکے موضع سواد نگر محل نزول ہوا
اس راہ مین چمپہ بہت تھا بہت زرد آلو اور شفتالو کے درختون مین شگوفہ لگے ہوئے تھے
صنوبر کے درخت مثل سرو کے دیدہ کو فریب دیتے تھے - اور شنبہ بست و پنجم ساڑھے تین کوس
کے قریب چلکر پکلی کے باہر لشکر نے آراستگی پائی - روز یکشنبہ بست و ششم کو کبک شکار
کے لئے سوار ہوا - آخر دن کو سلطان حسین مرزا کی درخواست سے اوسکے گھر گیا - اور امثال و
امیرون مین اسکا درجہ بڑہایا - والد ماجد بھی اسکے گھر گئے تھے - گھوڑے و خنجر و باز و جرہ پیشکش
مین دئے - اسپ و خنجر تو اسی کو دیدئے - باز و جرہ کو حکم دیا کہ پٹیان باندھ کے میرے روبرو لائین
سرکار پکلی ۳۵ کوس طول مین ۲۵ کوس عرض مین ہے - شرق رویہ کوہستان کشمیر ہے اور مغرب کی

Marfat.com

سمت مین اٹک بنارس ہے (یہان قریب بنارس ایک چھوٹا سا گانوٗن اب بھی ہے) جانب شمال میں گنور جانب جنوب مین گھر واقع ہے جب صاحب قران امیر تیمور ہندوستان کو فتح کر کے ملک توران کو گیا تھا تو ایک طائفہ کو جو اوسکے ہمراہ تھے ان حدود کو مرحمت کیا تھا وہ کہتے ہیں کہ ہماری ذات قارلغ ہے لیکن وہ مشخص نہین جانتے کہ اسوقت مین اونکے بڑے کون تھے اور اونکا نام کیا تھا۔ بالفعل وہ لاہوری محض ہین اور انھین کی زبان بولتے ہیں۔ دھنتور کے آدمیون پر بھی یہی قیاس کرنا چاہئے۔ والد ماجد کے عہد مین دھنتور کا زمیندار شاہرخ تھا اب اسکا بیٹا بہادر زمیندار ہے۔ اگرچہ سب آپسمین خویشی و پیوندی کی نسبت رکھتے ہیں لیکن ہمیشہ سرحد پر حدود کی بابت نزاع کرنا اونکو لازمی ہے وہ ہمیشہ میرے ولتخواہ رہے ہیں سلطان محمود پدر سلطان حسین و شاہرخ دونو میری شاہزادگی کے وقت میں میری ملازمت کے لئے آئے تھے سلطان حسین کی عمر ستر برس کی ہے اوسکے قوائے ظاہری میں اصلا فتور نہیں آیا اور سواری کی تاب وطاقت رکھتا ہے اس ملک مین نان برنج سے بوزہ بناتے ہیں اوسکو سیر کہتے ہیں وہ بوزہ سے بہت تیز ہوتا ہے۔ یہانکے آدمیون کی خوراک کا مدار سیر ہے جتنی وہ کہنہ ہوتی ہے اتنی بہتر ہوتی ہے مٹکون میں سیر کو بھرتے ہیں اور اون کا مُنہ خوب محکم باندہ کر دو تین سال تک گھر مین رکھتے ہیں بعد ازان خم کے زلال کو نکال لیتے ہیں اوسکو اچھی کہتے ہین۔ اچھی دہ سالہ بھی ہوتی ہے اور اوس سے پہلے کی بھی جسقدر پرانی ہو اوتنی ہی اچھی ہوتی ہے اقل مدت اوسکی ایک سال ہے سلطان محمود اسکے پیالے کے پیالے پیتا تھا سلطان حسین بھی پیتا تھا میرے لئے وہ لایا مین نے بھی امتحاناً اُسے پیا اسکا نشہ مشتہی ہے مگر گرمی سے خالی نہیں ہے معلوم ہوا کہ اس میں تھوڑی سی بنگ بھی لوگ ملاتے ہین اسکے خمار کا غلبہ ہوتا ہے اگرچہ وہ شراب نہین ہے مگر بالضرور شراب کا بدل ہوسکتی ہے۔ یہانکے میوے زردآلو و شفتالو و امرود بغیر پرورش کے خود رو ہوتے ہیں۔ یہان کشمیر کی روش پر خانہ و منازل چوب سے بناتے ہیں گھوڑے اونٹ گائے بھینس پالتے ہین بز اور مرغ بہت ہیں استر یہان چھوٹی ہوتی ہے

Marfat.com

بار گران اور سیر نہیں لا سکتا معلوم ہوا کہ آگے چند منزل تک ایسی بستی نہیں ہے کہ وہان
غلہ ایسا ملے کہ لشکر کو کفایت کرے حکم ہوا پیش خانہ بقدر احتیاج مختصر اور کارخانجات
ضروری ہمراہ ہون - ہاتھیون کی تخفیف ہوا اور تین چار روز کا آذوقہ ہمراہ ہو چند ملازم
ساتھ ہون باقی آدمی بسپردگی خواجہ ابوالحسن بخشی کے چند منزل پیچھے آئین - کمال
تاکید و احتیاط سے سات سو زنجیر فیل پیش خانہ کے کارخانہ جات کے لئے ضرور تھے -
بہادر دھنتوری لشکر بنگش کا کمکی مقرر ہوا - اور یکشنبہ بست و نہم سوا پانچ کوس چلکر
پین سکہ کے رودخانہ سے عبور کر کے منزل ہوئی پین سکہ شمال سے جنوب کی جانب بہتی
ہے اور یہ ندی کوہ وارو کے درمیان سے نکلتی ہے جو بدخشان و تبت کے درمیان ہے
یہان ندی کی دو شاخین ہوئی ہیں اس سبب سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے لکڑی کے
دو پل باندھے گئے ایک، اگر دوسرا چودہ گز طول میں تھا عرض مین ہر ایک پانچ گز تھا
اس ملک میں پل بنانے کا طریق یہ ہے کہ بڑے درختون کو جیسے کہ بڑ اور تار ہیں پانی کے
اوپر ڈالتے ہین اور اسکے دونو سرون کو چٹانون سے باندھ کر استحکام دیتے ہیں اور اوپر لکڑیون
کے موٹے تختے بچھا کر میخ و طناب سے قوی اور مضبوط کرتے ہین تھوڑی مرمت سے ایسا پل
سالہا سال برقرار رہتا ہے - ہاتھیوں کو پایاب و تار اور سوار و پیادے پل پر سے اترے
سلطان محمود نے اس رودخانہ کا نام پین سکہہ یعنی راحت جسم رکھا - روز پنجشنبہ سی ام کوسار
تین کوس کے قریب چلکر کشن گنگا کے کنارہ پر منزل ہوئی اس راہ میں ایک کوتل واقع ہے اوسکا
ارتفاع نہایت بلند ڈیڑہ کوس اور سر نشیب ڈیڑہ کوس ہے اور اس کوتل کو پیم درنگ کہتے
ہین وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کشمیری زبان مین روئی کو پیم کہتے ہیں - حکام کشمیر نے داروغہ مقرر کیا
تھا کہ روئی بر معتاد (محصول) لے یہان (تا لینے میں درنگ ہوتی تھی) اسلئے اُس کا نام
پیم درنگ مشہور ہو گیا - پل سے گذر کر ایک آبشار آتا ہے نہایت لطیف و صاف ہے
مین نے لب آب و سایہ درخت میں پیالے معتاد پئے شام کو منزل پر پہنچا اس رودخانہ
پر قدیمی پل تھا اس کا طول ۵۴ درعہ اور عرض ڈیڑہ درعہ تھا کہ پیادہ ونکا گذر ہو سکتا تھا

اس پل کے محاذی دوسرا پل باندھا گیا ۳۰۵ ذرعہ طول میں اور تین ذرعہ عرض مین پانی عمیق اور تند تھا - ہاتھیوں کو گنگا اس دریا سے عبور کرایا اور پیادے اور سوارون کو پل پر سے میرے باپ کے حکم سے دریا کے مشرق میں پہاڑ پر ایک پختہ سرا پتھر و چونے کی نہایت مستحکم بنائی گئی تھی - رود خانہ کشن گنگا جنوب کی طرف سے آتا ہے شمال کی جانب بہتا ہے (غلط لکھا ہے وہ شمال جنوب کی طرف بہتا ہے) دریاے بہت سمت شرق سے آتا ہے اور کشن گنگا سے مل کر شمال میں جاری ہوتا ہے (آب بہت کچھہ شمال کا رخ لیتا ہے لیکن جب کشن گنگا میں مل جاتا ہے تو وہ جنوب کو بہتا ہے)

الہ داد کا باغی ہونا -

اس سال کے واقعات یہ بھی ہیں کہ الہ داد خان پسر جلال افغان باغی ہوا - مہابت خان کو بنگش کے انتظام اور افغانون کے استیصال کے لئے اجازت ملی تھی اس گمان سے کہ الہ داد پر بادشاہ نے مراحم و نوازش کی تھیں اونکے عوض میں وہ کوئی خدمت کریگا مہابت خان نے اوسکے ساتھہ لے جانے کی درخواست کی - ان کافر نعمتون حق ناشناسون کی سرشت میں نفاق و بداندیشی داخل ہے اسلئے حزم و احتیاط کی وجہ سے یہ مقرر ہوا کہ اپنے فرزند و برادر درگاہ میں بطریق یرغمال بھیجدے کہ وہ بادشاہ کے حضور میں رہیں جب اوسکے پسر و برادر درگاہ شاہی میں آئے تو اونکی تسلی و دلاسے کے واسطے ترحم اور نوازش و مہربانی کی گئیں لیکن

کلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ۔ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

جس تاریخ سے کہ الہ داد اس سرزمین میں گیا بے دولتی اور حق ناشناسی اوس کے احوال سے ظاہر ہوئی مہابت خان نے نظام کار کے لئے سررشتہ مدارا کو ہاتھہ سے نہ دیا - اور ایک فوج اپنے بیٹے کو سردار بنا کے افغانون کے سر پر بھیجی اور الہ داد کو اوس کے ہمراہ کیا مگر اوسکی بداندیشی اور نفاق کے سبب سے اس لڑکے نے خاطر خواہ سرانجام نہ پایا اور بے حصول مقصود مراجعت کرنی پڑی - الہ داد کے دل میں توہم پیدا ہوا کہ کہیں مہابت خان مجھہ سے بازپرس کر کے بادافراہ کردار میں گرفتار کرے اسلئے اوسنے پردہ آزرم کو اوٹھا کر

(شیخ احمد سرہندی کا قید ہونا)

بغاوت وحرام نمکی جو اب تک وہ پوشیدہ رکھتا تھا بے اختیار ظاہر کیا جب بادشاہ کو
اوسکی خبر ہوئی تو اوس نے حکم دیا کہ اوسکے بھائی اور بیٹے کو قلعہ گوالیار میں مقید کریں- ایک
سال بعد اللہ داد ندامت زدہ بادشاہ پاس حاضر ہوا- بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا
اور بدستور سابق دو ہزاری ذات و بارہ سو سوار کا منصب دیا- بادشاہ نے سنا کہ سرہند
(سرہند) میں شیخ احمد ایک مکار نے مکر و فریب کا جال بچھا کر بہت ظاہر پرست بے معنی کو اپنا
شکار کیا ہے ہر شہر و دیار میں اپنے مریدوں کو جو دکان آرائی کا آئین اور معرفت فروشی و
مردم فریبی میں اوروں سے زیادہ پختہ تھے خلیفہ نام رکھ کر بھیجا ہے اور اپنے مریدوں و معتقدون
کے لئے مزخرفات لکھکر ایک کتاب جمع کی ہے اور اوسکا نام مکتوبات رکھا ہے اور اسمیں جہلات
اور بہت مقدمات لاطائل مرقوم کئے ہیں کہ زندقہ و کفر پر منجر ہوتے ہیں ایک مکتوب میں وہ
لکھتا ہے کہ اثناء سلوک میں مقام ذی النورین پر میرا گذر ہوا وہ نہایت عالی و خوش و مصفا
تھا وہاں سے گذر کر میں مقام فاروق میں آیا- اور مقام فاروق سے مقام صدیق پر عبور کیا
اور ہر مقام کی تعریف جو اوسکے لایق تھی لکھی- اور وہان سے مقام محبوبیت میں واصل ہوا
ایک ایسا مقام مشاہدہ کیا کہ نہایت منور و ملون تھا انواع انوار و الوان ایسے مجھہ میں
منعکس ہوئے تھے یعنی (استغفر اللہ) مقام خلفاء سے گذر کر عالی مرتبت پر پہنچا اور اور
گستاخیاں کیں جنکا لکھنا طول سے خالی نہیں اور ادب سے دور ہے اسلئے بادشاہ نے حکم دیا
کہ عدالت میں وہ حاضر ہو حسب الحکم حاضر ہوا جو کچھہ بادشاہ نے اوس سے پوچھا اسکا معقول
جواب نہ دے سکا باوجود عدم خرد و دانش کے نہایت مغرور و خود پسند تھا اسلئے بادشاہ
نے اوس کو زندان ادب میں قلعہ گوالیار میں محبوس کیا کہ اوس کی شوریدگی مزاج اور
آشفتگی دماغ قدرے تسکین پائے اور عوام کی شورش بھی فرو ہو پھر بادشاہ نے اوسکو
ایک سال بعد چھوڑ دیا خلعت و ہزار روپیہ دیا اسنے عرض کیا کہ حضور کی یہ تنبیہ و تادیب
درحقیقت میرے لئے ایک ہدایت تھی- امان اللہ پسر مہابت خان نے لڑکر احداد کی
فوج کو شکست دی اور بہت افغانوں کو مار ڈالا- بادشاہ نے شمشیر خاصہ اوسکو عنایت کی

جہانگیر لکھتا ہے کہ جب اجمیر مین مجھے کچھہ تکسر و ضعف ہوا تو اوس سے پہلے یہ خبر ناخوش ولایت بنگالہ مین پہنچی - ایکدن اسلام خان خلوت مین بیٹھا تھا کہ عالم غیب سے اوسکو دکھائی دیا کہ میری طبیعت مین گرانی ہے جسکا علاج یہ ہے کہ وہ اپنی کسی نہایت عزیز چیز کو فدا کرے اول اوس نے اپنے فرزند ہوشنگ کے فدا کرنے کا قصد کیا مگر کم عمری اور رحم پدری کے سبب سے اوسکو چھوڑکر خود اپنے تئین فدا کیا - خدا نے اوسکی دعا قبول کی کہ مین اچھا ہوگیا وہ مرض سے آناً فاناً میں مرگیا +

۱۵ ربیع الاول ۱۰۲۹ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۲۰ء کو نیر اعظم مراد بخش عالم برج حمل مین آیا جشن معمولی ہوا - روز یکشنبہ سوم فروردی کو ساڑھے چار کوس طے کرکے موہسران مین نزول ہوا - شب جمعہ کو بارہ مولہ کے سوداگر بادشاہ کی خدمت مین آئے - بادشاہ نے اونسے بارہ مولہ کی وجہ تسمیہ پوچھی - اونھون نے کہا کہ باراہ زبان سنسکرت مین خوک کو اور مولہ مقام کو کہتے ہین یعنے جاے باراہ ہندوں کے مذہب مین اوتارون مین خوک بھی داخل ہے - باراہ مولہ کثرت استعمال سے بارہ مولہ ہوگیا - بادشاہ بھولباس سے آگے چلا تھا کہ برف و باران نے اوسے گھیر لیا وہ اونکے آسیب سے بچنے کے لئے معتمد خان مصنف اقبال نامہ کے خیمہ مین گیا اور اوسمین مع اہل محل کے ایک رات دن رہا - معتمد خان کہیں اور تھا وہ نہایت شوق و ذوق سے پیادہ دو گھنٹے ڈہائی کوس مسافت طے کرکے آیا اور زبان حال سے یہ شعر پڑہا ؎

آمد خیالم نیم شب جان دادم گشتم خجل | خجلت بود درویش را ناگہ چو مہمان در رسد

جو کچھہ اوسکی بساط مین نقد و جنس ناطق و صامت تھا تفصیل کرکے ہم باندازہ پیش کیا بادشاہ نے سب اوسکو بخش دیا - اور فرمایا کہ متاع دنیا ہمارے چشم ہمت مین ہیچ معلوم ہوتی ہے ہم جوہر اخلاص کو گران بہا سے خریدتے ہین اس اتفاق کو اصل اخلاص اور تائیدات طالع سے سمجھنا چاہئے کہ مجھہ جیسا بادشاہ اہل حرم کے ساتھہ شبان روز اوسکے گھر مین راحت و آرام سے رہا کشمیر کی سرحد مین داخل ہوا - بادشاہ منزلین طے کرتا ہوا جب شہاب الدین پور

اسلام خان حاکم بنگالہ کا مرنا +

جشن یازدہم ۱۵ ربیع الاول ۱۰۲۹ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۲۰ء +

مین آیا تو دلاور خان کا کر حاکم کشمیر کشتوار سے اس منزل سے بادشاہ پاس آیا کشتوار کشمیر کی جنوبی سمت مین ہی معمورہ کشمیر سے متزل آنکہ تک حاکم نشین کشتوار ہے۔ اور کشمیر سے ساٹھ کوس کی مسافت رکھتا ہے۔ دہم شہر یور ۱۴ سنہ جلوس کو دلاور خان دس ہزار جنگی سوارون اور پیادون کو لیکر فتح کشتوار کے ارادہ سے سوار ہوا اور اپنے بیٹے حسن کو گرد علی میر بحر کے ساتھ شہر کی محافظت اور سرحدونکی حراست کے لئے مقرر کیا چونکہ گوہر چک اور ایبہ چک وراثتاً کشمیر کا دعوی رکھتے تھے اور کشتوار اور اوسکی نواح مین پڑے پہرتے تہے۔ دلاور خان نے اپنے بھائیون میں سے ہیبت کو دلیو کے مقام مین کہ کوتل پیر پنجال کے متصل واقع ہے احتیاط کے لئے چھوڑا اور منزل مذکور سے افواج کو تقسیم کیا۔ خود سنگین پور کی راہ پر فوج لیکر دوڑا اور اپنے بیٹے جلال کو نصر اللہ عرب و علی ملک کشمیری اور ایک اور جماعت بندہائے جہانگیری کو دوسری راہ پر تعین کیا اور اپنے بڑے بیٹے جمال کو جوانان کار طلب کے ساتھ ہراول فوج بنایا۔ اور دو اور فوجین دست چپ و دست راست کو مقرر کین۔ گھوڑون کے جانے کی راہ نہ تھی اسلئے چند گھوڑے پاس رکھے باقی کشمیر واپس بھیجے۔ جوان کمر بستہ پیادہ کوہ پر چڑھے اور مخالفون سے لڑتے لڑتے نرکوٹ تک پہونچے۔ یہ جگہ غنیم کی محکم تہی۔ جلال و جمال کی فوجین مختلف راہون سے آنکر مل گئین مخالفون میں تاب مقاومت نہ رہی وہ بھاگ گئے اور بادشاہی بہادر جان نثار بہت نشیب و فراز طے کرکے دریا مرو تک گئے۔ آب مذکور کے کنارہ پر آتش قتال نے اشتعال پایا۔ اور ایبہ چک مارا گیا اسکے مرنے سے راجہ بے دست و دل ہوکر بھاگ گیا اور بھندرکوٹ مین توقف کیا۔ اور لشکر شاہی سے دریا کے پار اترنے پر بیس رات دن لڑائی رہی اور دشمنون نے خوب مقابلہ و مقاتلہ کیا جب دلاور خان گھاٹون کا اور آذوقہ کا خاطرخواہ انتظام کرکے آیا تو راجہ نے حیلہ بازی اور روباہ بازی سے دلاور خان سے التماس کی کہ مین اپنے بھائی کو مع پیشکش کے بادشاہ کی خدمت مین بھیجتا ہون اور جب میرا گناہ معاف ہو جائیگا اور بیم و ہراس میری خاطر سے زائل ہو جائیگا تو مین خود ہی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونگا

دلاور خان نے اوسکی فریب آمیز باتون پر کچھ خیال نہیں کیا۔ راجہ کے فرستادون کو بے حصول
مقصود واپس کیا اور دلاوری و شناوری سے دریاے ذخار سے پار ہوا اور مخالفون سے
سخت جنگ گرم ہوا مخالف پل توڑ کر بھاگ گئے۔ بادشاہی ملازمون نے پھر پل کو باندھا اور
باقی لشکر نے عبور کیا اور بھندر کوٹ میں لشکر شاہی آراستہ ہوا اور آب مذکور سے دریاے
چناب تک کہ مخالفون کا اعتصام قوی تھا دو تیر انداز مسافت تھی۔ اور آب چناب کے
کنارہ پر ایک اونچا پہاڑ تھا۔ اس آب سے عبور دشوار تھا۔ پیادون کی آمد و رفت کے لئے
دو موٹے رسّے اس طرح لگائے کہ اونکا ایک سرا قلۂ کوہ سے مستحکم کیا اور دوسرا سرا
دریا کے اس طرف مضبوط باندھا اور ان دو رسون کے درمیان ایک ایک ہاتھ کے
فاصلہ سے چوبیں لگائیں اور دو اور رسّے پہلے رسون سے ایک گز اونچے لگائے کہ پیادے
ان چوبون پر پاؤں رکھیں اور دونون ہاتھوں کو اوپر کے رسوں کو باندھیں تاکہ دریا سے
گذر ہو۔ اسکو کوہستانیوں کی اصطلاح مین زنبہ کہتے ہیں جہان زنبہ باندھنے کا
مظنہ ہو سکتا تھا وہان بندوقچی اور تیر انداز کام کے آدمیون سے استحکام دیکر خاطر جمع
کی۔ دلاور خان جالہ بنا کر اپنے آدمیون کو اوپر بٹھا کے چاہتا تھا کہ دریا سے پار پہونچے
لیکن پانی میں ایسی تندی و شورش تھی کہ جالہ سیل فنا میں آگیا اور ۴۸ آدمی بحر عدم میں
غرق ہوئے۔ اور دس آدمی شناوری کی یاوری سے سلامت آئے۔ اور دو آدمی دریا سے
پار جا کر مخالفون کے ہاتھ میں اسیر ہوئے۔ غرض دلاور خان چار مہینے دس روز تک بھندر کوٹ
مین سعی کرتا رہا مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ ایک زمیندار نے راہ بری کی اور ایک جگہ سے جہان
مخالفون کو زنبہ باندھنے کا گمان بھی نہ تھا وہ دو سو پادشاہی سپاہیون کو لے گیا اور بے خبر
راجہ کے سر پر جا پہونچے۔ مخالف خواب و بیداری کے درمیان سراسیمہ نکلے اور قتل ہوئے
ایک سپاہی راجہ کو تلوار مارنا چاہتا تھا کہ اوسنے فریاد کرکے کہا کہ میں راجہ ہون مجھے دلاور خان کے
پاس لے چلو اونھون نے اوس کو اسیر کیا۔ کشتوار میں جو و عدس و ماش وارد بہت ہوتے
ہیں یہان رسم نہیں کہ راجہ خراج لے ہر خانہ سے سال میں شش ہانسی کہ چار روپیہ کی برابر

Marfat.com

ہوتی ہیں لیتا ہے ۔ سات سو راجپوت توپچی قدیم سے نوکر ہیں اونکی تنخواہ میں زعفران مقرر
کر رکھا ہے جو ایک من یعنے دو سیر خریدار کے ہاتھ چار روپیہ کو بکتا ہے ۔ راجہ کا کل حاصل ڈنڈ
پر موقوف ہے ۔ ذرا سی تقصیر پر بہت روپیہ ڈنڈ میں لیتا ہے جس کسی کو کہ متمول اور
صاحب جمعیت دیکھتا ہے بہانہ بنا کے کل روپیہ اوس کا لے لیتا ہے ۔ بہمہ جہت تخمیناً ایک
لاکھ روپیہ حاصل ہوتا ہے ۔

حسن ابدال سے کشمیر تک جس راہ سے بادشاہ آیا ۷۵ کوس کی مسافت تھی جسکو بادشاہ نے
۱۹ کوچ اور ۴۰ مقام کر کے ۲۵ روز میں طے کیا ۔ دار الخلافہ آگرہ سے کشمیر تک تین سو چہتر کوس مسافت
ایک سو دو کوچ اور ترسیٹھ مقام میں طے کی راہ خشکی کی راہ جو متعارف ہے تین سو چار اور آدہ
کوس ہے ۔

سہ شنبہ دوازدہم کو دلاور خان حسب الحکم راجہ کشتوار کو مسلسل حضور میں لایا راجہ کی شکل
وجاہت سے خالی نہیں تھی پوشش اسکی اہل ہند کی روش پر تھی ۔ برخلاف اور زمینداروں
کے وہ دونو زبانیں ہندی و کشمیری جانتا تھا ۔ وہ شہری معلوم ہوتا تھا ۔ بادشاہ نے حکم
دیا کہ باوجود گناہ و تقصیر کے اگر وہ اپنے فرزندوں کو بادشاہ کی درگاہ میں حاضر کرے تو
حبس و قید سے نجات پائے ۔ اور آسودہ و فارغ البال زندگی بسر کرے اور نہیں تو ہندوستان
کے کسی قلعہ میں حبس دوام میں رہے گا ۔ راجہ نے عرض کیا کہ میں اہل و عیال و فرزندوں کو بادشاہ
کی ملازمت میں لاتا ہوں امیدوار مرحمت شاہی ہوں جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا ۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ کشمیر اقلیم چہارم میں سے ہے عرض اسکا خط استوا سے ۳۵ درجہ اور طول
اسکا جزائر سفید سے ۱۰۵ درجہ ۔ اس ملک میں قدیم سے راجہ حکومت کرتے تھے اونکی حکومت
کی مدت چار ہزار سال ہے اُنکا حال ور اسامی تاریخ راجہ ترنگ میں کہ والد ماجد کے حکم سے
سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوئی ہے بہ تفصیل مرقوم ہے ۷۱۲ھ میں اس ملک نے نور اسلام سے
روشنی پائی ہے ۔ ۳۲ مسلمان بادشاہ ہوئے ۲۸۲ برس اس ملک کی حکومت کی سنہ ۹۹۴ میں والد
ماجد نے اوسکو فتح کیا اور اس تاریخ سے ابتک کہ ۳۵ سال ہوئے ہمارے قبضہ میں ملک کشمیر

کوتل بھولباس سے نیچے تک ۶۷ کوس جہانگیری ہے۔ عرض میں ۲۷ کوس سے زیادہ نہیں ہے اور دس
کوس سے کم نہیں ہے۔ شیخ ابو الفضل نے اکبر نامہ میں تخمیناً لکھا ہے کہ اس ملک کا طول دریائے کشن گنگا
سے نیچے تک ۱۲۰ کوس ہے اور عرض دس کوس سے کم اور پچیس کوس سے زیادہ نہیں ہے میں نے احتیاط اور
اعتماد کے لئے ایک معتمد کاردان جماعت کو مقرر فرمایا کہ طول و عرض کی پیمایش کرین تا کہ
قرار واقعی حقیقت لکھی جائے شیخ نے ۱۲۰ کروہ جہاں لکھے تھے وہ پیمایش مین ۶۷ کروہ
ہوئے۔ یہ امر مقرر ہے کہ ہر ملک کی حد اس جا سے شروع ہوئی ہے کہ اس ملک کی زبان وہاں کے
باشندے بولتے ہوں۔ اسلئے بھولباس سے گرچہ گیارہ کوس ہے کشن گنگا سے اس طرف ہی کشمیر کی
سرحد مقرر ہوئی۔ اس حساب سے ۶۷ کروہ ہوتے ہیں اور عرض میں ۲۷ کروہ سے زیادہ فرق نہیں
معلوم ہوا۔ اور ہنا زمند کے عہد میں ہر کوس پانچہزار ذرع ہے اور ہر ذرع دو شرعی ذرع کا
ہے اور ہر ذرع میں ۲۴ انگشت ہوتے ہیں اور جہاں کوس یا گز کا ذکر ہوتا ہے اس سے مراد
اسی معمولی گز اور کوس سے ہوتی ہے۔ شہر کا نام سری نگر ہے اور اوسکی آبادی کے اندر
دریا بہت گذرتا ہے اور اوسکے سرچشمہ کو ویرناگ کہتے ہین وہ شہر سے چودہ کوس پر جنوب میں
واقع ہے مین نے اس چشمہ کے اوپر ایک عمارت اور باغ ترتیب دیا ہے۔ شہر مین چار پل سنگ و
چوب کے نہایت مستحکم بنے ہوئے ہیں۔ آدمی اوسپر آتے جاتے ہین اس ملک کی اصطلاح میں پل کو
کدل کہتے ہیں۔ شہر ملکی ۷۹۵ھ میں ایک مسجد نہایت عالی سلطان سکندر نے بنائی تھی ایک مدت
کے بعد وہ جل گئی تو پھر اوسکو سلطان حسین نے بنایا ابھی وہ تمام نہ ہوئی کہ وہ خود تمام ہوگیا۔
۹۰۹ھ میں ابراہیم ماکری وزیر سلطان حسین کے زمانہ مین تمام ہوئی حکام کشمیر کی سب سے زیادہ
عمدہ یادگار یہی مسجد ہے آدمی کی آمدورفت اور غلہ وہیمہ کی نقل و تحویل کشتی پر ہوتی ہے
شہر و پرگنون میں ۵۷۰۰ کشتیان ہیں ۷۴۰۰ ملاح کشمیر میں ۳۸ پرگنے ہیں اسکے دو حصے کئے
ہین۔ بالائے آب کو امراج کہتے ہیں اور پایان آب کو کامراج ضبط و داد و ستد زر و سیم کی
رسم جزوی سی ہے سائر جہات و نقد و جنس کا حساب خروار شالی سے ہوتا ہے ہر خروار
۳ من ۸ سیر وزن حال ہے کشمیری دو سیر کو ایک من کہتے ہیں چار من یعنی آٹھ سیر کو ایک ترک کہتے ہیں

ولایت کشمیر کی جمع ۳۰ لاکھ ۶۳ ہزار و پچاس خروار و یازدہ ترک ہے کہ بحساب نقدی ۷ کروڑ
و ۴۶ لاکھ ۷۰ ہزار دام ہوتے ہین ضابطہ حال کے موافق وہ آٹھ ہزار و پانسو سوار کی جگہ ہے کشمیر مین درآمد
کی راہ متعذر اگر کوئی شخص کشمیر کی بہار دیکھنی چاہے تو وہ منحصر راہ پکلی پر ہے اور راہین اس موسم مین
برف سے بھری ہوتی ہین بھمبر کی راہ نزدیک ہے۔ کشمیر کی تعریف و توصیف لکھنے کے لئے
دفتر چاہئے اسلئے اُسکے اوضاع اور خصوصیات کا مجمل بیان ہوتا ہے کشمیر ایک باغ ہے ہمیشہ
بہار یا قلعہ ہے آہنین حصار بادشاہون کے لئے ایک گلشن عشرت افزا ہے درویشون کے لئے
ایک خلوتکدہ دلکشا چمن خوش۔ آبشار دلکش۔ آبہائے رواں شرح و بیان سے زیادہ
اور چشمہ سار حساب و شمار سے باہر۔ جہانتک نظر جاتی ہے آب رواں و
سبزہ ہی نظر آتا ہے۔ گل سرخ و بنفشہ و نرگس خودرو و صحرا صحرا انواع گل و اقسام ریاحین اسقدر
زیادہ ہین کہ شمار مین آئیں۔ بہار مین کوہ و دشت اقسام شگوفہ سے مالامال در و دیوار اور صحن
و بام گھرون کے مشعل لالہ سے بزم افروز اور جلکہائے سطح و سہ برگہ کا کیا بیان ہو۔ کشمیر مین
لکڑی کے مکانات یک منزلہ اور دو منزلہ و سہ منزلہ و چہار منزلہ بناتے ہین اور کوٹھون کو خاک پوش
کرکے پیاز لالہ کو سال بسال لگاتے ہین موسم بہار مین وہ کھلتا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے
نادر العصر استاد منصور نے جو پھولون کی تصویرین کھینچی ہین وہ سو سے زیادہ ہین۔
اقبال نامہ اور اور کتابون مین لکھا ہے کہ اس ملک کا محصول برنج و زعفران ہے
زیادہ تر آدمیون کی غذا برنج گندہ یعنی بھات ہے۔ چنا وہان اول سال خوب پیدا ہوتا ہے
لیکن اگر اسکو دوسرے سال بوئین تو چھوٹا اور کم حاصل ہوتا ہے اور پھر اگر تیسرے سال بوئین
تو مونگ کی برابر پیدا ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ مین یہان بڑا گھوڑا اور گاؤ و گاؤمیش کمیاب تھے
تازہ طعام کھانے کا رواج بہت کم ہے جو صبح پکاتے ہین وہ شام کو کھاتے ہین جو شام کو
پکاتے ہین وہ صبح کو کھاتے ہین طعام مین نمک ڈالنے کا رواج اس قدر کم ہے کہ عورتون اور
مردون کے چہرہ مین نمک کا اثر نہین ہے۔ عورت و مرد کا ملبوسات پشمینہ متعارف پٹو
ہے۔ اس پٹو کو کشمیری کہتے ہین کہ اگر ہم نہ پہنین تو ہوا کا اثر جسم پر ایسا ہوتا ہے کہ کھانا نہین ہضم

اس پٹو کا ایک کرتہ عورتین تین چار سال تک پہنتی ہین اور کبھی اوس کو دھلواتی نہین -
پٹو کا کرتہ جو وہ پہنتی ہیں بدن پر پھٹ پھٹ کر اتر جاتا ہے مگر اسپر کوئی شوب نہیں پڑتا ہے
غرض اس کرتہ کو برہمنون کے زنار کی طرح کبھی جدا نہیں کرتیں باوجودیکہ پانی کی یہ کثرت ہے
کہ ہر محلہ مین نہر جاری ہے مگر عورت مرد بہت کم ایسے ہوتے ہین کہ غسل جنابت بھی کرین
عورتون کا لباس ایسا کثیف ہوتا ہے کہ حیا اونکے وضیع و شریف کہیں جاتے ہون
اور کوئی آدمی تازہ وارد اونکے پہلو سے گذرے تو اوسکو بڑی نفرت ہوتی ہے
اکثر جہانگیر کہا کرتا تھا کہ کشمیر میری قلمرو مین بہشت روئے زمین ہے اور اکثر ہر سال کشمیر کی
سیر کو جایا کرتا تھا - ایکدن کشمیر کے بازار مین گذر ہوا - ہاتھی پر سوار تھا - ہاتھی کے
دونو طرف کشمیرن کھڑی دعائین دیتی تہین اُنکے کپڑون کی بو بادشاہ کی ناک مین گئی
جسسے اوسکو بڑی نفرت ہوئی پوچھا کہ یہ کاہے کی بو آتی ہے تو ایک گستاخ امیر نے جو
بادشاہ پر مورچھل جھل رہا تھا عرض کیا کہ حضور کے بہشت روئے زمین کی حورون کی
بو آتی ہے اگرچہ اس گل زمین کے آدمی جدت فہم و ذکا و جوہر رشادت سے آراستہ ہیں لیکن روز
ازل سے اُنکی سرشت کا خمیر شرارت سے مخمر ہوا ہے کہ کشمیری بے پیری ضرب المثل خاص و
عام ہے - جو تاریخ مین اُنکا حال پہلے زمانہ مین خاندان سلاطین کی نسبت اور آپسمین
تھا کہ فساد و عناد کے شعلے اوٹھاتے تھے وہی زمانہ حال میں مشاہدہ مین آتا ہے اور
جسکو اس طائفہ سے سروکار ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس گروہ میں شرارت و مروت
و غیرت کسقدر ہے - مگر ہر قوم میں نیک و بد ہوتے ہیں بطریق ندرت انہیں بھی کوئی اچھا
ہوتا ہے - ایک شخص نے کشمیر کی تعریف مین یہ ہجو ملیح کی ہے رباعی

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند — بسے سال و مہ در سفر بودہ اند
بہ تعریف کشمیر و کشمیریان — بہشتے پر از دوزخی دیدہ اند

کشمیری سر گھٹواتے ہیں اور گول پگڑی پہنتے ہین - ازار پہننا عیب جانتے ہین
کرتہ دراز و فراخ سر سے پا تک پہنتے ہیں اور کمر باندھتے ہیں +

Marfat.com

اقبال نامہ مین لکھاہے کہ شہنشاہ اکبر کے عہد میں کشمیر کا حاکم مرزا حیدر تھا اوسکے زمانہ مین اسپ کلان کی سواری نے اور بنانے عمارات دل نشین نے اور اکثر وضع معقول نے شہر میں رواج پایا اشجار میوہ دار کے پیوند لگانے کا رواج نہ کشمیر مین تھا نہ ہندوستان مین محمد قلی افشار داروغہ باغات کشمیر نے اکبر کے عہد میں اسکا رواج دیا اول کابل سے شاہ آلو کو منگاکر پیوند دیا تو یہان کی آب و ہوا کے موافق وہ ہوا۔ اس زمانہ سے اوسکا رواج پھیلا اور سال بسال کل بلاد ہندوستان مین اس پیوند سے میوون کی شادابی بڑھتی جاتی ہے لیکن اب تک آم کے درخت میں پیوند نہیں لگا۔

اس ملک کے آدمی سوداگر اور اہل حرفہ اکثر سُنّی ہیں سپاہی شیعہ امامیہ ہین ایک گروہ نوربخشی ہے جسکی نسبت مرزا حیدر نے کتاب رشیدی میں لکھاہے کہ کشمیری تمام حنفی مذہب تھے فتح شاہ کے زمانہ مین ایک شخص شمس الدین طالش عراق سے آیا اور اوسنے اپنے تئیں میر محمد نوربخش سے منسوب کیا اور مذہب غیر معروف کو لایا۔ اس مذہب کا نام نوربخش رکھا اور طرح طرح کا کفر و زندقہ ظاہر کیا۔ اور ایک کتاب فقہ کی جسکا نام حوطہ تھا اسکا رواج دیا وہ اہل سنت و جماعت و شیعہ کے کسی مذہب کے موافق نہ تھی۔ جو آدمی یہ مذہب رکھتے وہ سب اصحاب ثلاثہ و حضرت عائشہ کو جو شعار روافض کا ہے تبرا بھیجنا لازم جانتے ہیں۔ اور شیعہ کے عقیدہ کے برخلاف میر سید نوربخش کو صاحب الزمان و مہدی موعود جانتے ہیں اور شیعہ کے بالعکس وہ اکابر اولیاء کے معتقد نہیں ہیں اور سب کو سنی مذہب سمجھتے ہین۔ کل عبادات و معاملات میں اس قبیل کے تصرفات کئے ہیں کہ تفرقہ عظیم ہوگیا ہے اور اپنے مذہب کو نوربخشی کہتے ہیں ان اوراق کے مسودے (مرزا حیدر) نے بدخشان میں اوسکے مشائخین کی جماعت کو دیکھا ہے وہ درس علوم میں میرے ساتھ شریک تھے سب شریعت ظاہری سے آراستہ سنن نبوی سے پیراستہ تھے بالتمام اہل سنت و جماعت کے موافق و متفق تھے چنانچہ امیر سید محمد نوربخش کے بیٹون مین سے ایک نے مجھے ایک سالہ اسکا دکھایا۔ ایک بات اسمین خوب لکھی تھی کہ سلاطین و امرا و جہال گمان کرتے ہیں کہ سلطنت صوری طہارت و تقوی

مذہب نوربخشی

Marfat.com

کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور یہ محض غلط ہے اسواسطے کہ اعظم انبیا و رسل باوجود نبوت کے
سلطنت کرتے تھے اور اسمیں اونہوں نے مساعی محمودہ کہیں مثل یوسف و سلیمان و داؤد و
موسیٰ و آنحضرت رسالت پناہ مقصود یہ ہے کہ کشمیر کے فرقہ مذہب نوربخشی کے برخلاف وہ تھے
اور بعض اہل سنت وجماعت کے موافق فقیر نے کتاب حوطہ جو اسوقت کشمیر میں مشہو تھی ہندوستان
کے علما پاس بہیجا اونہوں نے اس کتاب کی پشت پر یہ فتویٰ لکھا +

فتویٰ علمائے ہندوستان بر کتاب حوطہ نوربخشیہ

یہ ہے کہ اللّٰھم ارنا الحق حقاً وارنا الباطل باطلاً وارنا الاشیاء کماہی اس کتاب کو
بہت تعمق سے مطالعہ کیا گیا تو اوسکے مسائل سے معلوم ہوا کہ صاحب اس کتاب کا مذہب
باطل رکھتا تھا سنت مشہورہ سے اجتناب قبول کیا تھا وہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ
نہ تھا اور دعویٰ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِی اَنْ اَرْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ بَیْنِ ھٰذِہِ الْاُمَّتِہ
اَوَّلًا فِی الْفُرُوعِ سُنَنِ الشَّرِیْعَۃِ الْمُحَمَّدِیَہ کَمَا کَانَتْ فِیْ زَمَانِہٖ مِنْ غَیْرِ
زِیَادَۃٍ وَنُقْصَانٍ وَثَانِیًا فِی الْاُصُوْلِ مِنْ بَیْنِ الْاُمَمِ وَکَانَتِہٖ اَھْلُ الْعَالَمِ
بِالْیَقِیْنِ - کاذب تھا اور زندقہ وسفسطہ کے مذہب پر مائل - اس قسم کی کتاب کا ستادینا
اور عالم سے اسکا معدوم کرنا ان آدمیون پر جو اسپر قادر ہون موجبات و فرائض سے ہی
اور اس مذہب کا قلع وقمع ضروریات دین سے اور اس دین کے عاملون کا اور اس مذہب کے
معتقدون کا اور اس کتاب کا قلع وقمع فرض ہے جو اس مذہب کے منقر ہون اور مذہب باطل
سے نہ پھرین تو اونکے شر کا مسلمانون کے سر سے دفع کرنا سیاست وقتل کے ساتھ واجب ہے
اور اگر وہ تائب ہون اور اس مذہب کو ترک کرین تو اونکو حکم دین کہ مذہب حضرت ابی حنیفہ
کہ جنکی شان مین حضرت رسالت پناہ نے سراج الٰہی فرمایا ہے قبول کرین جب نوشتہ
میرے پاس پہنچا تو مردم کشمیر مذہب میں ارتداد کی طرف میل رکھتے تھے مین طوعاً وکرہاً مذہب
حق میں اونکو لایا - اور بہت آدمیون کو قتل کیا - ایک جماعت نے تصوف میں پناہ لی اور اپنا
نام صوفی رکھا لیکن نہ وہ صوفی صافی ہیں نہ زندیقی چند ملحدی مذہب رکھتے ہین چند آدمیون

گمراہ کرتے ہین حرام وحلال کی مطلق خبر نہین رکھتے ہین شب بیداری وکم خوری کو تقویٰ و
طہارت جانتے ہین۔ جو کچھہ ہاتھہ لگے وہ کھا جاتے ہین اور لے لینے اور شرہ وحرص
بہت رکھتے ہین اور ہمیشہ خوابون کی تعبیر دیتے ہین اور اپنی کرامات کا اظہار اس طرح
کرتے ہین کہ اس سال مین یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ مغیبات آئندہ وگذشتہ کے اخبار مین
مشغول رہتے ہین اور ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہین اور اس رسوائی سے چلے بیٹھے ہین
اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم ومکروہ جانتے ہین اور بے شریعت راہ طریقت پر چلتے ہین
اور کہتے ہین کہ اہل طریقت کو شریعت سے کچھہ کام نہین غرض اس طرح کے ملاحدہ وزنادقہ
اور جگہہ دیکھنے مین نہین آتے عیاذاً باللہ معاذ اللہ حق سبحانہ تعالیٰ کل اہل اسلام کو اس
نوع کی آفات وبلیات سے اپنی عصمت کی پناہ مین مصون ومحفوظ رکھے بحق محمد واٰلہ اسکے
پہلے کشمیر مین کافرون کا فرقہ آفتاب پرست تھا جسکو شماسین کہتے ہین انکا مذہب یہ ہے
ہستی نور ہے۔ آفتاب ہماری عقیدت کی صفائی کے سبب سے ہی۔ اور ہمارا وجود اوس کے
نورانیت کی وجہ سے ہی اگر ہم اپنے عقیدت کو مکدر کرین تو آفتاب کا وجود نہ رہے اور
اگر آفتاب اپنا فیض ہم سے اوٹھالے تو پھر ہستی نہ ہے ہم اوسکے ساتھہ موجود ہین اسکا
وجود ہمارے بغیر نہین ہے اور ہمارا وجود اس کے بغیر نہین ہے جسوقت وہ ہوتا ہے تو ہمارا
احوال اوسپر ظاہر ہوتا ہے ہمکو سوا نیک کام کے اور کار روا نہین ہے۔ جب رات ہوتی ہے وہ
ہم کو نہین دیکھتا اور ہمارے حال سے واقف نہین ہوتا جو چاہین کرین اوسپر مواخذہ نہین ہوتا
فرقہ شماسین نے بموجب القاب تنزل من السماء شمس الدین لقب رکھا ہے مردم کشمیر نے
اوسکو غلط کرکے مخفف کیا ہے اور شمس الدین کا شماس بنایا ہے مؤلف صاحب فرشتہ کی
تحقیق یہ ہے کہ اس ملک کی کل رعایا حنفی مذہب ہے اور اوسکے اکثر سپاہی شیعہ ہین اور یہان کے علماء
اکثر نور بخشی ہین اور تبت کو چک کے بادشاہ گو کہ کشمیر کے ہمسایہ ہین ہے گشمیر کے سپاہیون کی
محافظت وآمیزش سے تشنیع مین ایسا غلو ہی کہ اگر کوئی بیگانہ وہان شہر مین وارد ہو وہ جب تبرا
بھیجے تو شہر مین رہنے دیتے ہین ———— ایک فقیر ونکا طائفہ ہے اوسکو ریشی کہتے ہین

اگرچہ علم و معرفت نہین رکھتے لیکن بے ساختگی و ظاہر آرائی سے زندگی بسر کرتے ہین وہ کسی کو برا نہین کہتے۔ زبان خواہش و پائے طلب کو کوتاہ رکھتے ہین گوشت نہین کھاتے اور عورت نہین کرتے اور جنگلون مین میوہ دار درخت اس نیت سے لگاتے ہیں کہ آدمی اون سے بہرہ ور ہون۔ اور خود اوس سے متمتع نہین ہوتے۔ قریب دو ہزار کے ایسے آدمی ہونگے۔ برہمنون کی ایک جماعت جو قدیم سے اِس ملک مین رہتی تھی اور اب بھی رہتی ہے تمام کشمیریون میں انکے اور مسلمانون کے تکلم مین تمیز نہیں ہو سکتی لیکن اونکی کتابین زبان سنسکرت مین ہیں وہ اونکو پڑھتے ہین اور جو بت پرستی کی شرائط ہین اونکو ادا کرتے ہیں۔ بُت خانے جو ظہور اسلام سے پہلے بنے ہوئے ہیں سب جا ہیں اور اونکی عمارتین سنگین ہیں بنیاد سے لیکر چھت تک تیس تیس چالیس چالیس من کے پتھر لگے ہوئے ہین شہر کے متصل ایک کوہچہ ہے اوس کو کوہ ماران یا ہری پربت کہتے ہیں سمت شرقی مین کوہ ڈل ہے جہان والد ماجد نے ایک قلعہ سنگ و آہک کا بنوایا تہا جو اب بن کر تیار ہو گیا ہے۔ مین نے یہان ایک باغ لگایا جس کا نور افزا نام رکھا۔

شاہزادہ شجاع کھیلتے کھیلتے ایک دریچہ سے سر کے بل گرا۔ اتفاق کی بات ہے کہ بلاس و نمدے کے فرش لپٹے ہوئے دیوار کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور فراش ایکے متصل بیٹھا تھا شہزادہ کا سر بلاس پر لگا اور پانوں فراش کی پیٹھ اور کندھے پر زمین سے لگے۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ جوتک رائے جوتشی نے پہلے لکھہ دیا تہا کہ شہزادہ پر تین چار مہینے سخت ہیں وہ کسی مرتفع جا سے گرے مگر اوسکی حیات پر کوئی آسیب نہ پہونچے۔

جب محصول کی وگاہی کا وقت آیا مہابت خان نے لشکر متعین کیا کہ کوہستان مین جا کر افغانون کی زراعت کو کھائین اور تاخت و تاراج و مار دھاڑ مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین جب لشکر شاہی پائے کوتل میں آیا تو سر کوتل پر ہجوم کرکے اوس کو مستحکم کیا جلال خان جو مرد کاردیدہ و پیر محنت کشیدہ تھا اوس نے صلاح وقت اس مین دیکھی کہ دو تین روز توقف کیا جائے۔ افغان جو چند روز کا آذوقہ پیٹھہ پر لادکے لائے ہیں وہ ختم ہو جائیگا

لاچار خود بخود وہ ویران ہوجائینگے اس وقت سہولیت کے ساتھ ہمارے آدمی اس گریوہ دشوار سے گذرینگے اور جب ہم اس کوتل سے گذر جائین گے تو افغان کچھ نہیں کرسکین گے اور اونکو خوب مالش دینگے۔ مگر عزت خان ایک شعلہ تھا رزم افروز اور برق تھی دشمن سوز اسنے جلال خان کی صوابدید پر کچھ خیال نہ کیا۔ برسنہ چند سادات بارھہ کو لیکر چلا۔ افغانون نے جو کثرت سے تھے اوسے گھیر لیا اور اوس کو معہ رفقا کے ہلاک کیا۔ افغانون نے پہاڑ ون کی چوٹیون پر سے پتھر اور تیر مار کرکے بادشاہی جوانون کو مارا اور اس لڑائی مین جلال و مسعود اور بعض اور سردار مارے گئے۔ سپاہ شاہی کو یہ صدمہ پہونچا۔ مہابت خان نے تازہ فوج روانہ کی۔ تھانونکو از سر نو مستحکم کیا اور افغانون کو خوب مارا دھاڑا۔

۲۷ شہریور روز جمعہ کو جہانگیر ویرناگ سرچشمہ دریائے بھت کی سیر کو سوار ہوا۔ پانچ کوس کشتی مین گیا۔ موضع پان پور کے باہر اُترا اس روز بادشاہ پاس کشتوار سے یہ ناخوش خبر آئی کہ جب دلاور خان کشتوار کو فتح کرکے بادشاہ پاس آیا تو اوسنے نصراللہ عرب کو اور چند منصبداروں کو وہان کی محافظت کے لئے مقرر کیا تھا۔ اس عرب نے اپنی راے مین دو خطائین کین ایک یہ کہ وہان کے زمینداروں اور رعایا کو تنگ کیا اور نا ملائم سلوک کیا۔ دوم جو جماعت اوسکی کمک کے لئے مقرر تھی اوسنے اپنے اضافہ منصب کی طمع مین رخصت طلب کی کہ بادشاہ پاس جاکر اپنا مقصد حاصل کریں۔ اوس نے اکثر آدمیون کو رخصت دیدی اسلئے جمعیت اسکی کم ہوگئی۔ زمیندار اس سے جلے ہوئے شورش کی گھات مین بیٹھے تھے اونہون نے اطراف سے ہجوم کرکے پل کو جسپر کہ عبور لشکر و کمک منحصر تھی جلایا اور فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکایا۔ نصراللہ نے دو تین روز متحصن ہوکر ہزار جانفشانی سے اپنی حفاظت کی مگر آذوقہ پاس نہ تھا اور راہ بند تھی۔ ناچار ناطاقت کرکے مردانہ دشمنون سے لڑا اور جان دیدی جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اوسنے جلال خان پسر دلاور خان کو سپاہ کے ساتھ روانہ کیا اور راجہ سنگرام زمیندار جمو کو حکم دیا کہ وہ جمو کی راہ جائے امید ہے کہ دشمنون کو جلد اپنے کام کی سزا ملے۔

فتح کانگڑہ

دوشنبہ ۵ محرم کو فتح کانگڑہ کا مژدہ بادشاہ نے سُنا جسکا حال بادشاہ یہ لکھتا ہے کہ کانگڑہ ایک قدیمی قلعہ شمال رویہ لاہور کے کوہستان مین واقع ہے ابتداء استحکام و دشوار کشائی و متانت و محکمی مین معروف و مشہور ہے۔ ولایت پنجاب کے زمینداروں کا اعتقاد ہے کہ یہ قلعہ کبھی غیر قوم کے ہاتھ مین نہیں گیا اور کسی بیگانہ نے اسپر غلبہ نہین پایا اَلعِلمُ عِندَ اللہ اس زمانہ سے کہ ہندوستان مین صیت اسلام و آوازہ دین مستقیم محمدی بلند ہوا سلاطین والاشکوہ مین سے کسی کو فتح کرنا نصیب نہوا۔ سلطان فیروزشاہ اس قلعہ کی تسخیر مین مصروف ہوا اور مدتوں تک محاصرہ رکھا مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ قلعہ کا استحکام اس حد پر ہے کہ جب تک اہل قلعہ کے پاس قلعہ داری کا سامان اور آذوقہ ہے اوسکی تسخیر مین ظفر نہیں حاصل ہوسکتی۔ باوجود شوکت و استعداد کام و ناکام فقط راجہ کی ملازمت کرنے سے خوش ہوگیا اور محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا۔

جب مین تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام غزاوں مین کہ اپنے ذمہ لازم جانتا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھی اول مینے مرتضےٰ کو ایک بہادر فوج کے ساتھ اس قلعہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ ابھی یہ مہم ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ مر گیا۔ بعد ازان جو ہر مل (جوہڑ مل) پسر راجہ باسو نے اس خدمت کا تعہد کیا اوسکو لشکر کا سردار بنا کے بھیجا مگر اوس نے بدی و بغی و کافر نعمتی کی جس سے تفرقہ عظیم نے لشکر مین راہ پائی اور تسخیر قلعہ میں توقف ہوا لیکن تھوڑی مدت مین وہ مر گیا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان دنون شاہزادہ خرم نے اس خدمت کا تعہد کیا اور اپنے ملازم سندر رائے رایان کو بہت سامان دیکر بھیجا اور بہت سے امراے شاہی کو اوسکی کمک کے لئے اجازت ملی۔ سندر نے زمینداروں میں سے ایک پر فوج بھیجکر لڑائی شروع کی اور احتیاطاً کچھہ نہیں کی بغیر اسکے کہ راہ بر آمد کو استحکام دے اور سرکوبون پر قبضہ کرے پہاڑون کی تنگنایون مین آ کر بے صرفہ جنگ کی جسکے سبب بعض نامی سرداروں کی جان گئی۔ ۱۶ شوال ۱۰۲۹ھ کو لشکر والے دور قلعہ کو گھیر لیا مورچلون کو قسمت کیا۔ مداخل و مخارج قلعہ کو نظر احتیاط سے ملاحظہ کیا۔ آذوقہ کی آمد و شد کی راہ کو مسدود کیا۔ رفتہ رفتہ اہل قلعہ کو تنگ کیا جب ان پاس وہ غلہ جو غذا بن سکے نہ رہا تو اونہون نے اور خشک غلے نمک میں

جوش دیکھائے جس سے اونکی نوبت ہلاکت پر آئی اور کسی راہ سے امید نجات نہ رہی تو ناگزیر امان مانگ کر قلعہ کو حوالہ کیا۔ دو شنبہ غرہ محرم سنہ ۳۱ الٰہی میں یہ فتح ایسی حاصل ہوئی کہ پہلے کسی بادشاہ کو نہیں ہوئی۔

۲۷ مہر الٰہی روز دوشنبہ کو بادشاہ ہندوستان کی طرف چلا۔ زعفران کے پھول کھل رہے تھے۔ بادشاہ سواد شہر سے کوچ کر کے موضع بنیر (بام پور) میں آیا۔ تمام ملک کشمیر میں سوا اس گانوں کے کہیں زعفران نہیں ہوتا۔ یہان جہانتک نظر جاتی تھی پھول کھلے ہوئے تھے اوسکی نسیم دماغون کو معطر کرتی تھی۔ زعفران کا منہ زمین سے پیوستہ ہوتا ہے اسکے پھول کی پانچ پتیان بنفشہ رنگ کی ہوتی ہیں اور گل چنبیہ کی برابر ہوتا ہے اسکے درمیان میں تین شاخیں زعفران کی ہوتی ہیں یہ معمولی سالون میں ۴۰۰ من یعنے ۳۲۰۰ خراسانی من پیدا ہوتا ہے نصف حصہ خالصہ یعنی بادشاہ کا حصہ ہوتا ہے اور نصف حصہ رعایا کا۔ ایک سیر دس روپیہ کو خرید و فروخت ہوتا ہے۔ کبھی کبھی یہ نرخ کم و زیادہ ہوتا ہے یہ دستور ہے کہ گل زعفران کو تول کر کاریگر اپنے گھر لے جاتے ہیں اور زعفران اسمیں سے نکال لیتے ہیں اس کا وزن پھولونکی چوتھائی وزن کی برابر ہوتا ہے۔ وہ اسکو بادشاہی ملازمون کو دیتے ہیں اور اپنی اجرت میں اُسکے زعفران کے وزن کی برابر نمک لیتے ہیں کاشمیر میں نمک نہیں ہوتا۔ ہندوستان سے لیجاتے ہیں۔

بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ کشمیر سے انتہاء کوہستان تک ہر منزل میں بادشاہ اور اوسکے اہل حرم کے لئے ایک عمارت عالیشان تیار کی جائے کہ سرما اور برف میں خیمون میں گذارا نہیں ہو سکتا تھا معماران چابکدست اور کارداران باوقوف نے مصالح کی گرد آوری اور اونکی تیاری میں سعی کی۔ یہ عمارات تھوڑے دنوں میں تیار ہو گئیں۔ بادشاہ نے ایک باغ بنوایا تھا اسمیں ایک تصویر خانہ بنوایا جسمیں سب سے اوپر شبیہ بادشاہ کے د ا د ا ۔ و ر باب کی تھی پھر خود شاہ کی اور اوسکے مقابل شاہ عباس کی پھر اوسکے بعد مرزا کامران و مرزا محمد حکیم و شاہ مراد و سلطان دانیال اور دوسرے درجہ میں اور امرا اور بندہائے خاص کی شبیہ اور خانہ

کشمیر کی زبان +

باہر اطراف مین منازل راہ کشمیر کی اس ترتیب سے کہ آمد وشد ہوئی اور اوسکی تاریخ مجلس شاہان سلیمان حشم بھی ہیراپور سے کرم کالہ تک راہ دو زمینداروں جہدی نایک وحسین نایک کے قبضہ مین ہے یہ دو نو بھائی اگرچہ بظاہر مدارا رکھتے ہیں لیکن باطن مین نہایت عداوت +

پنجشنبہ ہفتم کو موضع ٹھٹہ مین بادشاہ آیا - اس منزل سے آگے ہوا اور زبان ولباس وحیوانات اور مخصوصات ولایت گرمسیر سے بڑا تفاوت معلوم ہوتا ہے یہان کے آدمی فارسی اور ہندی دونو زبانین بولتے ہیں اصل زبان اونکی ہندی ہے - قرب جوار کے سبب سے کشمیری زبان بھی سیکھہ لی ہے - غرض یہان سے ہند مین داخلہ شروع ہوتا ہے - یہان کی عورتین پشمینہ کا لباس نہین پہنتین - ہند کی عورتون کی طرح لباس اور ناک مین نتھہ پہنتی ہین - روز جمعہ ہشتم راجور مین محل نزول ہوا - پہلے زمانہ مین یہان کے باشندے ہندو تھے - یہان کے زمیندارون کو راجہ کہتے تھے سلطان فیروز نے اونکو مسلمان کیا مگر باوجود اسکے وہ اپنے تئین راجہ ہی کہتے تھے اور ہندو پنے کی رسمین انمین جاری تھین جیسے کہ ہندوون کی عورتین اپنے مردہ خاوندون کے ساتھہ ستی ہو جاتی تھین یہان عورتین اپنے مردہ خاوندون کے ساتھہ قبر مین زندہ دفن ہوتی تہین سوا اسکے بے بضاعت آدمی اپنی لڑکیون کا دم گھونٹ کر مار ڈالتے تھے اور ہندوون سے پیوند خویشی کرتے تھے لڑکی دیتے تھے اور لیتے تھے - لینا تو خوب تھا مگر دینا العیوذ باللہ - بادشاہ نے فرمان دیا کہ پھر یہ باتین نہونی پائین اور جو کوئی ان کامون کا مرتکب ہو اسکی سیاست کی جائے -

علی محمد خان خانان کی سرکشی +

سپہ سالار خان خانان اور تمام دولتخواہون کی عرائض سے معلوم ہوا عنبر نے پھر سر اوٹھایا اور اس سبب سے کہ بادشاہ ولایت دوردست مین چلا گیا ہے وہ عہد وپیمان جو بادشاہ سے کئے تہے توڑ ڈالے اور بادشاہی ملک پر دست درازی کی - خانخانان نے خزانہ مانگا تہا اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ بیس لاکھہ روپیہ آگرہ سے متصدی بھیجدین - اسکے سامنے یہ خبر بھی آئی کہ تھانون کو امرا چھوڑ کر داراب خان پاس جمع ہوئے ہیں اور برگی (مرہٹے) لشکر شاہی کے گرد صف بستہ پھرتے ہیں خنجر خان احمد نگر مین متحصن ہوا

Marfat.com

دو تین دفعہ دکنیون سے لڑا اور ہر بار دکنیون کو شکست دی - اور داراب خان دکنیون کی بنگاہ پر چھاپہ مارکر فتحیاب ہوا اور بنگاہ کو لوٹ کر اپنے لشکرگاہ مین آیا لشکر مین غلہ کی بڑی عسرت تھی اسلیئے وہ گریوہ دھنگرہ سے پایان گھاٹ مین آئے کہ غلہ سہولیت سے حاصل ہو ناگزیر بالاپور مین لشکر آیا - یہان بھی دشمنون نے پیچھا نہ چھوڑا - راجہ نرسنگھ دیو نے غنیم پر حملہ کیا اور بہت آدمیونکو قتل کیا حبشی منصور کو زندہ گرفتار کرکے قتل کیا - بادشاہ کشمیر میں سیر و شکار مین مصروف تھا +

معاملات دکن بشہزادہ شاہجہان سپردن ۱۰۲۹ھ +

متصدیان ممالک جنوبی کی متواتر عرائض آئین کہ بادشاہ مرکز خلافت سے زیادہ دور ہوگیا ہے - دکن کے دنیاداروں نے نقض عہد کیا اور فتنہ و فساد اوٹھایا اور اپنی حد سے پانوں باہر رکھکر احمدنگر و برار کے مقامات پر متصرف ہوئے ہیں چنانچہ مکرر عرائض آئین کہ اہل دکنیون کا مدار کار تاخت و تاراج و آگ لگانے اور زراعت کے ضایع کرنے پر ہے - اول مرتبہ مین کہ حضور نے ممالک جنوبی کی تسخیر کے لیے سفر کیا تھا اور شاہزادہ خرم کو سرداری لشکر پر سرافراز کیا تہا جب برہانپور مین وہ آیا تو گربزت و حیلہ سازی سے کہ اونکی ذات فتنہ سرشت کو لازم ہے اوسکو شفیع بنا کے ولایت بادشاہی کو چھوڑ دیا تھا اور پیشکش میں نقد و جنس بادشاہ پاس بہیجا تھا اور تعہد کیا تھا کہ بعد اسکے سررشتہ بندگی کو ہاتھ سے نہ دیں گے اور حد ادب سے پاؤں باہر نہ رکھینگے اسکا بیان پہلے ہوچکا ہے شاہ کے کہنے سے قلعۂ شادی آباد منڈو میں بادشاہ نے قیام کیا اور اوسکی استشفاع سے اونکی تضرع و زاری کے خیال کرکے اونکی بخشایش کی اب وہ نقض عہد کرکے شہر بشنی کی اور شیوہ اطاعت و بندگی سے انحراف کیا اسلیئے بادشاہ نے پھر شاہجہان کو سپاہ کی سرگردگی پر متعین کیا - لیکن مہم کانگڑہ اسکے سپرد تھی اور اکثر کارآمدنی آدمی اس خدمت میں بہیجے گئے تہے اسلیئے اس کام میں چند روز التوا ہوا اب ان دنون میں عرائض پے در پے آئین کہ غنیم قوی ہوگیا ہے ساٹھہ ہزار سوار اوس پاس جمع ہیں زیادہ تر ملک بادشاہی پر متصرف ہوگیا ہے اور ہر جگہ سے تھانہ کو اوٹھاکر کھرکی مین جمع ہوئے ہیں تین مہینہ سے مخالفون سے رزم و پیکار ہورہا ہے

تین بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ ہر دفعہ بادشاہی لشکر کو غلبہ ہا لیکن کسی راہ سے غلہ و آذوقہ لشکر
میں نہ پہنچ سکا اور لشکرگاہ کے گرد تاخت و تاراج دشمن مصروف رہا عسرت غلہ کی کوئی انتہا باقی
نہ رہی - چارپائے مر گئے یا دبلے ہو گئے - ناگزیر بالاگھاٹ سے اُتر کر بالاپور میں توقف کیا
تو دشمن تعاقب میں اور دلیر ہو کر حوالی بالاپور میں آیا - قزاقی اور بگی گری میں مشغول ہوا بادشاہی
چھہ سات ہزار سوار تھے - جنگ عظیم ہوئی اور اونکا بنگاہ تاراج ہوا - بہت سے قتل و اسیر ہوئے لیکن جب
لشکر شاہی پھرا تو پھر دشمنوں نے اطراف سے لشکر شاہی پر ہجوم کیا اور لڑتے ہوئے لشکر شاہی
پر آ گئے - جانبین سے قریب ایک ہزار آدمیوں کے قتل ہوئے - اس حملہ کے بعد بالاپور میں چار
مہینے توقف ہوا جب عسرت غلہ نہایت کو پہنچی تو صلاح توقف میں نہ دیکھی - برہان پور
میں لشکر شاہی آیا لشکر کے پیچھے دشمن آئے - برہانپور کا اُنہوں نے محاصرہ کیا چھہ مہینہ تک
برہانپور کو وہ گھیرے رہے اور برار اور خاندیس کے اکثر حصہ پر وہ متصرف ہوئے اور محصول
کو تحصیل کیا - لشکر نے بہت محنت و تکلیف اوٹھائی تھی چوپایوں میں جان نہ تھی لشکر شاہی
شہر سے باہر نکل کر دشمنوں کو تنبیہ نہیں کر سکتا - اور اس سبب سے دشمن کا غرور اور پندار بڑھتا جاتا
تھا اس حال میں بادشاہ آگرہ میں آ گیا اور کانگڑہ فتح ہو گیا چہارم دی مہینے کو شاہجہان کو
دکن رخصت کیا - بادشاہ نے حکم دیدیا کہ ملک دکن کی تسخیر کے بعد وہ دو کروڑ دام ولایت مفتوحہ
سے اپنے انعام میں لے کر متصرف ہو - ۵۰ ہ منصبدار - ایک ہزار احدی و ایک ہزار برق انداز
رومی اور ایک ہزار توپچی پیادے و توپخانے و ہاتھی سوار اٹھتیس ہزار سواروں کے جو اسطرف
تھے اوسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے اور ایک کروڑ روپیہ مدد خرچ کے لیے مقرر ہوا - اس اثنا
میں بادشاہ نے دارالخلافہ کی طرف کوچ کیا - بادشاہ نے یہ سفر دارالسلطنت لاہور سے دارالخلافہ
آگرہ تک دو ماہ دس روز میں ۹۴ کوچ اور ۴۱ مقاموں میں ختم کیا - ہر روز شکار کھیلا -

روز دوشنبہ ۷ ربیع الآخر ۱۰۳۱ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۲۲ء کو نوروز ہوا -

ایک عجیب واقعہ ہے کہ پرگنہ جالندھر کے ایک موضع میں صبح کے وقت مشرق کی جانب میں
ایک غوغا عظیم و مہیب ایسا اُٹھا کہ قریب تھا لوگوں کی جان نکل جائے اس شور و شغب میں

Marfat.com

آسمان پر سے ایک وزنی زمین پر آئی خلقت کو یہ گمان ہوا کہ آسمان سے آگ برستی ہے بعد ایک لحظہ کے یہ شورش موقوف ہوئی اور لوگونکا ہول گیا۔ اس قطعہ زمین پر محمد سعید عامل پرگنہ گیا اور وہان دیکھا کہ بارہ گز زمین طول اور عرض مین اس قدر جل گئی تہی کہ سبزہ و گیاہ کا نشان باقی نہیں رہا تھا مگر حرارت و تفسیدگی ہنوز باقی تھی۔ اوسنے اس زمین کو کھدوایا جسقدر اوسکو زیادہ کہودتے تھے اوسی قدر حرارت اور تپش زیادہ ظاہر ہوتی تھی یہانتک کہ ایک پارچہ آہن تفتہ نمودار ہوا۔ وہ اتنا گرم تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی آگ کی بھٹی سے نکلا ہے کچھہ دیر کے بعد وہ ٹھنڈا ہوا وہ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا گیا۔ بادشاہ نے اوسے تلوایا تو ۱۶۰ تولہ وزن مین ہوا اوستاد داؤد کو حکم ہوا کہ اسکی شمشیر و خنجر و کارد بناکر لائے۔ اوسنے عرض کیا کہ وہ ہتک (ہتوڑے) کے نیچے نہیں ٹھیرتا۔ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے تو بادشاہ نے اوسکو حکم دیا کہ اس مین اور قسم کا لوہا ملاکر عمل کر اوسنے تین حصے آہن برق اور ایک حصہ اور لوہا ملایا اور دو شمشیر اور ایک کارد اور ایک خنجر بناکے لایا شمشیر یمانی کی طرح یہ شمشیر خم ہوتی تھی اور اصل شمشیرون کی برابر کاٹ کرتی تھی شعلہ برق شاہی اوسکی تاریخ ہوئی۔ بعض آدمیون کا گمان یہ ہے کہ داؤد نے کسی اور لوہے کی یہ چیزین بنادین +

خبر آئی کہ دکنیون کی فوج نے دریاء نربدا سے عبور کیا اور ملک مالوہ میں داخل ہوئی اور تاخت و تاراج کی خرابی پھیلائی۔ اونھون نے سنا کہ شاہجہان کی سپاہ قریب آگئی ہے اور اوسنے خواجہ ابوالحسن کو پانچہزار سوارون کے ساتھہ اونکی تنبیہ کے لئے بطریق ہراول بھیجا ہے تو وہ بھاگے۔ ابوالحسن پاشنہ کوب اُنکے تعاقب مین دریاء نربدا سے پار گیا اور بادشاہی آدمیون کے ہاتھہ غنیمت اور قیدی زیادہ ہاتھہ لگے۔ جہانگیر نے شاہجہان کو چوبیس برس کے عمر حسن وزن سال گرہ میں بہ تکلف شراب پلائی تھی جیسے کہ بابر بادشاہ نے رانا سانگا کی لڑائی مین شراب اور منہیات سے توبہ کی تھی اسطرح شاہجہان نے اکتیوین سال کی عمر میں دکن کی فتح کے لئے خدا سے عہد کیا کہ پھر وہ شراب سے لب آلودہ نہ ہوگا اور اوسنے شراب کے ظروف طلائی توڑ ڈالے اور اونکو مستحقون کو دیدیا اور آب چنبل مین جسکے کنارہ پر وہ اُترا ہوا تھا شراب کو ڈلوا دیا +

حبذا شاہے کہ در عہد شباب ... شد ز توبہ ہمچو پیران کامیاب

اگر سلاطین سلف کے حال دیکھیے تو تعجب ہوتا ہے کہ شاہجہان نے باوجود نشہ جوانی وریاست کامرانی ودستگاہ عیش وخمار روز جزا کے اندیشہ سے سرمایہ نقد النشاط کو چھوڑ دیا

اب شاہجہان کا خیمہ شادی آباد کے قلعہ مانڈو میں آیا۔ خانخانان اور داراب خان اور سپہ سالاران دکھن کی عرضداشت آئی کہ دکھن کی سپاہ ساٹھ ہزار سے زیادہ ہے اور اوسکے سردار عمدہ ہیں اور وہ برہان پور کے حوالی میں بطریق محاصرہ پھر رہی ہے اس عرضداشت پر بعض مقربون نے عرض کیا کہ اکثر ملکی اور جمعیت بادشاہی اور مردم سرکاری سرانجام سفر کے لئے پیچھے رہ گئے ہیں حوالی قلعہ میں چندروز دریا کے اس طرف توقف کرنا چاہیے لیکن شاہجہان نے کچھ نہ سُنا اور سولہ ہزار سوار جو اس پاس حاضر تھے اُن کو لیکر آب نربدہ سے عبور کیا اور دریا کے کنارہ پر عبد اللہ خان جو عمدہ ملکی تھا دو ہزار سوارون کے ساتھ شاہجہان سے آن ملا شاہجہان نے فوج بندی کی ترتیب دی عبد اللہ خان کو اور دلاورون کے ساتھ نبرد کا ہراول بنایا اور راجہ بکرماجیت کو برنغار اور خواجہ ابو الحسن کو جرنغار قرار دیا۔ دریا کے کنارہ سے برہان پور تک چار روز کی راہ ہے اور دکھنیون کی ایک تاخت سے زیادہ نہیں ہے شب خون کے لئے احتیاط کی گئی جب لشکر شاہی برہان پور کے قریب آیا تو خانخانان وداراب خان اور اور منصبدیان متعینان شاہجہان کی خدمت میں آئے اور اونھون نے عرض کیا کہ باوجود لشکر کے جانے کے دکنی پانچ چار کوس برہان پور سے پھیلے ہوئے ہیں اور شوخیان کرتے ہیں صلاح دولت یہ ہے کہ غنیم زیادہ قوی ہو گیا ہے اور اوسکی کومکی فوجیں آ گئی ہیں برسات میں دو مہینے باقی ہیں فی الحال فوج دکھن کو آگے سے ہٹا کر اور آب پورنا سے پار ہو کر اطراف کی فوج کے جمع ہونے تک اور دو تین مہینے برسات کی شدت گذرنے تک آب پورنا پر کہ برہان پور سے چودہ پندرہ کوس ہے چھاونی ڈالکر توقف کرنا چاہیے جب بارش کی تخفیف ہو تو مخالفون کے ملک میں

داخل ہو کر اونکی تنبیہ کرنی چاہیئے شاہجہان نے اسکا جواب دیا کہ تمھارے نزدیک جو نیک
صلاح تھی وہ تمنے عرض کی ہم جس بات کو نیک جانینگے اوسپر عمل کرینگے - اس کے بعد بخشیون اور دیوانون
کو حکم دیا کہ ان منصبدارون کو جنکی جاگیرین دکنیون کے قبضہ مین چلی گئی ہیں اور وہ متعین آدمی کہ
دو رو دست جاگیر رکھتے ہین از روئے سررشتہ دفتر بغیر اسکے کہ متصدیون کی مطلوبہ اسناد تیار ہون
اور اونکی طرف رجوع کی جائے انکو خزانہ سے جو ہمراہ ہے اور جہان زر سرکار ہو وہان واقف کار
سزاول مقرر کرکے ارباب طلب کو شش ماہہ تنخواہ دیدیں اور محصلون کو متعین کرین کہ اسپ و
باربردار و یراق جنکے پاس نہ ہو وہ اس کو خریدکر کے موجود کرے خود بدولت عشاء کی نماز تک
سپاہ کی حال کی برداخت مین متوجہ رہے تین روز مین چالیس لاکھ روپیہ سپاہ کو تقسیم کیا
اور تیس ہزار سوارون کو پانچ نامدار تجربہ کار کارزار دیدہ مین تقسیم کیا تین فوجین بسرکردگی
عبداللہ خان و دارابخان و خواجہ ابوالحسن امرائے بادشاہی کو اور دو فوجین بسرداری راجہ
بکرماجیت و راجہ بھیم اپنے عمدہ نوکرون کے سپرد کیں - شاہزادہ کی سرکار مین جو سات ہزار
سوار تھے اونکا اور اپنی تمام فوج کا اہتمام راجہ بکرماجیت کے حوالہ کیا اور سب کو داراب خان
کا محکوم کیا جنگ دکھن مین تمام شورش و یورش چنداول پر عقب مین ہوتی ہے اسلئے
شاہجہان نے حکم دیا کہ ان پانچ فوج کے سردارون مین نوبت بہ نوبت ہر ایک ایک دن
چنداولی کیا کرے - سردارون کو اسپ و فیل و جواہر و خلعت فاخرہ دیکر خوش دل کیا -
اور دکنیون کی تنبیہ و تادیب کے لئے رخصت کیا - جب سپاہ نے برہان پور سے چار پانچ کوس پر
آب تپتی سے عبور کیا تو دوسرے تیسرے کوچ مین یاقوت خان حبشی نے جو عنبر کا نامدار سپہ سالار
تھا وہ بھاری فوج جنگی لیکر ناگہان چنداول پر جھکا - اوس دن چنداول مین خواجہ ابوالحسن کی
باری تھی - دکنیون نے ایسی جرأت کی کہ لشکر شاہی مین تزلزل آگیا - باوجودیکہ دکنیون کا
لشکر شاہی سے سہ چند تھا مگر خواجہ ابوالحسن نے ایسی استقامت سے رزم کی کہ پانچ سو دکنی
مارے گئے اور بہت سے زخمی و اسیر ہوئے اور یاقوت خان بھاگ گیا - بادشاہی آدمیوں کو
غنیمت وافر ہاتھ آئی خواجہ ابوالحسن کے ہمراہیون مین لشکر شاہی نے بہادردی بیگ ترکمان

اور شیر بہادر زخمی ہوئے۔ دکنیون کے تعاقب مین لشکر شاہی نے آب پورنا سے عبور کیا
جو برہانپور سے چودہ پندرہ کوس غربی ذرو ہے۔ اور بلکاپور کے نزدیک نزول کیا ابھی
لشکر کی بعض بہیر راہ مین تھی۔ اور داراب خان اور راجہ بکرماجیت ترتیب فوج کے لئے
اُترنے کے واسطے اطراف لشکر مین پھرتے تھے کہ دلاورخان و آتش خان نظام الملکی
چودہ پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ بے خبر آن پہونچے ایک طرف سے بان مارنے اور
دوسری طرف سے بہیر کے لوٹنے مین مصروف ہوئے اور اونھون نے آشوب و غلغلہ عظیم ڈالا
شاہی سپاہ نے تردد نمایان کیا۔ زد و خورد مین طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے
اور دکنیون کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر پھر اونھون نے بہیر کے کمر گاہ پر دوبارہ حملہ کرکے
ایک جماعت کو مار ڈالا اور دست اندازی کی اور بھاگ گئے۔ پھر لشکر شاہی گھاٹ دیوگی بلندی
پر آیا اور ملک نظام الملک مین داخل ہوا۔ اور ملک کی تاخت و تاراج شروع کی۔ ملک عنبر کے
سردارون مثل یاقوت خان و لاور خان حبشی و آتش خان و جادو رائو اور بینگ رائو و
ساہوجی بھوسلہ وغیرہ نے اتفاق کرکے ایک دو فوج کو بادشاہی سرفوجون کے مقابل مین
سیلاب بلا کی طرح بھیجا اور ایک دو فوج نے اطراف لشکر کو گھیر کر بان مارنے شروع کئے راجہ
بکرماجیت نے استقامت مردانہ کی سید صلابت خان و سید علی و سید مظفر بارہ نے راجہ بکرماجیت کی مدد مین نمایان کارنامی
کی۔ یہ سب سادات بارہ مین سے تھے۔ دونو طرف سے بڑی مردانگی ظہور مین آئی اور جب بینگ رائو جو دکھنی مین بڑا
تہا مجمع کثیر کے ساتھ کشتہ ہوا اور بادشاہ کی طرف سے سید مظفر بارہ جمشید خان حبشی کام مین آئے
سید مظفر بارہ جسکا آخر کو خان جہان خطاب ہوا سادات بارہ مین سے علم شہرت بلند کیا اور اوس
کے دو بھتیجون کے چار زخم کاری لگے اور وہ گھوڑے سے گری اور اونھون نے عرصہ کارزار کو گلگون کیا
اور بہت سے آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوئے تو دکھنی بھاگ گئے۔ دکھنیون کا دستور ہے کہ
وہ فرار ہوکر پھر بازگشت کرکے دشمن سے لڑتے ہیں۔ یاقوت خان نے عین فرار مین بازگشت
کرکے دوسری طرف عقب فوج شاہی پر تاخت کی اور از سر نو فوج شاہی مین تزلزل پیدا کیا
تردد نمایان کے بعد پانچ عمدہ نوکر شاہی اور شاہزادہ کے آدمیون کی ایک جماعت جاں بحق گئی

Marfat.com

اور غنیم کی طرف سے فیروز خان حبشی کہ ملک عنبر کا نامی سردار تھا مع سات سو نفر کے کشتہ ہوا اور خیمہ خرگاہ بہت سا غارت گیا - گو دکنیون کو ہزیمت ہوئی مگر روز جدال و قتال رہتی -
یہان تک کہ اواخر اُردی بہشت مین کھڑکی سے جسکو اورنگ آباد اب کہتے ہین چھہ کوس پر لشکر شاہی آیا - ساری رات لشکر کے گرد دکنی شوخیان کرتے رہے - صبح کو ہر طرف سے کئی ہزار سوارون نے نامدار سردارون کے ساتھ لشکر شاہی کی اطراف پر قزاقون کی طرح حملہ کرنا شروع کیا اور دست برد کر کے فرار ہوئے اور پھر مقابل ہوئے - بادشاہی سردار بھی ہر جانب مین اُنپر تاخت کرتے تھے اور اونکے سر کو تن سے اور تن کو سر سے جدا کرتے تھے - ملک عنبر سراسیمہ وار نظام الملک کو جو اسکا آقا و مجبور تھا اپنے ساتھ لیکر اور کار آمد اسباب اور اثقال کو اٹھا کر قلعہ دولت آباد کے نیچے پناہ مین لے گیا اور لشکر کو مقابلہ کے لئے مقرر کیا کہ وہ اطراف لشکر شاہی پر قزاقون کے طور پر شوخی کرتے رہین اور رسد اور گھاس کو کہین نہ چھوڑین لشکر شاہی نے کھڑکی پر تاخت کر کے اوسکی عمارات عالم نشین کو جو بیس برس مین بنی تھین ایسا جلایا کہ پھر بیس برس مین آیندہ اونکے بننے کی امید نہین
تین روز بعد دولت آباد کے محاصرہ پر فوج شاہی متوجہ ہوئی - اس دن سرداران غنیم سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور اوس مین عبد اللہ خان نے سردارون سے مقابلہ کیا اور تردد نمایان کیا اور بہت دکنیون کو تہ تیغ کیا - احمد نگر مین خنجر خان قلعہ دار تھا - باوجودیکہ ایام محاصرہ کو امتداد ہوا - مگر اوسکی پامردی سے دکنیون کے ہاتھہ یہ قلعہ نہ آیا - اِن دنون مین ذخیرہ کے ختم ہونے سے اور دکنیون کی زیادہ شوخیون سے قلعہ دار کا حال تنگ ہو گیا تھا اس لیے مصلحت یہ قرار پائی کہ لشکر شاہی احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جو ہر حبشی داماد عنبر جو احمد نگر کے محاصرہ مین مشغول ہے اوسکو وہان سے تنبیہ کر کے اور اس ضلع کے حوالی سے دفع کر کے اور ذخیرہ سے خاطر جمع کر کے ناسک و سنگم نیر کی طرف جا کے - یہ ملک سیر حاصل آباد ہے جب فوجین احمد نگر کو روانہ ہوئین خنجر خان قلعہ دار نے خبر پائی تقویت بہم پہنچا کر استعداد تمام قلعہ سے نکلکر جو ہر حبشی پر تاخت کی اور ڈھائی سو نفر کشتہ و زخمی کئے اور دکنیون کو

ہزیمت دیکر قلعہ سے پرے ہٹا دیا افواج بادشاہی نے مونگی پٹن کے نزدیک پایان گنگا کے کنارہ پر نصف راہ مین یہ خبر سُنی اسوقت غنیم کی سپاہین بھی فراہم ہو گئی تھین کہ ان مین جو ہر مع فوج کے آن ملا اور راہ کے مابین کوچ کے وقت اور رات کو زیادہ شوخیان کرنے لگا۔ بادشاہی سردارون نے بھی اس جماعت کی تنبیہ کے لیے اتفاق کرکے تین فوجیں بنائین۔ چار پانچ ہزار سپاہ بنگاہ مین چھوڑی اور باقی فوج نے دلاور خان اور آتش خان پر جنکے پاس پچیس ہزار سوار تھے صف آرا تاخت کی۔ دوسری طرف سے عبداللہ خان اور راجہ بکرماجیت اور خواجہ ابوالحسن نے تاخت کی اور ایسی ہی باقی اور طرفون سے لشکر شاہی نے دکنیون پر حملہ کیا۔ دکن کے سردارون نے بھی مردانہ وار استقلال کے ساتھ جنگ کی۔ ہر طرف سے ایک عجیب جدال و قتال اور غریب ستخیز نمودار ہوئی ہر طرف نے سعی و تلاش کی داد دی اور جلادت رستمانہ بروئے کار لائے۔ اور دکھنیوں کو ہٹا کر اونکی بنگاہ تک پہنچاتے تھے اور عنبر کی سپاہ ہزیمت پاکر پھر مستعد کارزار ہوتی تھی اور مقابلہ مین آتی تھی۔ بہت سوار پیادے کشتہ و زخمی ہوئے۔ تمام دن آتش جنگ مشتعل رہی۔ اس دار و گیر مین خواجہ ابوالحسن و راجہ بکرماجیت سے ترددات نمایان ظہور مین آئے اور غنیم کے دو ہزار آدمیون سے زیادہ اونھون نے مارے اور بادشاہی آدمی بھی بہت مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ بہت سی زد و خورد اور دستگیر ہونے کے بعد دکنیون کے ایک دو سردار فرار ہوگئے۔ شاہزادہ شاہجہان نے دو اور فوجین خاندیس اور برار کے پرگنون کے ضبط کی واسطے بسرداری محمد تقی متعین کین۔ اسنے بہت سی لڑائیان دکنیون سے ہوئین مگر آخر کو ان سب کی تادیب کی گئی اور اون کو مغلوب کیا اور ملک کا انتظام از سرنو ہوا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عنبر اپنے لشکر کی پے درپے شکستون سے شکستہ بال ہوا اور جب اوسنے سنا کہ لشکر شاہی ناسک اور ترنبک کی جانب عزیمت رکھتا ہے تو اوسنے وکلاے معتبر شاہجہان پاس بھیجے اور اپنے عجز و انکسار کا اظہار کیا اور خجالت و ندامت زدہ ہو کر عذر کیا اور اس امر کا شکوہ کیا کہ اول دفعہ مہم دکن مین

جو حضرت تشریف لائے تھے تو عادل خان کو مشمول عواطف و مورد عنایات کیا تھا اور اس غلام کو بے اعتبار کیا تہا اور بندہ خاکسار کو قابل جبہ سائی شکر عنایات بندہ پروری اور الطاف شاہانہ کے نہ جانا تہا کہ اپنے جرائم کا شفیع بناکر عفو و رحمت کی طلب کرتا۔ اب میری یہ التماس ہے کہ اس غلام کے جرائم پر قلم عفو کھینچا جائے۔ تو مین تعہد کرتا ہون کہ من بعد اطاعت سے سر نہ پہیرونگا۔ اور جریمہ گذشتہ اور پیشکش حال اور آئندہ سال بسال حضور مین بہیجتا رہونگا۔ پچاس لاکھ روپیہ ابھی دیتا ہون اور یہ مقرر کرتا ہون کہ چودہ پندرہ لاکھ روپیہ کی محال سوائے ملک مفتوحہ سابق متصل سرحد بادشاہی کے متصدیان سرکار کو حوالہ کرتا ہون اور بدرقہ ہمراہ کرکے قلعہ احمد آباد مین ذخیرہ بہیجتا ہون۔ شاہزادہ نے ملک کی خرابی اور غلہ کی گرانی اور کاہ کی آفت پر نظر کرکے عنبر کی التماسات کو قبول کرلیا۔ افضل خان کو عرضداشت فتح و عرائض عنبر کے ساتھ جہانگیر پاس بہیجا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا بادشاہ نے جو اپنی علالت کا حال خود لکہا ہے اس کو مختصر کرکے مین لکھتا ہون۔

علالت جہانگیر

کشمیر مین دسہرہ کے جشن مین گرفتگی نفس (ضیق النفس) و کوتاہی دم کا اثر مجھے محسوس ہوا۔ بارش و رطوبت ہوا کی کثرت سے دل کے نزدیک جانب چپ مین مجرائے نفس مین گرانی اور گرفتگی ظاہر ہوئی۔ رفتہ رفتہ اوسکا امتداد اور اشتداد ہوا۔ اطبانے گرم دوائیون سے ملایم تدبیرات کے ساتھ علاج کیا بظاہر کچھ تخفیف ہوئی جب اس گریوہ سے باہر آیا تو پھر مرض کی شدت ہوئی چندروز بکری کا دودہ اور پھر اونٹنی کا دودہ پیا کسی سے کچھ فائدہ نہ ہوا مختلف طبیبون کا علاج کیا مگر آرام نہ ہوا تدبیرات ظاہری سے دل برداشتہ ہوکر حکیم علی الاطلاق کو اپنے تئین سونپ دیا۔ شراب کا نشہ کم ہوتا تہا اسلئے روز ضابطہ و معتاد کے برخلاف زیادہ شراب پیتا تہا رفتہ رفتہ اوسکی افراط ہوئی جب ہوا گرم چلنے لگی تو ضرر اسکا محسوس ہوا۔ ناتوانی کی تکلیف روز بروز زیادہ ہوئی۔ نورجہان بیگم نے جسکا تجربہ ان اطبا سے بڑہا ہوا تھا اور مہربانی اور دلسوزی تجربہ و تدبیر

انکے ساتھ بھی اوسنے پیالہ کو کم کیا اور جو تدبیرات کہ مناسب وقت اور ملائم حال تھیں وہ کیں اگرچہ پہلے اس سے بھی اطبا علاج اسکی صوابدید و صلاح سے کرتے تھے لیکن اس وقت مین نے اوسکی مہربانی پر مدار رکھا اور شراب کو بتدریج کم کیا اور نامناسب چیزون اور ناموافق غذاؤں سے پرہیز کیا شروع سال میں چہرہ پر آثار صحت نمودار ہوئے جشن وزن میں بادشاہ کا وزن پہلے تین من سے ایک دو سیر زیادہ ہوتا تھا لیکن علالت کے سبب سے ایسا لاغر ہوگیا تھا کہ ۲ من ۱ سیر وزن ہوا جبسے نورجہان عقد ازدواج میں آئی ہے شمسی و قمری وزنون کے تمام جشنون مین اونکی لوازم کو جیساکہ اس دولت کے لائق ہین وہ ترتیب کرتی تھی اور اپنی سعادت و نیک بختی کا سرمایہ جانتی تھی لیکن اس جشن مین بیش از بیش تکلفات زیادہ کئے اور اس مجلس اور ترتیب بزم میں بہت توجہ کی۔ بادشاہ کا جشن صحت نورجہان نے بڑی دھوم دھام سے کیا +

پرویز کا آنا۔

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر پرویز کو ہوئی تو فرمان طلب کا مقید نہ ہوا بلکہ بے تابانہ بادشاہ کی ملازمت مین آیا۔ تین دفعہ تخت کے صدقے پھرا۔ بادشاہ اوسکو منع کرتا اور قسمین دیتا مگر وہ زاری اور تضرع زیادہ کرتا تھا۔ بادشاہ نے اوسکا ہاتھ پکڑکر گلے لگایا۔

والدہ نورجہان نے انتقال کیا۔ اس مین ساری خوبیان جو عورت میں ہونی چاہئیں موجود تھیں۔ بادشاہ اوسکو اپنی مادر حقیقی کی برابر جانتا تھا۔ ایسی عورتین خوش نصیب کم ہوتی ہیں کہ بیٹی نورجہان۔ بیٹا آصف خان۔ خاوند اعتماد الدولہ۔ یہ تینون ایسی عمدہ صفات رکھتے تھے کہ کمتر ہوتی ہیں +

ماہ گرہ کا سفر اور اعتماد الدولہ کی وفات +

آگرہ کی ہوا حرارت کی شدت کے سبب سے بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ تھی۔ ۱۳ اردو روز دوشنبہ آبان ۱۵ جلوس مین کوہستان شمالی کی طرف بادشاہ نے کوچ کیا۔ اوسنے ارادہ کیا تھا کہ اگر کسی ناحیہ کی آب و ہوا اعتدال کے قریب ہوگی تو آب گنگ کے کنارہ پر ایک خوش سرزمین پر ایک شہر آباد کرونگا کہ موسم تابستان مین محل اقامت ہو اور نہین کشمیر کی جانب جاؤنگا۔ ۱۴ ماہ صفر ۱۰۳۱ کو ہردوار مین مقام ہوا۔ اس کوہ کی آب و ہوا بادشاہ کو پسند نہ آئی اور کوئی سرزمین قابل اقامت نظر نہ پڑی تو بادشاہ نے کوہ جمو و کانگڑہ کی طرف نہضت کی۔ ۱۶ کو منزل

Marfat.com

بہلون مین بادشاہ آیا۔ یہان لشکر کو چھوڑا۔ خاص ملازمون کو لیکر قلعہ مذکور کی سیر و تماشے کے لئے روانہ ہوا۔ اعتماد الدولہ بیمار تھا اوسکو یہین چھوڑا۔ صادق خان میر بخشی کو اوسکی محافظت حال کے لئے اور لشکر کی محارست کیلئے متعین کیا۔ دوسرے روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ اعتماد الدولہ کا حال متغیر ہوا۔ اور اوس کے چہرہ احوال سے علامت یاس نظر آتی ہے۔ نور جہان کے اضطراب کے سبب اور اپنے التفات کی وجہ سے جو اوس کے ساتھ تھا۔ بادشاہ بیتاب ہوکر اپنے لشکر مین پھر الٹا چلا آیا۔ آخر دن کو بادشاہ اسے دیکھنے آیا۔ سکرات کا وقت تھا کبھی بیہوش ہوتا تھا کبھی ہوش مین آتا تھا۔ بادشاہ دو گھنٹے اوسکے سرہانے ٹھیر کر چلا آیا تو اعتماد الدولہ کی جان نکل گئی۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ اس واقعہ وحشت افزا سے مجھ پر جو کچھ گذرا اسے بیان نہیں کرسکتا وہ وزیر عاقل کامل تھا اور مصاحب بھی دانا مہربان۔

از شمار دو چشم یک تن کم
در حساب خرد ہزاران بیش

باوجودیکہ ایسی سلطنت کا بار اوسکے دوش اختیار پر تھا اور یہ ممکن و مقدور بشر نہیں ہے کہ داخل تصرف مین سب کو اپنے سے راضی رکھ سکے۔ کوئی شخص اپنی غرض مطلب و مہم سازی کے واسطے اعتماد الدولہ کے نزدیک نہیں جاتا تھا کہ اوس سے آزردہ ہوکر آئے۔ وہ اپنے صاحب کی دولت خواہی اور کفایت کی مراعات کرتا تھا۔ ارباب حاجت کو خورسند و امیدوار رکھتا تھا۔ سچ یہ ہے کہ یہ شیوہ اسی کے ساتھ مخصوص تھا۔ دوسرے روز مین اوسکے فرزندان اور خویشون کی پرسش کو گیا۔ اکتالیس آدمی اوسکے فرزندون اور قوم مین اور بارہ آدمی اوسکے ہمنشینون مین تھے اُن کو خلعت عنایت کیا اور ماتم کا لباس اُتروایا۔ اعتماد الدولہ کا متروکہ خزانہ و اسباب تجمل یہانتک کہ نوبت کا بجانا نور جہان کو مرحمت کیا۔ پھر بادشاہ چار منزلیں طے کرکے بان گنگا کے کنارہ پر آیا۔ راجہ چنبا کی پیشکش پیش ہوئی۔ اوسکا ملک کانگڑہ سے ۲۵ کروہ ہے۔ کوہستان مین کوئی اس سے زیادہ عمدہ زمیندار نہین ہے۔ اس ملک مین زمیندارون کی گریزگاہ اوس کا ملک ہے۔ اس مین دشوار گذار گھاٹیان ہین۔ ابتک وہ کسی بادشاہ کی اطاعت نہین کی تھی اور نہ پیشکش بھیجی تھی
۲۴۔ ماہ دی کو قلعہ کانگڑہ مین سیر کو گیا اور حکم دیا کہ قاضی و میر عدل او علماء اسلام جو کہ ہمرکاب ہون

Marfat.com

اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی ہون۔ قلعہ مذکور مین عمل مین آئین۔ اس قلعہ میں اذان دی گئی خطبہ پڑھا گیا گائے وغیرہ ذبح ہوئی غرض وہ باتین ہوئیں جو بناء قلعہ سے اب تک نہ ہوئی تہیں اور ایک مسجد عالی بنانے کا حکم دیا۔ قلعہ کانگڑہ ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اور استحکام و متانت اس حد پر ہے کہ اگر ذخیرہ اور لوازم قلعہ داری برجا ہیں تو کسی کا ہاتھ اوس کے دامن تک نہین پہنچ سکے۔ اور کمند تدبیر اوسکی تسخیر سے کوتاہ ہے اگرچہ بعض جگہ سرکوب رکھتا ہے اور وہان توپ و تفنگ جا سکتی ہیں لیکن اس سے حصاریون کو زیان نہین پہنچا سکتیں وہ نقل مکان دوسری جگہ کرکے اونکے آسیب سے محفوظ رہ سکتے ہین بادشاہ قلعہ کی سیر کرکے درگاہ بتخانہ کی سیر کو گیا جو بہون مشہور ہے وہان ہندوؤن کے سوا مسلمان بھی بہت دور دور سے آکر نذرین چڑھاتے ہین بتخانہ کے نزدیک اس کوہ میں خالص گوگرد کی کان معلوم ہوتی ہے اور اثر آتش و تابش سے ہمیشہ آتشی شعلے نکلتے رہتے ہیں اوسکا نام جوالا مکھی رکھا ہے اور اوسکو ایک بت کی کرامت قرار دیا ہے۔ فی الواقع ہندوؤن نے اعتقاد درست و راست رکھکر عوام الناس کو دھوکا دیا ہے ہنود کہتے ہیں کہ زن مہادیو کی عمر ختم ہوئی تو مہادیو نے غایت محبت و تعلق کے سبب سے جو اوسکے ساتھ تھا اوسکی لاش کو کندھے پر رکھکر جہان میں پہرا اور لاش کو اپنے ساتھ پہرایا جب ایک مدت اسپر گذر گئی تو لاش کی ترکیب پراگندہ ہوکر گر پڑی۔ ہر عضو ایک جگہ گر پڑا اور ہر عضو کی شرافت اور کرامت کے موافق اس جگہ کی عزت و حرمت کی گئی چونکہ اور اعضا کی نسبت سینہ شریف تر ہے وہ اس مقام مین گرا تہا اس جگہ کو نسبت اور جگہون کے ہندو زیادہ تر گرامی رکھتے ہیں۔

انہیں دنوں میں خرم کی عرضداشت آئی کہ خسرو نے درد قولنج کے عارضہ میں ودیعت حیات خدا کو سپرد کی۔ عزت خان مصنف جہانگیر نامہ تحریر کرتا ہے کہ خسرو دکن میں شاہجہان کے ساتھ گیا تہا وہان وہ مسموم ہوا۔ بادشاہ نے کانگڑہ سے کشمیر جانے کا قصد کیا دوشنبہ شہر جمادی الاول ۱۰۳۱ھ کو نوروز ہوا۔ آصف خان برادر حقیقی نور جہان کو منصب شش ہزاری ذات و سوار کا مرحمت ہوا۔

Marfat.com

ششم ماہ مذکور کو بادشاہ راولپنڈی میں آیا۔ ان دنون میں مکرر استماع ہوا کہ قندہار کی تسخیر کے قصد سے دارای ایران وخراسان چلا آتا ہے۔ اگرچہ یہ بات جہانگیر کو بنسبت ہاے سابق وحال کے سبب سے بعید معلوم ہوتی تہی کہ اوسکے نوکر سے جس پاس تین چار سو آدمی ہون ایسا بڑا بادشاہ خود لڑنے آئے مگر اوسنے حزم واحتیاط سے زین العابدین بخشی احدیوں کے ہاتہہ اس مضمون کا فرمان خرم پاس بہیجا کہ وہ معہ لشکر وتوپخانہ وہاتہیون کے جس قدر جلد ممکن ہو ہمارے پاس آئے اگر شاہ ایران کی بات سچ ہو تو ہم بہی اوسکو ایسے لشکر کے ساتھ بہیجین کہ حساب وشمار سے باہر ہو اور خزانہ اوسکے ساتھ حد سے زیادہ ہو تا کہ عہد شکنی اور حق ناشناسی کا نتیجہ شاہ ایران دیکھے۔ بادشاہ اول اردی بہشت میں کشمیر میں داخل ہوا فرزند خانجہان کی عرضداشت آئی کہ عراق وخراسان کا لشکر شاہ عباس لیکر قندہار میں آیا اور اوسکا محاصرہ کیا۔ بادشاہ کشمیر سے روانہ ہوکر لاہور مین آیا۔ سپاہ کا بڑا سامان کیا اور چونکہ ملتان وقندہار کے درمیان میں آبادانی کمتر ہے جب تک آذوقہ کا سامان نہ ہو لشکر گران نہیں بہیجا جاسکتا اسلئے اوسنے بنجارونکا انتظام کیا کہ ایک لاکھ بیل وہ غلہ کے سامان کے واسطے تیار کرین۔ حیدر بیگ وولی بیگ ایلچی شاہ ایران کا نامہ لائے اس نامہ اور اوس نامہ کے جو جہانگیر نے جواب میں لکہا ہے چند فقرے نقل کرتے ہیں جنسے معاملہ قندہار کا حال خوب کہل جائیگا۔ شاہ ایران لکہتا ہے کہ ہمنے وہ تمام ممالک جو میرے خاندان کے قبضہ سے اوروں کے تصرف مین آگئے تہے سب لے لئے۔ قندہار آپ کے گماشتوں کے تصرف میں تہا اوسکو مینے اپنا جانا اور اوسکا متعرض نہیں ہوا اور اتحاد وبرادری کے سبب سے مجھے امید تہی کہ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے موافق قندہار کو مجھے خود ہی حوالہ کردینگے۔ مگر آپنے تغافل کیا۔ مکرر نامہ وپیغام مین کنایۃً وصراحتاً طلب قندہار ہوئی کہ آپکے نزدیک یہ محقر ملک قابل مضائقہ نہیں ہے آپ مقرر کرین کہ وہ میرے اولیاے دولت کے تصرف مین آوے تاکہ دشمنون وبدگویون کا رفع ظن اور حاسدون وعیب جویوں کی قطع زبان درازی ہو۔ ایک جماعت نے اس امر کو تعویق مین ڈالا اس مقدمہ کی حقیقت

معاملات قندہار

دوست و دشمن مین مشتہر ہوئی آپ کی جانب سے رد و قبول کا جواب نہ پہنچا تو میرے دل مین آئی کہ
قندہار مین جا کر سیر و شکار کیجیئے کہ شاید اس وسیلہ سے برادر کے گماشتے استقبال کر کے
میری خدمت مین آئین میں اس ارادہ سے بغیر قلعہ گیری کا سامان لئے چلا جب فراہ مین آیا تو قندہار
کے حاکم و امراء کو پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مین جدائی نہیں ہے اور ہم یہان سیر
کے لئے آئے ہیں کوئی کام تم ایسا نہ کرنا کہ جس سے کلفت خاطر ہو انھون نے حکم و پیغام
مصلحت انجام پر کان نہ لگایا۔ اور مراسم الفت و اتحاد جانبین کو منظور نہ کیا اور تمرد و عصیان
کو ظاہر کیا حوالی قلعہ مین پہنچکر عزت آثار خواجہ باقی کرکراق کو بلایا اور جو کچھہ لوازمہ نصیحت
تھا اس سے کہا دس روز تک ہم نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ حصار کے پاس نہ جائے۔ مگر جب
نصایح سودمند نہوئین اور مخالفت پر اصرار رہا تو اب آگے مصالح کی گنجائش نہ تھی لشکر
قزلباش باوجود عدم اسباب قلعہ گیری تسخیر قلعہ مین مصروف ہوا اور تھوڑے دنون مین
برج و بارہ کو زمین کی برابر کر کے اہل قلعہ پر کار تنگ کیا انھون نے امان مانگی ہم نے برادر
کا خیال کر کے اہل قلعہ کی تقصیرات کو معاف کیا اور یہہ نامہ بھیجا۔ جہانگیر نے اوسکے جواب مین
لکھا کہ اب تک آپ کا کوئی مرسلہ ایسا نہین آیا کہ جسمیں قندھار کی خواہش کا اظہار ہو ہان
زنبیل بیگ نے زبانی یہ کہا تہا تو اوسکے جواب مین ہم نے یہ فرمایا تھا کہ اس برادر کامگار سے
کسی چیز مین مضائقہ نہیں ہے انشاء اللہ تعالی بعد سر انجام مہم دکن کے جس طرح مناسب
ہوگا تم کو رخصت دیجائیگی۔ ابھی تم دورے آئے ہو لاہور مین آرام کرو پھر مین کشمیر کی
سیر کو گیا کہ اس اثناء مین خبر آئی کہ وہ برادر کامگار قندھار کی تسخیر کے لئے آئے ہین مجھے
کبھی اسکا خیال بھی نہین آتا تھا اور حیرت ہوتی تھی کہ کوردہ کے واسطے آپ خود قدم رنجہ
فرمائینگے اور ہماری دوستی و برادری و اتحاد سے چشم پوشی کرینگے باوجود مخبران راست
قول و درست گفتار خبر دیتے تھے مجھے یقین نہین آتا تھا بعد ازان یہ خبر محقق ہوئی تو
اوسی وقت مین عبد العزیز خان کو حکم دیا کہ اس برادر کامگار کی رضاء سے تجاوز نہ کرنا
ابتک رشتہ برادری مستحکم ہے اس الفت و یکجہتی کی برابر ہم عالم کو کچھ نہیں سمجھتے اور کسی

عطیہ کو اوسکی برابر نہیں تولتے۔ لیکن برادری کے لائق و مناسب تھا کہ ایلچی کے آنے تک صبر فرماتے کہ شاید وہ آپ کے مطلب و مدعا میں کامیاب ہو کر آپکی خدمت مین آتا۔ ایلچی کے پہنچنے سے پہلے اس خدشہ کا مرتکب ہوئے تاعہد و صداقت کے پیرایہ کی اور مروت و فتوت کے سرمایہ کی تقصیر کو اہل روزگار کس طرف رجوع کرین گے۔

غرض مہم قندھار مین تو التوا ہوا۔ مگر یہان اور گل کھلا۔

جہانگیر کا فرمان جو زین العابدین کے ہاتھ شاہجہان پاس گیا تھا اوس کے جواب میں اوسنے یہ عرضداشت بھیجی کہ مین نیازمند مطابق حکم و مرضی کے کشمیر سے برہان پور مین بطریق ایلغار قریب ہزار کروہ کے طی کر کے آیا اور راہ کو تھوڑے زمانہ مین طی کیا۔ باوجود کمی جمعیت کے دکنیون کی بڑی بڑی فوجون سے مقابلہ کیا اور تھوڑی مدت میں مخالفون کی گوشمالی دیکر ملک سوا کروڑ دام کا جو ہاتھ سے نکل گیا تھا ضرب تیغ جہان ستان اور اقبال جہانگیری سے تصرف میں لایا اور پچاس لاکھ روپیہ نظام الملک سے سابق پیشکش کا وصول کیا اور دس لاکھ روپیہ اس ملک کے زمینداروں سے جرمانہ لیا۔ تھوڑے دنوں مین مخالفوں کے خس و خاشاک کو جھاڑ کر پاک صاف کیا۔ الحال اس مرید خیرخواہ کو مہم قندھار کے لئے طلب کیا۔ آپ کی خاطر کی رضا کے لئے بلا توقف برہانپور سے حضور کا عازم ہوا۔ اس وجہ سے کہ لشکر کو ابھی دکھن کی یورش سے آسودگی نہیں ہوئی ہے اور برسات کا موسم آگیا ہے اور لشکر کا عبور کرنا مالوہ کی گل سے ان ایام میں خالی کسالہ سے نہیں ہے نواح مانڈو میں تا اقتضاء شدت بارش میں توقف کرونگا اور جب برآمد ہوگا تو کوچ بکوچ حاضر ہونگا۔ اور یہ بھی التماس کرتا ہون کہ یہ ایک عمدہ مہم پیش آئی ہے شاہ عباس سے جو شجاع و یکتا اور مشہور ہے سروکار ہوگا بعض بلاد روم و توران اور اطراف میں جو کام اس سے ظہور مین آئے وہ حضور پر روشن ہین ایسے نہنگ دریا سے جرات سے جسکے تمام قشون اور خان در رکاب اپنے ولی نعمت کی راہ مین فدا ہونے کو سرمایہ عبادت جانتے ہون اسے لڑنے کے لئے سامان لائق و سر انجام شائستہ و استقلال و اختیار مطلوب ہیں امیدوار ہون کہ صوبہ پنجاب کہ قندھار کی سر راہ واقع ہے

Marfat.com

اور لشکر کے آذوقہ مایحتاج کے لیئے کہ مہم روانہ ہو گا۔ عقیدت کیش آدمیون کا اس ضلع مین ہونا ضرور ہے اسلیئے وہ نیازمند کی جاگیر مین عنایت ہو۔ جب یہ عرضداشت آئی تو بادشاہ نے حکم دیدیا کہ صوبہ پنجاب کی زیادہ تر محال شاہ ولیعہد کی جاگیر مین مقرر ہوں لیکن اس زمانہ مین یہ فساد مچا کہ اس سے پہلے شاہجہان نے اپنی جاگیر کے لیئے پرگنہ دھول پور کی درخواست کی تھی اور اپنی حسن خدمت اور اختیار اور عنایات شاہ کے سبب سے پہلے اس سے کہ بادشاہ کی پذیرائی کی خبر آئی دریا خان افغان کو اس محال کے انتظام کے لیئے بھیجدیا عرضداشت پہنچنے سے پہلے یہ پرگنہ نورجہان بیگم کی تجویز سے شہریار کی تحویل مین مقرر ہوا تھا۔ (یہ بات یاد رکھو کہ جہانگیر کے پانچ بیٹے تھے کہ سب سے بڑا بیٹا خسرو تھا اسکا حال پڑھ چکے ہو اوس سے چھوٹا بیٹا پرویز تھا اور ان دونو سے چھوٹا بیٹا خرم تھا جو دادا کا بھی لاڈلا تھا باپ کا بھی پیارا اوس سے چھوٹا بیٹا جہاندار تھا اور سب سے چھوٹا بیٹا شہریار تھا۔ نورجہان کی ایک بیٹی شیرافگن خان سے تھی اوسکا بیاہ شہریار سے ہوا تھا اور نورجہان کے حقیقی بھائی آصف خان نے اپنی بیٹی کا نکاح خرم کو سب سے زیادہ ہوشیار سمجھ کر کیا تھا) اور شہریار کی طرف سے اس دیار مین شریف الملک گیا تھا اور ملک کو اپنے تصرف مین لایا جب دریا خان آیا تو محال کے عمل دخل مین گفتگو سے آگے بڑھ کر جدال اور قتال پر نوبت آئی اور شریف الملک کی آنکھ مین تیر لگا اس خبر کے پہنچنے سے زیادہ رنجش ہو گئی۔ اصل نزاع کا مادہ یہ تھا کہ حل و عقد امور خلافت بادشاہ کے حضور مین نورجہان کے اختیار مین تھا

ریاست مین مردون کا پاؤن جگہ سے ایسا پھسل جاتا ہے کہ پدر و پسر ایک دوسرے کی حیات کے شجر کو قطع کرنے مین سعی کرنے لگتے ہیں یہ تو عورت تھی روز بروز شاہزادہ خرم کا استقلال بڑھتا جاتا تھا۔ نور محل کو یقین تھا کہ بادشاہ کے واقعہ ناگزیر کے بعد میرے اساس دولت مین اختلال کلی ہو گا عورتون کو داماد کے ساتھ ایک خاص محبت ہوتی ہے اوسکو یہ فکر فاسد ہوا کہ شہریار کو پیش کرکے اوسکی تربیت و استقلال مین کوشش کرے اور تا مقدور ایسی سعی کرے کہ آخرکار تاج شہریاری شہریار کے سر پر رکھا جائے اور

نورجہان کی جاگیر مین شاہجہان کا دخل دینا۔

یری دولت کامرانی کا دامن ہاتھہ سے نہ چھوٹ جائے اس باب مین اوسنے اپنے ہواخواہون
کی جماعت کو وعدے کر کے رفیق و معاون کر لیا تھا - بیگم صاحبہ ہی کی آج کل سلطنت تھی
سارا دربار اوسکی مٹھی مین اور تمام انتظام اوسکی مٹھی مین تھا - اعتماد الدولہ نورجہان کا باپ بڑا
عاقل اور دانشمند تھا وہ ایسے فساد کی باتون سے بیٹی کو روکتا رہتا تھا جب وہ مرگیا تو باپ کا
سارا اختیار اور منصب بیٹی کو بادشاہ نے دیدیا - اب کوئی قید نورجہان کے لئے نہین رہی -
وہ اپنے اختیار کو جسکی کچھہ انتہا باقی نہ تھی بادشاہ اور شاہجہان کے دلون مین فرق ڈالنے
کے لئے ہر موقع مین کام مین لائی اوسنے مہم قندہار کے باب مین قسم کھاکر جہانگیر کے خاطرنشان
کیا کہ اور فرزندون کے موجود ہونے کے باوجود شاہجہان کو دور کی راہ سے بلانا اور وہان سے
بلانا جہان ہمیشہ ضرور مہمیں پیش رہتی ہیں اور اس خدمت قندہار پر مامور کرنا رائے صواب کے
خلاف ہے اس مہم پر شہریار کو مقرر کرنا چاہیئے وہ جانتی تھی کہ جہانگیر بے اختیار شہریار کو اس کار
کے قابل نہیں جانتا اسلئے اوسنے یہ تجویز کی کہ مرزا رستم صفوی کہ مدت تک قندہار مین کامران
رہا ہے اور اس سرزمین سے واقف کار ہے وہ شہریار کا اتالیق اور صاحب اختیار اس مہم میں مقرر کیا جائے
بیگم صاحب کا خزانہ ہی اور اعتماد الدولہ کا مال اوسکو ہاتھہ لگا تھا تو وہ خود قندہار کی تسخیر و سامان
یورش کی خرچ کی متکفل ہوئی - شاہجہان کی جاگیر پنجاب و اقطاع سیر حاصل تبدیل ہو کر شہریار
کی تنخواہ میں مقرر ہوئیں - بادشاہ نے شاہجہان کے نام فرمان صادر کیا کہ جہانتک تم آئے ہو
وہیں توقف کرو اور جو کمکی تمھارے ہمراہ ہیں اونکو جلدی روانہ کرو کہ وہ شہریار کی ہمراہی کے
لئے مقرر ہوئے ہین دکھن کے متعینہ آدمیون کے لانے کے لئے سزاول مقرر ہوئے شہریار کو
منصب دوازدہ ہزاری ہشت ہزار سوار سے سرافرازی ہوئی اور مرزا رستم صفوی اتالیقی اور سرداری
پر مامور ہوا مرزا رستم بعض سامان کی تیاری کے لئے لاہور روانہ ہوا - بادشاہ بھی لاہور مین
آگیا تھا کہ یہ فرمان اور احکام فساد افزا شاہجہان پاس پہونچے جنسے وہ نہایت مکدر اور آشفتہ
خاطر ہوا افضل خان اپنے دیوان کو یہ عرضداشت دیکر بھیجا کہ فرزند مرید کو کیا یارا ہے کہ اپنے قبلہ
و مرشد کی خدمت مین دستور ادب کے خلاف اندر لکھہ کر خسرۃ الدنیا والآخرۃ بنے لیکن

Marfat.com

شاہجہان کی عرضداشت

بادشاہ جہانیان اور کل عقلا و حکما پر ظاہر ہے کہ جب غرض و حسد کا پاؤن درمیان مین آتا ہی تو مردان افلاطون کا پاؤن پھیسل جاتا ہے عورتون کا ذکر کیا ہے کہ وہ حلیۂ عقل سے معرے اور رشک و غرض کے زیور سے آراستہ ہوتی ہیں —

چراغِ کذب را کافروزش نون | بجز اشکِ و روغنش نیست روغن
ازان روغن چراغی چون فروزد | بہ یک ساعت جہانے را بسوزد

خصوصاً مقدمات ملکی و مالی و کلی جزئی مین عورتون کی رائے پر عمل عقلا کے نزدیک مذموم و شوم ہے خاصہ غلام کے حق مین جسنے ملک دکن کا فتنے سے بہرا ہوا دوبارہ شمشیر سے تسخیر کیا اور اپنے تئین گوسفند قربانی تصور کر کے کسی کام مین حکم سرتابی نہ کی ہو اور بہر فدویت و اطاعت کے سوا کچھہ اور منظور نہین ہے ایسے خدمات اور جانفشانی کی پاداش مین جسکے سبب سے مجھے طرح طرح کی امیدین تہین سرگرانی فرمانا اور دشمنون کی شماتت کا سبب ہونا منافقون اور اہل عناد کے کہنے سے نیازمند کی جاگیرون کا بدلنا اور اس ناخلف کو دینا اور اپنے سود و نقصان مین فرق نہ کرنا اور غور و تامل کو کار فرما نہ ہونا ان سب باتون کو اپنے دنون کی گردش کے سوا کس بات پر حمل کرسکتا ہون —

اگرچہ شاہ ولی عہد کو کوئی غرض سوا اس مطلب کے اور نہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبون کی سعی سے اور نور محل کی کم توجہی سے جو باپ کی خاطر پر غبار ملال بیٹھا ہے اوسکو بہر وجہ اظہار عقیدت کے پانی سے دہوئے اور پردہ ادب و آزرم درمیان سے نہ اُٹھے اور بغی کی بدنامی اور فوج کشی نہ ہو لیکن بعض بدعمکار کوتہ اندیش بیگم و شہریار کے متوسل الیہ تھے کہ وہ شہریار کے رتبہ جاہ و اعتبار کو بڑہا کر ملال و نزاع کے غبار کو ارتفاع دیتے تھے۔

آصف خان کا داماد شاہجہان تھا اس سبب سے اوسکو شاہجہان کا طرفدار گمان کرتے تھے اہل غرض نے بہن بہائیون یعنی نور جہان و آصف خان کے درمیان بھی مادۂ ملال خاطر پیدا کردیا تھا۔ آصف خان نے اپنی عقل اور دانائی کے سبب سے زبان پر مہر خاموشی لگائی تہی اور بیہودہ درائیون کی باتون پر کان نہ لگایا تھا جب ان باتون کا ذکر ہوتا تو کنارہ کشی کرتا

افضل خان نے بادشاہ پاس جاکر عرضداشت گذرانگر ہر چند سعی کی مگر اس سے کچھہ فائدہ نہوا اور بے نیل مقصود واپس آیا شاہزادہ کے نام حکم ہوا کہ وہ دکھن کو الٹا جائے اوسکے جواب میں اوسنے التماس کی کہ ایکدفعہ حضور میں پہنچکر اپنا عرض حال و بے تقصیری کی گزارش کرنی چاہتا ہون پھر جو کچھہ حضور کا حکم ہوگا عمل میں لاؤنگا اس بات کو بادشاہ سے لوگون نے اسطرح لگایا کہ جس سے شاہجہان کی بغاوت و عدم اطاعت اوسکے خاطر نشان ہو بعض ہنگامہ طلب مفسدون نے مصلحت کار اسمین جانی کہ آصف خان اور مہابت خان مین باہم سوئے مزاجی ہے اور وہ دشمن دانا و سپاہی فراخ حوصلہ و صاحب فوج ہے اسلئے مہابت خان کو طلب کرکے شاہزادہ پرویز کے ہمراہ شاہجہان کے مقابلہ مین تعین کرنا چاہیئے بیگم کے فرمان مہابت خان کی طلب مین بہیجے گئے مہابت خان کو نورجہان کے اسقدر عناد پر اوسکی عقل و دانائی سے تعجب پر تعجب ہوتا تھا کہ کیونکر ایسا ہوا کہ باوجود جوہر شعور کے امور ملکی مین سررشتہ عاقبت اندیشی کو اوسنے ہاتھہ سے دیا اور سواد ہند مین وہ انتشار و فساد کا سبب ہوئی وہ چاہتی ہے کہ ایک عالم مین شورش مچے بلکہ اوسکو یہ گمان بھی تھا کہ شاید یہ تمہید و ساختگی میرے ہی استیصال کے لئے ہو اس جہت سے دور از عقل کیسے قبول کرنے مین وہ تعلل کرتا تھا اوسنے جواب مین لکھا کہ اگر شاہجہان سے سلطنت مین خلل عظیم کا احتمال ہے اوسکی دولت و آبرو کی برہمزدگی کے لئے حضور کمربستہ ہون تو چاہیئے کہ آصف خان کو حضوری سے جدا کرین تاکہ مجھے آنے کی جرأت ہو یہ امر بھی قبول ہوا اور آصف خان کو حکم ہوا کہ وہ آگرہ مین جاکر خزانہ مین جو چاندی سونا غیر مسکوک ہو اور جنس جواہر کو تفریق کرکے حضور مین لائے اور مہابت خان کے لئے حکم ناطق بہیم صادر ہوئے کہ بیٹے کو کابل مین چھوڑکر حضور مین آئے سلطان پرویز کو بھی شاہجہان کے مقابلہ کے لئے طلب کیا

ان دنون مین بادشاہ کا مزاج آزار ضیق النفس کے غلبہ سے بحال نہ تھا۔ مگر شاہجہان کو حکم بہیجے کہ وہ دکن کو مراجعت کرے۔ وہ یہ عذر اور التماس کرتا تھا کہ جب تک مین حضور کے قدم مبارک مین آنکر اس خفت کو جو صاحب غرض مدعیون نے میری کی ہے نہ دور کرونگا معاودت نہین کرونگا ہنگامہ جو واقع طلبون نے نورجہان سے اتفاق کرکے بادشاہ سے اسی بات کو شاہجہان کی سرکشی

شاہجہان کے نام حکم دکن مین واپس جانیکا +

آصف خان کا جدا ہونا +

دغمی کی دلیل بنا کے عرض کرتی - اور بادشاہ کے دل مین ملال بہ ملال زیادہ کرتی - مہابت خان کی وساطت سے اہل غرض نے عرض کیا کہ شاہجہان سے معتقد خان وکیل کی معرفت محرم خواجہ سرا اور خلیل بیگ و فدائی خان میر تزک و ذوالقدر خان خط و کتابت رکھتے ہیں

امیرون کو فرمان +

اگرچہ مہابت خان نے ان پانچون آدمیون کے قتل کے لئے صلاح بتلائی مگر فدائی خان اور ذوالقدر خان نے کلام اللہ کی قسم کو اپنا شفیع بنایا جس سے اونکی جان بچی مگر مقید ہوئے اور باقی اور بادشاہ کے حکم سے قتل ہوئے اور بادشاہ کوچ بکوچ دار الخلافہ کو چلا - اور خانجہان اور امرا جابجا سے بموجب طلب کے حاضر ہوئے -

جہانگیر خود شاہجہان کی بغاوت کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ خبر آئی کہ خرم نے نورجہان بیگم اور شہریار کی جاگیر کے بعض محال میں بے حکم کے دست تصرف دراز کیا ہے اسکا نوکر دریا افغان شریف الملک ملازم شہریار سے لڑا جو دہولپور اور اوسکی نواح کا فوجدار تھا اور طرفین سے بہت آدمی قتل ہوئے قلعہ بانڈو مین توقف سے اور اوسکی نامعقول ملتمسات سے جسکا اظہار وہ عرضداشت مین جرات سے کرتا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ عقل اوسکی برگشتہ ہوگئی ہے ان خبرون کے سننے سے متیقن ہوا کہ ہم نے جو عنایت اور تربیت اوسکے حق مین کین اون کی گنجائش اوسکے حوصلہ مین نہ تھی اس کا دماغ خلل پذیر ہوا اسلئے راجہ روز افزون اپنے قدیمی خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا اس جرات و بے باکی کی باز پرس کی اور حکم دیا کہ اب آیندہ وہ احوال کو ضبط کرے جادۂ معقول اور شاہراہ ادب سے قدم باہر نہ رکھے دیوان اعلی سے جو تنخواہ مین محال جاگیر مقرر ہے اس پر بس کرے اور ہرگز ملازمت مین آنے کا ارادہ نہ کرے - یورش قندھار کے لیے جو ملازم بلائے گئے ہین اونکو جلد بھیجدے اگر خلاف حکم اسنے ظہور مین آئے گا تو وہ نداامت اوٹھائیگا سبب خرم پر اور اوس کے فرزندون پر مین نہایت مرحمت و عنایت کرتا تھا اوسکا بیٹا جب بیمار ہوا تو مین نے یہ قرار دیا تھا کہ اگر خدا تعالی اوسکو صحت بخشے تو پھر مین بندوق سے شکار نہین کھیلونگا اور کسی جانور کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرونگا - باوجودیکہ مجھے شکار کی

بڑی ہوس تھی مگر پانچ سال تک مین شکار کے پاس بھی نہیں گیا۔ اب خرم کی کردار ناملائم سے
میری طبیعت آزردہ ہوئی پھر مین نے بندوق سے شکار کرنے پر توجہ کی +

۴ ہر۔ مہر کو مین نے جہلم سے عبور کیا تھا کہ افضل خان دیوان خرم اوسکی عرضداشت میرے
پاس لایا جسمین اپنی بے اعتدالیون پر معذرت کا لباس پہنایا تھا۔ اوسنے اوسکو اس لیے
بھیجا تھا کہ شاید اسکی چرب زبانی سے کام چل جائے اور ناہمواری کی اصلاح ہوجائے مین نے
اصلا اسپر توجہ نہ کی اور اوسکی طرف مُنہ بھی نہین کیا۔ افضل خان کو رخصت کیا اور فرمان
بھیجا کہ صوبہ گجرات و مالوہ و دکن و خاندیس خرم کو عنایت ہوا انمین جہان چاہیے وہان اپنا
محل اقامت بنائے اور انتظام ملکی کرے اور حکم سے باہر جاوے گا تو ندامت اُٹھائیگا +
جب میری ہمت مہم قندھار مین بالکل مصروف تھی تو خرم کے تغیر حال اور اعتدالیون
کی خبرین میری خاطر کو متوحش کرتی تھین مین نے موسوی خان کو کہ بندہ بے اخلاص
اور مزاج دان تھا تہدید و ترغیب کے پیغام دیکر خرم پاس بھیجا کہ نصایح ہوش افزا کرے
اور سعادت کی رہنمونی سے گران خواب غفلت و غرور سے بیدار کرے اسکے باطل ارادون
اور فاسد مقاصد سے وقوف حاصل کرکے جلد خدمت مین آئے۔ تاکہ جو مقتضاء وقت ہو وہ
عمل میں آئے۔ اسی زمانہ مین اعتبار خان کی آگرہ سے عرضداشت آئی کہ خرم لشکر سمیت
مانڈو سے اس طرف روانہ ہوا ہے ظاہرا خزانہ کی طلب کی خبر سُنکر وہ بے اختیار بے تابانہ
ہوا کہ شاید اثناء راہ میں خزانہ پر پہنچکر دست اندازی کرے۔ اس سبب سے مین نے خزانہ کے
لانے مین صلاح دولت نہین جانی۔ برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم مین
مشغول ہوا ایسی ہی آصف خان کی عرضداشت آئی کہ خرم کے ارادے مین بوئے خیر
نہیں آتی صلاح دولت خزانہ کے لانے مین نہ دیکھی اوسکو حراست ایزدی مین سپرد کرکے خود ملازمت
پر متوجہ ہوتا ہوں۔ اب بادشاہ سلطان پور سے متواتر کوچ کرکے اس سیاہ بخت کی تنبیہ و
تاکید پر متوجہ ہوا اور مین نے حکم دیدیا کہ آج سے خرم کو بے دولت کہا کرین۔ غرہ اسفندارمذ
کو اعتبار خان کی عرضداشت آئی کہ بہت سرعت سے بیدولت نواحی آگرہ مین آگیا ہے کہ

افضل خان کا شاہجہان کی طرف سے آنا +

شاید استحکام قلعہ سے پہلے ابواب فتنہ وفساد کو مفتوح کرکے اپنا کام بنائے جب فتحپور میں آیا
تو درِ دولت کے دروازہ کو اپنے لئے بند پایا خجلت زدہ اور بار ہو کر توقف کیا۔ خانخانان
اور اوسکا بیٹا اور بہت سے امراء شاہی کہ صوبہ دکن اور گجرات میں تعینات تھے اوسکے ہمراہ اور
رفیق راہ بن کر باغی اور کافر نعمت بنے شاہجہان سے موسیخان فتح پور میں ملا اور
احکام بادشاہی کی تبلیغ کی۔ یہ مقرر ہوا کہ شاہجہان قاضی عبدالعزیز اپنے ملازم کو موسیخان
کی رفاقت میں بادشاہ پاس بھیجے کہ مطالب اوسکے عرض کرے اُسنے سندر اپنے نوکر کو کہ سرحلقہ
ارباب ضلالت تھا اور اہل فساد کا سرگروہ تھا آگرہ میں بھیجا کہ ملازمان شاہی پاس جو وہان
خزائن و دفاین ہیں اسپر متصرف ہوئے دلتخان کے گھر میں آیا اور نو لاکھ روپیہ لے گیا اور جن طلائی
شاہی پاس سامان کا گمان تھا اون کے پاس وہ گیا اور دست تطاول دراز کیا جو کچھ
ملا اوسکو لے لیا جبکہ خانخانان جیسے امیر نے کہ منصب عالی اتالیقی سے اختصاص رکھتا تھا
ستر سال کی عمر میں اپنا منہ یعنی وکافر نعمتی سے سیاہ کیا ہو تو اور رونا کیا گلہ ہے گویا
اسکی سرشت اوسکے یعنی وکافر نعمتی پر مجبول تھی۔ اوسکے باپ نے آخر عمر میں میرے باپ کے ساتھ
یہی شیوہ ناپسندیدہ اختیار کیا تھا اوسنے اپنے باپ کی پیروی کی اور اس عمر میں اپنے تئیں
مطعون اور مردود ازل و ابد کیا +

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود　　　گرچہ با آدمی بزرگ شود

جب بادشاہ پاس موسوی خان مع عبدالعزیز فرستادہ شاہجہان آیا چونکہ شاہجہان کی
ملتمسات معقولیت نہیں رکھتی تھیں عبدالعزیز کو میں نے بات کرنے کی اجازت نہ دی اور مہابتخان
کی حوالات میں سپرد کیا۔ جہانگیر یہ لکھتا ہے مگر خافی خان نے یہ لکھا ہے کہ شاہجہان نے عرض کیا کہ مجھ
بے تقصیر غلام کی آرزو یہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبوں کی سعی سے اور بیگم کی کم توجہی سے جو غبار ملال
حضور کی خاطر پر بیٹھا ہے اوسکو اپنی عقیدت کے پانی سے دھوؤں۔ پردہ ادب و ازرم کو
درمیان سے نہ اُٹھاؤں حضرت میری جاگیروں کو بحال فرمائیں ورنہ ایک بار حضور میں پہنچ کر قدمبوسی
کرکے عرض حال کروں اور بے تقصیری اپنی دکھاؤں اوسکے سوا میرا مطلب کچھ اور نہیں ہے

ان میں کوئی ملتمس نامعقول نہیں ہے۔ آگے بادشاہ لکہتا ہے کہ جب میں سرہند سے گذرا تو اطراف و جوانب سے فوجیں اسقدر جمع ہونی شروع ہوئیں کہ دہلی پہنچنے تک تمام ملک سپاہ سے پٹ گیا۔ جہانتک نظر جاتی تھی سپاہ ہی نظر آتی تھی جب مین نے سنا کہ بیدولت فتحپور سے نکلا ہے تو میں دہلی کو چلا۔ اس یورش میں مدار امور اور ترتیب افواج مہابت خان کی صلوابدید پر مفوض کیا اور ہراول سپاہ کی سرداری پر عبد اللہ خان مقرر ہوا چیدہ و گزیدہ جوانوں اور کاردیدہ سپاہیوں کو اوسنے ساتھ لیا مینے اوسکو حکم دیا کہ اور افواج سے آگے ایک کوس جائے اخبار رسانی اور راہوں کی نگہبانی کرے لیکن اسے غافل تھا کہ وہ اس بے دولت کے ساتھ ہمداستان ہے اور غرض اصلی اس بد اصل کی یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے اخبار اوسکو پہنچائے اس سے پہلے بھی وہ راست و دروغ خبروں کے طومار لکہکر لاتا تھا کہ میرے جاسوس اس جگہہ بھیجے گئے ہیں بعد میرے فدوی بندونکو متہم کرتا کہ اس بیدولت کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں اور یہان کے دربار کا اخبار اوسکو لکھتے ہیں اگر اوسکی فتنہ سازی اور دراندازی سے مین ازجا رفتہ ہوتا اور اضطراب و بے تابی کرتا تو اس طرح کی شورش مین کہ تندباد فتنہ و طوفان بلا آشوب و تلاطم میں تھا بہت سے بندہائے فدوی اوسکی تہمت سے ضائع ہوتے باوجودیکہ بعض دولتخواہ خلا و ملا مین کنایہ و صریح اسکی بداندیشی و ناراستی کی سچی باتیں عرض کرتے مگر وقت انکا مقتضی نہ تھا کہ اوسکے کام پر سے پردہ اٹھادیا جاتا مین اپنی خشم و زبان کو اس ادا سے کہ اوسکی خاطر کو وحشت ہوگی نگاہداشت کرتا اور پیشتر سے بیشتر اوسپر عنایت اور التفات مین افراط کرتا کہ شاید خجلت زدہ ہو کر اپنے کردار ناہنجار سے اور بدذاتی اور فتنہ پردازی سے باز آئے۔ مگر اس مردود ازل و ابد کی سرشت زشت خبث و نفاق پر مجبول تھی جو کچھہ اوس نے کیا وہ اپنی جگہہ پر بیان ہوگا +

شاہجہان کی سلطنت کا اٹھارہوان سال ۲۰ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۳ھ سے شروع ہوا اُس دن جشن نوروزی ہوا اسی روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ شاہجہان حوالی متہرا مین آیا اور ستائیس ہزار سوار اس پاس ہیں پھر خبر آئی کہ شاہجہان جمنا کے کنارہ کنارہ چلا آتا ہے لشکر شاہی نے بھی

Marfat.com

اسی سمت میں نہضت کی اور افواج کی ترتیب ہراول و جرنغار و برنغار و التمش و طرح لایق اور مناسب آئین سے ہوئی - پھر خبر آئی کہ شاہجہان مع خانخانان راہ راست سے عنان تافتہ ہو کر گینہ کو لکہ میں گیا کہ ہر گروہ جانب چپ میں واقع ہے اور سندر برہمن (راجہ بکرماجیت) اور داراب خان پسر خانخانان اور بہت سے امرائے شاہی لشکر شاہی کی برابر آئے - بظاہر تو داراب خان لشکر کا سردار تھا لیکن سندر برہمن مدار کار تھا شاہجہان کا لشکر بلوچ پور میں آیا - اور لشکر شاہی قبول پور میں - چنداول کا سردار باقر خان تھا اور سپر شاہجہان نے لشکر نے حملہ کیا - اور کچھ اسباب لوٹ لیا - باقر جا رہا - ابو الحسن اوسکی کمک کو گیا مگر اوسکے پہنچنے سے پہلے شاہجہان کا لشکر بھاگ گیا - آصف خان و خواجہ ابو الحسن و عبد اللہ کی سرداری میں پچیس ہزار سوار جدا کئے گئے - اور شاہجہان کے لشکر سے لڑنے کے لیے بھیجے گئے - آصف خان کی سپاہ میں آٹھ ہزار سوار و باقر خان کی سپاہ میں آٹھ ہزار اور عبد اللہ خان کی سپاہ میں دس ہزار سوار قلم بند ہوئے شاہجہان کی طرف سے راجہ بکرماجیت اس لشکر کے مقابلہ کے لیے متعین ہوا - جہانگیر نے ترکش خاصہ عبد اللہ خان پاس بھیجا کہ جس سے اوسکی دل گرمی ہو - جب طرفین کی فوجیں سرحد مالوہ میں مقابل ہوئیں اور صف کارزار آراستہ ہوئی ابھی صدائے دار و گیر بلند نہ ہوئی تھی کہ عبد اللہ خان مع اپنے دس ہزار سواروں کے شاہجہان کے لشکر سے جا ملا - بکرماجیت ہراول تھا وہ داراب خان کو یہ مژدہ سنانے کو خود چلا اور عبد اللہ خان کو بجائے خود قائم رکھا کہ شصت غیب سے تفنگ راجہ کے لگا اور وہ گھوڑے سے گرا اور اوسکا سر کٹا اور بادشاہ پاس بھیجا گیا اوسکے مرنے سے شاہجہان کے لشکر کا سر رشتہ انتظام ٹوٹا عبد اللہ خان جیسے سردار کے ملجانے سے بادشاہ کا ہراول ویران ہوا پھر بھی شاہجہان کے سرداروں نے اول حملہ میں کار نمایاں کیا کہ بادشاہی لشکر میں سے دلیر و شیر حملہ اور اوسکے بیٹے شیر بچہ اور سادات بارہ کی ایک جماعت کو مار رکھا مگر بعد ازاں آصف خان نے شاہجہان کے لشکر کو شکست دی کر ہٹا دیا پھر دونو لشکر اپنے اپنے مقاموں میں جدا ہو گئے - مہابت خان نے پہلے اس سے کہ شاہجہان کی مراجعت کی خبر آئی یہہ تدبیر

Marfat.com

وتنزویہ کا جال بچھایا تھا کہ قاضی عبدالعزیز سے شاہجہان کو کہہ بھیجا تھا کہ مہابت خان
نے یہ مقرر کیا ہی کہ جسوقت یہ خبر آئیگی کہ دکھن مین شاہجہان آگیا تو بدستور اس کے جاگیر
بحال ہوگی - اس مضمون کا شقہ بمہر خاص فرمان دستور صادر ہوا ہے - شاہجہان اصلا
فساد پر دل نہادہ نہ تھا - اور ان نوشتجات کے وارد ہونے سے پہلے دکھن کو جاتا تھا اگرچہ وہ
مدعیان دولت کے گفتہ و نوشتہ پر اعتماد نہیں رکھتا تھا اور باپ سے مقابلہ و مقاتلہ کو کفر جانتا
تھا مگر اثبات حجت کے لئے اوسنے مراجعت مین مسافت طی کرنے مین عجلت کی اور جواب مین حکم کی
اطاعت کا اظہار معروض کیا نورجہان اور ہنگامہ طلبون کی تکلیف سے بادشاہ آگرہ سے اجمیر کو روانہ
ہوا - اثناء راہ مین سلطان پرویز اوس کے پاس آیا اور یہ خبرین آئین کہ شاہجہان نے انبیر کے
حوالی کو جو راجہ مانسنگھہ کا وطن مالوف تھا اوباشون کو بھیجکر لٹوایا - اور جگت سنگھہ پسر راجہ باسو کو
تعین کیا کہ اپنے وطن مین جاکر پنجاب کے کوہستان مین فتنہ و فساد برپا کرے - بادشاہ نے
صادق خان کو صوبہ پنجاب کی حکومت دیکر اوسکی تاکید و تنبیہ کے واسطے مقرر کیا - جہانگیر نے
سلطان پرویز کو بڑی تیاریون کے ساتھہ شاہجہان سے لڑنے کے لئے بھیجا اور مونس الدولۃ
القاہرہ مہابت خان کو اوسکے لشکر کا انتظام سپرد کیا - بڑے بڑے امرا اوسکے ساتھہ گئے
چالیس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ اور بیس لاکھہ روپیہ کا خزانہ اوسکے ہمراہ کیا -

انبیر کو صوبۂ گجرات کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی اور فتح و فیروزی کی نوید لائی اس
اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ فتح رانا کی جلدو مین شاہجہان کو صوبہ گجرات
جہانگیر نے عنایت کیا تھا شاہجہان نے اپنی نیابت مین پہان سندر برہمن یعنے راجہ بکرماجیت
کو مقرر کیا تھا - وہ اس ملک کی حکومت و حراست کرتا تھا جب شاہجہان نے بکرماجیت کو اپنے
پاس بلا لیا تو اوسکے بھائی کنہر داس کو اوسکی جگہ مقرر کیا جب راجہ بکرماجیت قتل ہوا اور
شاہجہان مانڈو کی طرف روانہ ہوا - تو اوسنے ملک گجرات کو عبداللہ خان کے تیول مین
مقرر کیا اور کنہر داس اور صفی خان اس صوبہ کے دیوان کو اپنے پاس طلب کیا کہ وہ خزانہ دس
لاکھہ اشرفیون کا اور تخت مرصع کہ پانچ لاکھہ روپیہ مین اور پرتلہ الماس کہ دو لاکھہ روپیہ مین بنا تھا

مہابت خان کا تقرر +

بادشاہ کا اجمیر جانا +

پرویز کا شاہجہان سے لڑنے کو روانہ ہونا +

عبداللہ خان و صفی خان کی لڑائی +

Marfat.com

ساتھ لایا۔ یہ تخت و پرتلہ شاہجہان نے باپ کے لئے تیار کرائے تھے۔ صفی خان جعفر بیگ کا بھائی ہے جسکو اکبر نے آصف خان کا خطاب دیا تھا۔ اور برادر نورجہان کو جہانگیر نے آصف خان کا خطاب دیا تھا۔ اوسکی ایک لڑکی صفی خان سے اور دوسری لڑکی شاہجہان سے بیاہی تھی یون ان دونون مین ہم زلفی کی نسبت تھی۔ شاہجہان کو اُس سے ہمراہی اور موافقت کی توقع تھی عبداللہ خان نے وفادار نام خواجہ سرا کو اس ملک کی حکومت کے لئے مقرر کیا وہ احمد آباد مین آنکر شہر گجرات پر متصرف ہوا صفی خان کا ارادہ جہانگیر کی دولت خواہی کا تھا۔ اوسنے جمعیت کے فراہم کرنے مین اور دلون کے صید کرنے مین ہمت صرف کی۔ کنہرداس سے پہلے چند روز بیشتر نکلا اور تال کانکریہ مین منزل کی۔ اور وہان سے محمود آباد گیا اور ظاہر یہ کیا کہ مین شاہجہان پاس جاتا ہون اور درپردہ ناہر خان و سید دلیر خان و بالو خان افغان اور بادشاہ کے جان نثار فدویون کے ساتھ جو اپنے محال جاگیر مین تھے مراسلات و مراعات کر کے مقدمات دولتخواہی کو ترتیب دیا اور فرصت کے انتظار مین بیٹھا شاہجہان کا ملازم محمد صالح پہلاد کا فوجدار تھا اور بہت جمعیت رکھتا تھا وہ نحوائے کار سے سمجھ گیا کہ صفی خان کا ارادہ کچھ اور ہے۔ اور کنہرداس کو بھی یہ بات معلوم ہوئی۔ مگر صفی خان ایک جماعت کو دلاسا دیکر شرائط حزم و احتیاط کو مرعی رکھتا تھا۔ کوئی دست درازی نہیں کرسکتا تھا محمد صالح نے اس توہم سے کہ مبادا صفی خان ترک مدارا کر کے خزانہ پر دست درازی کرے پیش بینی کر کے خزانہ کو لیکر پہلے چلدیا اور مانڈو مین شاہجہان پاس دس لاکھ روپیہ اشرفی پہنچا دیا۔ کنہرداس بھی پرتلہ لیکر اوسکے پیچھے روانہ ہوا۔ مگر تخت کو گرانی کے سبب سے ساتھ نہ لے جاسکا۔ صفی خان اپنی تدبیر اور امرا کی مدد سے شہر احمد آباد مین آیا اور وفادار نائب عبداللہ خان کو گرفتار کرلیا اور تخت مرصع کو توڑ کر اوسکا سونا اور زر خزانہ جو نقد ساتھ تھا سپاہ مین تقسیم کر دیا۔ اور جہانگیر کی طرف سے شہر کے نظم و نسق مین مشغول ہوا جب عبداللہ خان کو خبر ہوئی تو اوسنے شاہجہان سے رخصت لی اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ مین صفی خان کو اپنے آگے کچھ نہ گنا اور کمک اور لشکر کے جمع کرنے کا محتاج نہ ہوا اور بطریق ایلغار دوڑ کر

Marfat.com

برودہ میں آیا کہ احمد آباد سے چالیس کوس ہے یہ نہ جانا کہ غرور کا خمار ندامت سے اور شہور ہے کہ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ صفی خان۔ ناصر خان کو اور اپنے ہمسایہ امرا کو ہمراہ لیکر احمد آباد سے بڑودہ میں آیا۔ اور عبداللہ خان کو شکست دی۔ دو دفعہ ان دونون میں باہم کارزار ہوئی اور ہر بار عبداللہ خان نے ہزیمت پائی۔ صفی خان نے اوسکا تعاقب سلطان پور تک کیا اور دشمن نے لشکر کو نہایت ذلیل کر کے لوٹا۔ عبداللہ خان بحالت تباہ شکست شاہجہان پاس برہان پور میں چلا گیا۔ صفی خان نے ان فتوح کا حال بادشاہ کو اپنی عرضداشت مین لکھا۔ بادشاہ نے صفی خان کو ہفت صدی سے ہزاری اور سیف خان کا خطاب دیا اور ناہر خان کو نصدی سے سہ ہزاری کر دیا۔ جب پرویز کا لشکر گریوہ چاندا سے گذرا اور مالوہ میں آیا تو شاہجہان بیس ہزار سوار اور تین سو جنگی ہاتھیون اور توپخانہ عظیم لیکر مانڈو سے رزم کے عزم سے آیا۔ اور دکن کے برگیون (مرہٹون) کو جادو رائے داودے رام و آتش خان کی سرداری میں اس سے پہلے روانہ کیا کہ بادشاہی لشکر پر قزاقی کرین۔ مہابت خان نے لشکر کو شائستہ توزک سے مرتب کیا۔ شاہزادہ پرویز کو قول میں لیا۔ اور خود ساری فوج کو لیکر چلا۔ سوار ہونے مین اور اوترنے مین شرائط حزم و احتیاط کو کام میں لایا۔ برگی بڑی دور سے اپنے تئیں نمودار کرتے اور آگے نہ آتے۔ ایکدن ہیراولی میں منصور خان فرنگی کی باری تھی۔ اوترنے کے وقت مہابت خان نے احتیاطاً اپنے لشکر کے لئے فوج کو جابجا کھڑا کیا تھا تاکہ آدمی فراغ خاطر سے اپنے ڈیرے لگائیں۔ منصور خان نے اثناء راہ میں شراب خوب پی لی اور بدمست ہو گیا اور منزل پر پہنچا۔ بحسب اتفاق ایک فوج اوسکو دور سے نمودار ہوئی اور اوسکو شراب کے نشہ میں یہ سوجھی کہ تاخت کرنی چاہیئے بغیر اسکے کہ اپنے بھائیوں اور آدمیون کو خبر کرے سوار ہو کر لڑنے دوڑا اور مارا گیا۔ شاہجہان مانڈو سے گذرا۔ رستم خان کو کہ اسکا قدیم نمک پروردہ تھا اور سہ ہزاری کے پایہ سے پنجہزاری کے منصب پر پہنچایا تھا۔ اور امرا کی ایک جماعت کے ساتھ اوسکو بادشاہ کی ہراول کی فوج کے سد راہ ہونے کے لیئے متعین کیا۔ رستم خان نے سلطان پرویز کی فوج پہنچنے سے پہلے مہابت خان

۲ جمادی الاول ۱۰۳۲ھ
مئی ۱۶۲۳ع

سازش کرکے اوس سے مل گیا - باقی فوج اور سردار شاہجہان پاس آگئے - شاہجہان نے نربدا کو اکبرپور کے گھاٹ سے عبور کیا اور کشتیونکو جمع کرکے اُنہین کاہ دہیہ بھرکر جلادیا اور ملاحون کے سردارونکو پکڑکر مقید کیا اور اونکو اپنے ساتھ لیا - بیرم بیگ بخشی کو سپاہ کے ساتھ نربدا پر معین کیا کہ وہ فوج شاہی کو اُترنے نہ دے - برسات کا موسم آگیا تھا - اور خود برہان پور کی طرف چلا جب برہان پور کے نزدیک پہونچا تو قلعہ آسیر کو تدبیر اور منصوبہ سلطانی سے تصرف مین لایا - راجہ گوپال سنگھ کو قلعہ داری کے لئے مقرر کیا - انہی دنون مین خانخانان نے جو ایک نوشتہ مہابت خان کو مخفی بھیجا تھا اُس مین یہ بیت درج تھی کہ

صد کس بہ نظر نگاہ میدارندم ورنہ بپریدمی زبے آرامی

یہ نوشتہ شاہجہان کے سامنے محمد تقی بخشی نے پیش کیا - اوسکے مطالعہ کے بعد اوسنے خانخانان کو طلب کیا اور نوشتہ اوسکے ہاتھ مین دیا تو عرق خجالت مین اوسکا چہرہ ڈوب گیا - خجالت کے سوا کوئی جواب اُس پاس نہ تھا - شاہجہان نے حکم دیا کہ وہ مع بیٹون کے دولتخانہ مین نظربند ہو اور موافق اُسکی فال کے کہ مزن فال بد کہ آورد حال بد - سو نفر اوسکے نگہبان مقرر ہون شاہجہان نے بعض خادمہ محل کو اسباب کی زیادتی کے ساتھ قلعہ آسیر مین چھوڑا اور برہان پور کی حوالی مین دائرہ کیا جب سلطان پرویز اور مہابت خان دریاء نربدا کے کنارہ پر آئے تو کسی کشتی کو موجود نہ پایا - دریا طغیانی پر تھا اور سب گھاٹ بند تھے - مہابت خان نے بحر فکر و تدبیر مین غوطہ لگایا اور ازراہ منصوبہ بازی خانخانان کو باوجود اسکے بدنام اور نظربند ہونے کی اطلاع کے ایسا خط لکھا کہ جسمین ساختگی کی بو نہ آئے - اور خانخانان کی نسبت کوئی بدظنی بھی نہ پیدا ہو - اس مین یہ درج تھا کہ عالم پر ظاہر و ہویدا ہے شاہزادہ شاہجہان کا کوئی اور مطلب سواء اطاعت پدر اور رفع فساد کے منظور نہ تھا - اعیان دولت برہم کار ہوئے - وہ اپنے ہنگامہ بازار کی گرمی درہم اندازی مین جانتے ہین وہ اپنے سزاے اعمال کو پہونچینگے - مین اگرچہ آنے مین مجبور تھا لیکن اصلاح حال ملک مین جو خلق اللہ کی امنیت کا سبب ہو اپنے اوپر اور سب مسلمانون پر واجب جانتا ہون اگر شاہزادہ بلند اقبال کے خاطر نشان کرکے کسی معتقد

خانخانان کا مقید ہونا +

خواہ وہ معاملہ فہم کو بھیجو کہ بعضے مذکورات باہم درمیان مین لاکر فساد وعناد کی آگ بجھادی جا
اور قتال وجدال کا پاؤں باہر کردیا جا اور پدر وپسر کے درمیان سابق سے زیادہ آمیزش
ہوجائے اور نورجہان نادم ہوکر راضی ہو اور شاہ جوان بخت کے جاگیرات مع اضافہ کے
بحال ہون یہ بہتر ہوگا اور اسی معنی کے کلمات صلح آمیز قسم اور پیمان کلام ایزد منان کی
کفالت کے ساتھہ بہت اسمین مذکور تھے وہ ایسی تدبیر وتزویر کام مین لایا کہ یہ خط شاہجہان کے
ہاتھہ مین پڑا اور مطالعہ خاص مین آیا۔ شاہجہان اصلاح کار اور رفع فتنہ کا خواہان تھا جہانگیر
کے ادعاے کو اپنی خواہش کے موافق جانا اس کام کی وکالت کے لئے خانخانان سے بہتر
کسی اور آدمی کو نہ جانا اوسکی استمالت کرکے قسم کلام الٰہی کو کفیل بناکے اوسکے دونو بیٹون کو
اپنے پاس بلاکے اوسکو مہابت خان پاس بھیجا اور یہ مقرر کیا کہ دریاے نربدا کے اس طرف
خانخانان پھر بنائے عہد وقرار کو استوار کرے جب خانخانان گذر اکبرپور کے نزدیک آیا اور
اور آدمیون کے درمیان صلح کی خبر پھیل گئی تو بیرم بیگ کے آدمیون کی جو معبرون کی حفاظت
پر مقرر تھے مصالحت کی خبر سننے سے خاطرجمع ہوئی اور اونھون نے گذرون کے بندوبست
مین سہل انگاری کی جب خانخانان آیا اور صلح کے رسل ورسائل آئے تو مہابت خان نے
آخر شب مین حکم دیا کہ دریا کے ایک طرف ایک جماعت بازار کے آدمیونکی اور سوارون کی
ناگاہ مشعل لیکر صداے تفنگ اور آواز دار وگیر کے ساتھہ دریا سے عبور کرین اور بیرم بیگ
کی فوج کو اُس طرف جاکر قتل کرین اور دوسری جانب سے چار پانچہزار سوار دو تین جگہہ سے
جہان کم پانی تحقیق ہوگیا تھا پانی مین اُترکر پار آگئے۔ اس عرصے مین کہ بیرم بیگ کے
آدمی اپنی جگہہ سے ہلکر مقابل اعدا سد راہ ہونے کے لئے جمع ہون مہابت خان کی دو
تین فوجین دریا سے اُتر آئیں اور خانخانان پاس گئین۔ بیرم بیگ کے ہاتھہ مین جب کچھہ اختیار
نہ رہا تو اوسنے برہان پور کی راہ اختیار کی۔ خانخانان نے قرآن کی قسم کھانے کو بھی بر
کا کھانا جانکر ناخوردہ خیال کیا اور شربت کی طرح پی گیا۔ اور مہابت خان اور سلطان پرویز
کی سپاہ سے مل گیا۔ شاہجہان نے اب برہانپور مین توقف کرنا مصلحت نہ جانا پریشان ہوکر

گلکنڈہ کی راہ اڑیسہ بنگالہ مین جانے کا قصد کیا - مینہ کی شدت اور دریاؤن کی طغیانی کے سبب سے کوچ بکوچ روانہ ہوا - اس پاس جو اوسکے اپنے نوکر اور بادشاہی نوکر تہے وہ مہابت خان اور سلطان پرویز کے لشکر سے جا ملے سلطان پرویز دریا سے عبور کر کے اور کارخانجات کو چہوڑ کر بطریق استعجال برہانپور مین آیا اور چند منزل اور برار کی سرحد تک شاہجہان کا تعاقب کیا - اور پہر برہانپور مین مراجعت کی جہانگیر کو شاہجہان کی ہزیمت کے سننے سے کچہہ اطمینان خاطر ہوا - دار الخلافہ کی گرمی سے اور اطراف دہلی کی ناموافقت ہوا سے اوسکی خاطر کو نفرت تہی - اور آب و ہوائے کشمیر اوسکی طبیعت سے موافقت رکہتی تہی باوجود تفرقہ خاطر وہ اوائل آذر ماہ الٰہی مین کشمیر کی طرف روانہ ہوا - اور اس زمانہ مین بنگالہ مین آصف خان کا ہونا اس سبب سے خلاف مصلحت جانا کہ وہ شاہجہان کا ہوا خواہ تہا اوسکو اپنے پاس بلا لیا + متصدیان دکن کی بادشاہ پاس عرضداشت آئی کہ شاہجہان و عبداللہ خان و داراب خان بہ پر و بال شکستہ بحال تباہ سرحد قطب الملک سے نکل کر اڑیسہ و بنگالہ کی جانب گئے اس سفر مین شاہجہان اور اوس کے ہمراہیون کو ایسی خرابیان پیش آئین کہ اوسکے بہت سے آدمیون نے فرصت پاکر سر و پا برہنہ جان سے ہاتہ دہو کر راہ فرار اختیار کی - ان سب مین سے ایک دن مرزا محمد پسر افضل خان دیوان شاہجہان مع اپنی والدہ و عیال کے کوچ کے وقت بہاگ گیا - شاہجہان نے سید جعفر اور معتمدون کی جماعت کو بہیجا کہ اگر وہ زندہ ہاتہ آئے تو فبہا ورنہ اوسکے سر کو کاٹ کر حضور مین لائیں نام بردون نے بہت جلد راہ مین اوسکو جا لیا - اس حادثہ سے اوسنے مطلع ہوکر والدہ اور عیال اپنے جنگل مین لیجا کر پنہان کئے اور خود چند معدود آدمیون کے ساتہ آیا اور مردانہ کمانداری کے لئے کہڑا ہوا - ایک ندی اور جہیل درمیان مین تہا سید جعفر نے چاہا کہ اوسکے پاس جاکر فریب کی باتین بنا کر اپنے ہمراہ لیجائے - ہر چند مقدمات بیم و امید کی ترتیب مین سخن پردازی کی مگر اوسنے اوسپر اثر نہ کیا - اسکا جواب تیر جان ستان سے دیا اور نہایت جنگ مردانہ کی اور جان دی اور سید جعفر بہی زخمی ہوا اور ان کاری زخمون مین بہی

جب تک اس مین رمق باقی رہی بہنون کو بے رمق کیا۔ سید جعفر نے مرزا محمد کا سر کاٹ کے شاہجہان پاس بھیجدیا۔ جب شاہجہان حوالی دہلی سے شکست پاکر مانڈو مین آیا تھا تو اوسنے افضل خان کو عادل خان و عنبر پاس کمک و مدد کے واسطے بھیجا تھا۔ اوسکے ہاتھ عادل خان کے لیے رباز وبند اور عنبر کے لئے اسپ و فیل و شمشیر مرصع بھیجی تھی۔ اول وہ عنبر پاس گیا اور جو چیزین شاہجہان نے اوسکے لئے بھیجی تھی پیش کین عنبر نے اون کو نہین قبول کیا اور کہا کہ ہم عادل خان کے تابع ہین وہی دکن کے عمدہ دنیا دارون مین سے ہے تم اول اس پاس جاؤ اور اپنے مطلب کا اظہار کرو اگر وہ تمھاری بات کو مان لےگا تو مین اوسکی متابعت کرونگا اور جو کچھ میرے لئے بھیجا گیا ہے وہ لے لونگا۔ اور اگر وہ نہ قبول کریگا تو نہیں لونگا۔ عادل خان پاس افضل خان گیا وہ اُس سے بہت بُری طرح پیش آیا مدتون تک شہر سے باہر اوسکو رکھا۔ اور اوسکے حال پر متوجہ نہ ہوا۔ اور طرح طرح کی خواری کی اور جو کچھ شاہجہان نے اوسکے اور عنبر کے لئے بھجوایا تہا سبکو غائبانہ اُس سے طلب کرلیا۔ افضل خان یہین تھا کہ بیٹے کے مارے جانے کی اور خرابی خانہ کی خبر سُنی تو وہ سوگ مین بیٹھا۔

شاہجہان دور دراز کا سفر طے کرکے بندر مچھلی پٹن مین آیا۔ جو قطب الملک سے متعلق تھا اور اوسکی حوالی مین پہنچنے سے پہلے اپنا آدمی قطب الملک کے پاس بھیجا۔ اور انواع واقسام کی امداد اور ہمراہی طلب کی قطب الملک نے کچھ نقد و جنس برسم اقامت بھیجا۔ اپنی سرحد کے میر کو لکھا کہ اپنی سرحد سے شاہجہان کا بدرقہ بنکر سلامت گذار دے اور تمام غلہ فروشون اور زمیندارون کو دلاسا دیکر مقرر کیا کہ شاہجہان کے لشکر مین غلہ اور تمام ضروریات پہنچائی جائیں۔ (شاہجہان مچھلی پٹن میں پہنچا)

۲۹ جمادی الاول ۱۰۳۳ کو نوروز ہوا جشن بدستور ہوا بادشاہ نے ان دنون یساولون و یساقون کو حکم دیا کہ دولت خانہ سے نکلنے کے اور سواری کے وقت معیوب آدمیون کو جیسے کور و گوش و بینی بریدہ و کوڑی و مجذوم ہین روک دین کہ وہ نظر کے روبرو نہ آنے پائے جب بادشاہ کو ارلیسہ مین شاہجہان کے آنے کی خبر متواتر آئی تو شاہزادہ پرویز اور مہابتخان (نوروز جشن سنہ ۱۹ جلوس)

اورامراکو تاکید کے ساتھ فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دکن کا نظم ونسق کرکے بہت جلد صوبہ
الہ آباد وبہار کو روانہ ہوں ۔ اگر بسبب اتفاق صوبہ دار بنگالہ اوسکی راہ نہ روک سکے
اور اوس سے مقاومت نہ کرسکے تو تم اس سے مقابلہ کرو اور حزم واحتیاط کے سبب سے
عمدۃ السلطنت خانجہان کو دارالخلافہ کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ ان حدود میں حکم کے لیے
کان لگائے رہو اگر کسی خدمت کی حاجت پڑے اور اوسپر اشارہ کیا جائے تو فرمان کے
حکم کے مطابق کاربند ہو جس زمانہ میں شاہجہاں کے پاس سے عبدالعزیز جہانگیر پاس آیا تھا
تو شاہ کے حکم سے وہ مہابت خان کی حوالات میں تھا بعد چند روز کے کام وناکام مہابت خان
نے اوسکو اپنا ملازم کیا اور برہان پور سے برسم رسالت عادل خان پاس بھیجا ۔ دنیاداران
دکن نے دلی بندگی اور دولتخواہی اختیار کی عنبر حبشی نے اپنے معتمد علی شیر کو مہابت خان
پاس بھیجا ۔ اور نوکروں سے بھی زیادہ عرضداشت میں عجز وفروتنی ظاہر کی اور اقرار کیا کہ
دیوگانوں میں آکر مہابت خان سے ملاقات کرے اور اپنے بڑے بیٹے کو بندگان درگاہ کی
سلک میں منتظم کرے ۔ قاضی عبدالعزیز کا نوشتہ آیا کہ عادل خان خدمت ودولتخواہی پر
کمربستہ ہوا اور اوسنے یہ مقرر کیا کہ ملا محمد لاری کو کہ وکیل مطلق العنان اور نفس ناطقہ
اسکا ہے اور محاورات ومراسلات میں اوسکو ملا بابا کہتے اور لکھتے ہیں پانچہزار سواروں کے
ساتھ بھیجے گا کہ وہ ہمیشہ خدمت میں بسر کرے اونکو آیا ہوا ہی سمجھو مکرر فرمان صادر
ہوئے کہ شاہزادہ پرویز مع اپنے ہمراہی لشکر کے بنگالہ کو جائے ۔ باوجود برسات کی
موسم کے اور شدت باران کے اور گل مالوہ کے برہان پور سے کوچ ہوا اور مہابت خان
نے شاہزادہ کو روانہ کیا اور خود اور ملا لاری نے شہر میں توقف کیا ۔ لشکر خان وجادو راے
اور اودے رام اور (جو شاہجہان سے جدا ہوکر مہابت خان سے آن ملے تھے) آدمیوں کو
مقرر کیا کہ بالاگھاٹ میں جاکر ظفرنگر میں معسکر بنائیں اور جان نثار خان کو بدستور سابق
سرکار بیر میں بھیجا اور اسد خان معموری کو ایلچپور میں روانہ کیا منوچہر پسر شاہنواز خان کو
جالناپور میں تعین کیا ۔ رضوی خان کو تھالنیر روانہ کیا کہ صوبہ خاندیس کی حفاظت کرے

Marfat.com

ہر جگہ ایک ملازم کاردان روانہ کیا گیا کہ ملک کا ضبط و نسق کرے +

شاہجہان کی فتوحات بہار و بنگالہ میں +

ان دنون مین بنگالہ سے بادشاہ پاس ابراہیم خان فتح جنگ کی عرضداشت آئی کہ اوڑیسہ مین شاہجہان داخل ہوا۔ احمدخان برادر زادہ ابراہیم خان گدّھہ کے زمینداروں پر چڑھائی کرنے گیا تھا اسکو اس حادثہ کی پہلے سے کچھہ خبر نہ تھی وہ متحیر و متردد ہوکر ناگزیر اس مہم سے ہاتھہ اوٹھا کے موضع بلبلی مین کہ اس صوبہ کا حاکم نشین ہے آیا اور اپنی اشیا لیکر کٹک مین گیا جو بلبلی سے بارہ کوس پر بنگالہ کی طرف ہے اپنے مین مقاومت کی استعداد نہ دیکھی تو وہ کٹک مین بھی نہ ٹھیرا اور یہان سے بردوان میں گیا۔ اور جعفر بیگ برادر زادہ صالح پر صورت حال ظاہر کی صالح نے حصار بردوان کو استحکام دیا اور صلاح و صواب کا دروازہ اپنے اوپر بند کیا۔ ابراہیم خان اس خبر وحشت اثر کے سننے سے حیرت زدہ ہوا۔ باوجودیکہ اوسکے لشکری بلاد میں متفرق تھے مگر اوسنے اکبر نگر مین پائے ثبات قائم کیا اور حصار کو استحکام دیا اور سپاہ کے فراہم کرنے مین اور لشکر و حشم کے دلاسا دینے مین اور اسباب رزم کے ترتیب دینے مین مشغول ہوا۔ اسوقت شاہجہان کا فرمان ابراہیم پاس آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ بحسب تقدیر ربانی و سرنوشت آسمانی وہ حال جو اس دولت خدا داد کے لائق نہ تھا کتم عدم سے عالم ظہور میں جلوہ گر ہوا۔ روزگار کج رفتار کی گردش سے اور لیل و نہار کے اختلاف سے اس سمت پر اتفاق ہوا۔ اگرچہ نظر ہمت مردانہ میں اس ملک کی فسحت و وسعت ایک جولانگاہ بلکہ پرکاہ سے زیادہ نہیں ہے۔ مدعا اس رفیع تر اور مطلب اس سے عالی تر ہے لیکن اس مین پر گذر ہوا ہے اسے چھوڑنا نہیں چاہیے اگر تیرا عزم بادشاہ کی درگاہ مین جانے کا ہو تو تیرے دامن ناموس خاندان سے تعرض نہیں ہے بفراغ خاطر روانۂ درگاہ ہو اور اگر توقف کو صلاح وقت جانے تو اس ملک مین سے جس جگہ کو پسند کرے اوسکو عنایت کرے اور آسودہ و مرفہ الحال زندگی بسر کرے۔ ابراہیم خان نے معروض کیا کہ بندگان حضرت (جہانگیر) نے یہ ملک اس غلام کو سپرد کیا ہے یہ امانت سر اور جان کے ساتھہ ہمراہ رہے گی۔

شاہجہان کا لشکر بردوان پر آیا صالح نے حصار کو استحکام دیا اور جنگ و جدال پر مستعد ہوا

عبداللہ خان نے اوسکو رخصت دی اور سخت محاصرہ کیا جب کام دشوار ہوا اور کسی جانب سے کمک اور
نجات کی راہ نہ دیکھی تو وہ قلعہ سے نکلکر عبداللہ خان پاس آیا - خان نے اسکو شاہجہان پاس
بھیجدیا اور حصار کو لے لیا جب سرراہ کا سنگ اٹھ گیا تو لشکر اکبر نگر پر آیا - ابراہیم خان نے چاہا کہ
قلعہ اکبر نگر کو استحکام دے اور شرائط حصن و قلعہ داری کو بجا لائے لیکن اکبر نگر کا حصار بڑا تہا اور اوسکے
پاس لشکر کی جمعیت اسقدر نہ تھی کہ سطح وسیع جیسی چاہیے ویسی محافظت کرتا رہے - اوس کے
بیٹے کے مقبرہ میں ایک حصار محکم مختصر سا تھا اس میں وہ متحصن ہوا اس اثنا میں جو امرا کہ تھانوں میں
متعین تھے اس پاس آ گئے شاہجہان کا لشکر اکبر نگر کے باہر آیا اور اونسے حصار مقبرہ کا محاصرہ کیا
اندر اور باہر سے آتش قتال نے اشتعال پایا - اسوقت احمد بیگ حصار میں آگیا - اسکے آنیسے
دلوں کو تقویت ہوئی - اکثر آدمیوں کے اہل و عیال دریا سے اس طرف تھے عبداللہ خان نے
دریا خان کو دریا سے پار اسطرف روانہ کیا - وہاں اونسے لشکر آراستہ کیا - اس خبر وحشت اثر
کو ابراہیم خان نے سنکر احمد خان کو ساتھ لیا اور اس طرف سراسیمہ گیا - اور آدمیوں کو قلعہ کی حراست
وحصانت کے لئے چھوڑا جنگی کشتیوں کو جنکو ہند کی اصطلاح میں نوارہ کہتے ہیں اپنے سے پہلے
اس سمت میں روانہ کین کہ دشمن کی فوج کو سرراہ روکیں اور دریا سے عبور نہ ہونے دیں - مگر اس
نوارہ کے پہنچنے سے پہلے دریا خان دریا سے پار اوتر گیا تھا - ابراہیم خان نے اس خبر کو سنکر
احمد بیگ خان کو دریا کے پار دریا کے سرے پر بھیجا جب وہ دریا پر پہنچا تو دریا کے کنارہ پر فریقین
میں لڑائی ہوئی اور احمد بیگ کے ہمراہی بہت قتل ہوئے - وہ وہاں سے بھاگ کر ابراہیم خان
سے آن ملا اونسے غنیم کے غلبہ و تسلط سے آگاہ کیا - ابراہیم خان نے اسی گھڑی چار دیوار
مقبرہ سے کار طلب آدمی طلب کیے اور وہ اوس سے فوراً آنکر ملے - دریا خان کو جب اس امر کی اطلاع
ہوئی تو وہ چند کوس پیچھے ہٹا - نوارہ ابراہیم خان کے اختیار میں تھا اسلئے دریائے گنگ
سے شاہجہاں کا لشکر عبور نہیں کرسکتا تھا - اس اثنا میں راجہ بھیم نے آنکر ظاہر کیا کہ اگر فوج مجھے
عنایت ہو تو ادھر جاکر اپنے تعلقہ میں کشتیاں بہم پہنچا کر لشکر کو پار اتر واؤں شاہجہان نے
عبداللہ خان کو پندرہ سو سوار دیکر راجہ کے ہمراہ کیا وہ راجہ کی رہنمونی سے ہوا کی طرح گذرا

Marfat.com

اور ایک زمین جسکی ایک طرف دریا تھا۔ اور دوسری جانب کے متصل جنگل کا انبوہ تھا عرصہ کارزار آراستہ ہوا۔ ابراہیم خان دریا سے پار جاکر عرصہ نبرد پر متوجہ ہوا خود ایک ہزار سوار کے ساتھ قول بنا اور نور اللہ سیدزادہ جو اس صوبہ کے منصب داران نجوبزی میں تھا آٹھ سو یا ہزار سواروں کے ساتھ ہراول قرار پایا اور احمد بیگ خان کو سات سو یا ہزار سواروں کے ساتھ طرح بنایا اور خود ایک ہزار سواروں کے ساتھ قول بنا۔ فریقین میں جنگ عظیم ہوئی۔ نور اللہ میں تاب مقاومت نہ رہی تو اپنی جگہ کو چھوڑ کر احمد خان سے ملا۔ وہ مردانہ زخمی ہوا۔ ابراہیم خان یہ حال دیکھ کر بیتاب ہو کر اس دوڑنے میں فوج کا انتظام بگڑ گیا۔ اکثر اوسکے رفیق کرم سے ہاتھ اُٹھا کر بھاگ گئے۔ ابراہیم خان نے چند آدمیوں کے ساتھ پائے غیرت وہمت کو برپا رکھا ہر چند اوسکے جلودار آدمیوں نے چاہا کہ اوسکو لیکر اس مہلکہ سے نکالیں مگر وہ راضی نہ ہوا اور کہا کہ میرا وقت اس کار کے لیے مقتضی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ کیا دولت ہوگی کہ میں اپنے بادشاہ کی خدمت میں جان نثاری کروں۔ ابھی یہ بات تمام نہ ہوئی تھی کہ دشمنوں نے گھیر کر جان ستان زخموں سے اسکا کام تمام کیا۔ سر اسکا کاٹکر شاہجہان پاس بہیجا حصار بقیرہ میں جو جماعت متحصن تھی جب اوسکو ابراہیم خان کی شہادت کی خبر ہوئی تو اونکے دل ہار گئے اوسی وقت رومی خان نے ایک نقب سے چالیس گز دیوار اڑا دی شاہجہانی کے کار طلب آدمی حصار میں دوڑے گئے احد اس دوڑ میں عابد خان دیوان اور شریف خان بخشی اور بندہ ہائے روشناس میر دلفنگ سے جان نثار ہوئے اور حصار مفتوح ہوا جو آدمی قلعہ میں تھے وہ ننگے سر و پاؤں باہر آئے کچھ دریا میں گر کر مر گئے کچھ کشتی میں ہجوم کر کے بیٹھ کر ڈوبے۔ اور ایک گروہ اپنے اہل و عیال کے سلسلہ میں گرفتار تھا اونکے انکر ملازمت کی میر کی جلالہ جو اس صوبہ میں سب سے بڑا تھا وہ گرفتار رہا۔ ابراہیم خان کے فرزند دار اموال و اسباب ڈھاکہ میں تھے دریا کی راہ سے شاہجہان کا لشکر وہان گیا۔ احمد بیگ خان برادر زادہ ابراہیم خان لشکر سے پہلے ڈھاکہ میں پہنچ گیا تھا۔ اوسکو سوائے بندگی اور فرمانبرداری کے کوئی چارہ نہ تھا اوسنے مقربان درگاہ کے وسیلہ ملازمت کی۔ حکم سے وکلائے سرکار نے

ابراہیم خان کا مال ضبط کیا - چالیس لاکھ روپیہ کے قریب نقد سوا اور اجناس اور اقمشہ و فیل وغیرہ کے ضبط ہوا میر جلا ئر سے پانچ لاکھ روپیہ وصول کیا - اور اس ملک مین پانسو ہاتھی اور چارسو اسپ گوٹ ہاتھ آئے - نواڑہ اور توپخانہ اسقدر کہ بادشاہان ذی شوکت کے درخور ہیں ہاتھ لگے - عبداللہ خان کو تین لاکھ روپیہ راجہ بھیم کو دو لاکھ روپیہ اور داراب خان کو ایک لاکھ روپیہ اور دریا خان و وزیر خان و شجاعت خان و محمد تقی و بیرم بیگ مین سے ہر ایک کو پچاس پچاس ہزار روپیہ عنایت ہوا +

اب تک داراب خان پسر خانخانان مقید تھا اوسکو قید سے نکال کر اور قسم دیکر بنگالہ کی حکومت اوسکو سپرد کی - اور اوسکی بیوی اور ایک لڑکی اور ایک پسر شاہنواز خان کو ہمراہ لیا راجہ بھیم پسر رانا نے اس ہرج مرج میں شاہجہان کی خدمت سے جدائی نہین اختیار کی تھی اوس کے ساتھ ایک فوج برسم منقلا اپنے سے پہلے پٹنہ کی طرف روانہ کی اور خود مع عبداللہ خان کے پیچھے روانہ ہوا - شاہزادہ پرویز کی جاگیر مین پٹنہ تھا - اوس نے مخلص خان اپنے دیوان کو یہان کی حکومت و حراست حوالہ کی تھی اور الہ یار خان پسر افتخار خان اور شیر خان کو یہان فوجدار مقرر کیا تھا - راجہ بھیم کے آنے سے پہلے ان سب نے ہمت ہاری اور حصار پٹنہ کے استحکام کی توفیق نہ ہوئی - الہ آباس کی طرف بھاگ گئے - یہ ملک مفت ہاتھ سے گنوایا - اور اپنی جان کو بچایا - راجہ بھیم بے مجادلت و منازعت شہر پٹنہ میں آیا اور صوبہ بہار پر متصرف ہوا چند روز کے بعد شاہجہان نے اس مرز بوم کے سارے متوطنوں پر سایہ عاطفت ڈالا اور اس صوبہ کے جاگیردار اوسکی ملازمت مین دوڑے آئے اور پانچ چھ ہزار سوار نوکر ہو گئے - سید مبارک جو قلعہ رہتاس کی حکومت رکھتا تھا قلعہ حوالہ کیا - اور راجہ اجھنیہ کے زمیندار نے قدمبوسی کی - شاہجہان نے اپنے سفر کرنے سے پہلے عبداللہ خان کو ایک فوج کے ساتھ الہ باس روانہ کیا اور دریا خان افغان کو ایک جماعت کے ساتھ مانکپور و اودہ کی طرف تعین کیا - چند روز بعد بیرم بیگ کو صوبہ بہار کی حکومت و حراست تفویض کی اور خود جونپور کی طرف روانہ ہوا جہانگیر قلی نے جو جونپور کی حکومت رکھتا تھا وہ الہ باس بن رستم خان پاس چلا گیا عبداللہ خان

گرم وگیرا قصبہ جھونسی مین آیا جو دریاے گنگ کے اوس طرف الہ باس کے مقابل مین ہے لشکرگاہ آراستہ کیا شاہجہان جونپور مین آیا عبداللہ خان بنگالہ سے نوارہ عظیم لایا تھا۔ توپ تفنگ کی ضرب سے وہ دریا پار ہوا اور الہ باس کو لشکرگاہ بنایا مرزا رستم قلعہ مین متحصن ہوا۔ جنگ وجدل کے رایات کو بلند کیا۔ اندر اور باہر سے تیر وتفنگ کے سفیر پیام مرگ اور شور اجل کو دلیرون کے کان مین پہنچاتا تھا فتنہ وآشوب عظیم اس سرزمین مین برپا ہوا۔

سوانح دکن کا مجمل حال لکھا جاتا ہے۔ ہم پہلے لکھہ چکے ہین کہ عنبر حبشی نے علی شیر اپنے وکیل کو مہابت خان پاس بھیجا تھا اور اس امید مین نہایت عجز وفروتنی ظاہر کی تھی کہ صوبہ دکن کی مہمات کا اہتمام اسکے سپرد کیا جائے۔ اسکی عادل خان سے دشمنی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ بادشاہی آدمیون کی اعانت سے اپنا تسلط اور ترفع عادل خان پر ظاہر کرے۔ ایسے ہی عادل خان اوسکی رغم شہر کے واسطے چاہتا تھا کہ صوبہ دکن اسکے قبضۂ اقتدار مین حوالہ کیا جائے آخر کو عادل خان کا افسون کارگر ہوا۔ مہابت خان عنبر کی جانب کو ترک کرکے عادل خان کی کارروائی مین مشغول ہوا عنبر برسر راہ تھا اسلئے ملا محمد لاری وکیل عادل خان اوسکی جانب سے خاطر نگران رکھتا تھا .... مہابت خان نے ایک بادشاہی فوج بالاگھاٹ مین تعین کی کہ وہ ملا محمد کے ہمراہ ہوکر برہانپور مین اوسے پہنچادے عنبر اس خبر کو سنکر متردد ہوا وہ نظام الملک کو قصبہ کھرکی سے قندہار مین لے گیا جو ولایت گلکنڈہ کی سرحد پر واقع ہے اور فرزندون کو مع احمال واثقال کے قلعہ دولت آباد مین چھوڑا۔ اور کھرکی کو خالی کیا۔ اور مشہور یہ کیا کہ مین قطب الملک کی سرحد پر اسلئے جاتا ہون کہ اپنا زرمقررہ اوس سے بازیافت کرون جب ملا محمد لاری برہانپور مین مہابت خان سے ملا تو وہ اوسکو شاہزادہ پرویز پاس لے گیا۔ اور سربلند رائے کو شہر برہانپور کی حکومت وحراست سپرد کی جادورائے اودے رام کو اسکی کمک کے لئے مقرر کیا۔ اور لسبرا وین اور برادر دورین کو احتیاطاً ساتھ لیا۔ جب شاہزادہ سے ملا محمد ملا تو یہ قرار پایا کہ وہ پانچہزار سوار دن کے ساتھہ برہانپور مین رہے اور سربلند رائے کے ساتھہ احکام چلائے اور انتظام مہام کرے اور عین الدولہ اسکا بیٹا ہزار سوار کے ساتھہ شاہزادہ کی خدمت مین رہے +

۱۹ - خرداد کو جہانگیر خطہ کشمیر مین آیا - یہان آنکر اوسنے سُنا کہ یلنگ توش اوزبک سپہسالار
نذر محمد خان نے ارادہ کیا ہے کہ حوالی کابل اور غزنین پر تاخت کرے - خان زاد خان پسر
مہابت خان نے مع اپنے کمکی امرا کے شہر سے باہر آکر اوس کی مدافعہ و مقابلہ مین ہمت
کی ہے اسواسطے بادشاہ نے غازی بیگ اپنے خدمتگار کو ڈاک چوکی مین روانہ کیا کہ
حقیقت حال پر اطلاع حاصل کر کے خبر مشخص لائے - غازی بیگ کی عرضداشت سے
معلوم ہوا کہ الوس ہزارجات نے جنکا یورت حدود غزنین مین واقع ہے اور قدیم سے
حاکم غزنین کے مالگزار تھے اونکے ضبط و انتظام کے لئے یلنگ توش نے مضافات
غزنین کے موضع صوا رمین ایک قلعہ بنایا ہے اور اپنے ہمشیرہ زادہ کو ایک فوج کے ساتھہ وہان
متعین کیا ہے - اس سبب سے الوس ہزارہ نے خانزاد خان پاس آنکر استغاثہ کیا کہ ہم قدیم سے
حاکم کابل کی رعیت و مالگذار رہے ہین یلنگ توش چاہتا ہے کہ ہم کو تعدی سے فرمانبردار
بنائے اگر اوسکے شر کو ہم سے دور کرو تو بدستور سابق ہم رعیت اور فرمان پذیر ہین ورنہ
ناگزیر یلنگ توش کے ملتجی ہو کر اپنے تئین اوزبکون کی بیداد اور ظلم کے آسیب سے بچائینگے
خانزاد خان نے ایک فوج ہزارہ کی کمک کے لئے بھیجی خواہرزادہ یلنگ توش نے اُنکا مقابلہ کیا
اور زد و خورد کے درمیان وہ ازبکون کی ایک جماعت کے ساتھہ قتل ہوا اور سپاہ منصور نے
اوسکے قلعہ کو خاک کی برابر کیا اور ظفر و فیروزی کے ساتھہ معاودت کی - یلنگ توش اس خبر کے
سُننے سے اپنے کردار سے خجل ہوا نذر محمد خان برادر امام قلی خان والی توران سے
التماس کی کہ کابل کی سرحد پر تاخت کر کے اپنے انفعال کو ملی دور کرنا چاہتا ہون - ابتدا
مین نذر محمد خان و اتالیق و عمدہائے لشکر نے اس جرأت و بیباکی کی تجویز نہین کی لیکن
جب یلنگ توش نے بہت مبالغہ کیا تو اوسکو اجازت ملی وہ دس ہزار سوار اوزبک و الامانچی
لیکر ان حدود مین آیا - خانزاد خان نے اس خبر کو سُنکر تھانجات سے آدمیون کو طلب کیا
اور اسباب قتال و جدال کی ترتیب مین مشغول ہوا عمدہ سپاہ کا لشکرگاہ موضع شیر گڈہ مین
آراستہ ہوا جو غزنین سے دس کوس پر ہے - سپاہ اوزبک نے غزنین سے تین کوس پر لشکرگاہ

خانزاد خان کا یلنگ توش اوزبک پر فتح پانا

تیار کیا شیر گڈہ سے تین کوس لشکر شاہی چلا تھا کہ اوسکا مقابلہ اور نکبون کی سپاہ سے ہوا جنگ
مین امتداد و اشتداد ہوا آخر کو شاہی لشکر نے پلنگ توش کو قلعہ جماد نک کہ میدان جنگ
سے چھہ کوس تھا بھگا یا۔ تین سو اونٹ بک بار دے گئے اور ہزار گھوڑے اور بہت سے اسلحہ
کہ مخالفون نے گرانی کے سبب سے راہ مین پھینک دئے تھے لشکر بادشاہ کے ہاتھ آئے اور فتح عظیم
کہ اور فتوحات کی عنوان تھی حاصل ہوئی۔ پلنگ توش کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ پلنگ کے معنی برہنہ
کے ہین اور توش کے معنی سینہ کے ہین کہ لڑائی مین سینہ کو کھول کر گیا تھا اسلئے یہ نام اس کا
مشہور ہوگیا۔ اکثر اوقات وہ قندھار اور غزنین کے درمیان رہتا تھا اور مگر خراسان مین جا
اوسنے سپاہیانہ دستبردین کین تہین۔ شاہ عباس اسی مواخذہ مین اوسکو گرفتار کرنا چاہتا تہا
جب ملک عنبر قطب الملک کی سرحد پر آیا تو اوسنے مبلغ تقرری کو بازیافت کیا کہ ہر سال خرچ سپاہ کے
لئے اوسنے لیتا تہا اور دو سال سے اوسنے نہین دیا تہا۔ اوسنے عہد و سوگند سے اس طرف سے
خاطر جمع کر کے ولایت بیدر مین آیا اور اس ملک کی حراست کے لئے جو عادل خان کے آدمی مقرر تھے
اونکو زبون اور بے استعداد دیکھ کر اونپر تاخت کی اور شہر بیدر کو تاراج کیا اور یہان سے جمعیت
و استعداد کے ساتھ عادل خان کے سر پر چڑہا۔ عادل خان نے اپنے مردمان کار دیدہ اور
سرداران برگزیدہ ملا محمد لاری کے ساتھ برہان پور بھیجے تھے اس پاس ایسی جمعیت حاضر نہ تھی
کہ وہ ملک عنبر کی دفع شرارت کے لئے کفایت کرتی اسلئے صلاح وقت و پاس محارست دولت
اس مین دیکھی کہ وہ قلعہ بیجاپور مین متحصن ہوا اور برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم
مین مشغول ہوا۔ آدمی بھیجکر محمد لاری کو طلب کیا اور برہانپور مین جو لشکر اوسکے ہمراہ تھا اوسکو
حکم دیا کہ وہ اوسکے ساتھ جلد آئے اور صوبہ مذکور کے متصدیون کو تاکید و مبالغہ کے ساتھ
لکھا کہ میرے اخلاص و دولتخواہی شاہی کی حقیقت ظاہر ہے اور مین اپنے تئین درگاہ
شاہی کے منسوبون مین سے جانتا ہون اوسوقت میرے ساتھ عنبر ناحق شناس گستاخانہ پیش آیا ہے
مجھے امید ہے کہ کل دولتخواہ سپاہ کے ساتھ جو اس صوبہ مین ہین میری کمک پر متوجہ ہونگے اور
اس فضول غلام کو دور کر کے اوسکے کردار ناہنجار کی سزا دینگے جب شاہزادہ پرویز اور

Marfat.com

مہابت خان الہ باس گئے ہیں تو سربلند رائے کو برہانپور میں حکومت وحراست کے لئے مقرر
کر گئے تھے کہ مہمات کلی وجزوی محمد لاری کی صوابدید سے کرے اور دکن کے انتظام
مہام میں اسکی صلاح سے انحراف نہ کرے جب محمد لاری بہت بجد ہوا تو اوس نے
تین لاکھ ہون کہ قریب بارہ لاکھ روپیہ کے ہوتے ہیں لشکر کے مدد خرچ کے صیغہ مین
متصدیون کو دئے عادل خان کے نوشتے درباب کمک مہابت خان پاس پہنچے
اوسنے بھی متصدیان دکن کو لکھا کہ بے تامل و توقف ملا محمد لاری کے ہمراہ عادل خان کی
کمک کے لئے وہ جائیں ناگزیر سربلند رائے نے کچھہ آدمیوں کے ساتھہ برہانپور میں توقف کیا
اور لشکر خان ومیرزا منوچہر وخنجر خان حاکم احمد نگر اور جان سپار خان حاکم بیر اور امرا اور منصبدار
کہ صوبہ دکن میں متعین تھے ملا محمد لاری کے ساتھہ عادل خان کی کمک کے لئے اور عنبر کے
استیصال کے لئے چلے جب عنبر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اوسنے بھی بندگان درگاہ کو
نوشتے بھیجے کہ میں غلامان درگاہ میں سے ہون اور سگان درگاہ سے نسبت رکھتا ہون
کوئی بے ادبی بھی مجھہ سے ظہور میں نہیں آئی ہے میں نے کونسی تقصیر وگناہ کیا ہے کہ میری
خرابی اور استیصال کے درپے ہوئے ہو اور عادل خان کی تکلیف سے اور ملا محمد کی تحریک
سے میرے سر پر چڑھے چلے آتے ہو میرا اور عادل خان کا اوس ملک پر جھگڑا ہے جو کہ زمانہ
سابق میں نظام الملک سے متعلق تھا۔ اب وہ اسپر متصرف ہے اگر وہ بندون میں سے ہے تو
میں بھی غلامون میں سے ہون۔ اب مجھے اور اوسے چھوڑ دو وہ مجھسے اور میں اوسے سمجھہ لونگا
مشیت حق جو ہوگا وہ ظہور میں آئیگا۔ ان لوگون نے اوسپر التفات نہ کیا کوچ بر کوچ کرتے
ہوئے چلے گئے عنبر جتنی الحاح وزاری کرتا اوسکو اوتنا ہی وہ زبون جانتے اور
اوسپر شدت ظاہر کرتے جب فوجیں بیجاپور کے نزدیک آئین تو عنبر حوالی بیجاپور سے
فرار ہوا اور تلافی اور منصوبہ بازی کی فکر میں مشغول ہوا۔ لشکر بادشاہی اور ملا محمد غالب
ہو کر عنبر کے پیچھے پڑے اور اوسے امان اور فرصت نہ دیتے جس طرف عنبر جاتا وہ اس طرف
اسپر تاخت کرتے وہ عجز سے پیش آکر متواتر عریضے تقصیر کردہ وناکردہ کے عفو کے لئے بھیجتا

حوالی احمد نگر کے میدان مین وہ پہنچا یہان اوسکو جنگ کے لئے میدان قابو ملا اوسنے صف کارزار آراستہ کی طرفین کے رزم طلب فوجین آراستہ کر کے جنگی فیلان مست اور توپخانون کو مقابل لائے اول عادل خان اور عنبر کے آدمیون مین جنگ ہوئی اور فوج حبشی نے بلاے سیاہ کی طرح لشکر ملا محمد پر یورش کی اور حملے ایک دوسرے پر ہوئے اس ضمن مین ملا محمد پر قضا کا گولہ لگا وہ گھوڑے سے گرا کہ لشکر نے ہزیمت پائی اور فوج بادشاہی کے سرداران بیجاپور کے عنان بر عنان راہ فرار اختیار کی اس حال مین ایک فوج تازہ عنبر کی مدد کو اس قصد سے آئی کہ فوج ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرے۔ وہ اس انبوہ مغلوب سے دوچار ہوئی ایک طرف سے فوج عنبر نے تاخت کی سوار و پیادے بے شمار زیر تیغ کئے اور سوا اسکے بادشاہی اور عادل خان کے پانچ امیر اور عمدہ نوکر اسیر ہوئے اور خنجر خان حاکم احمد نگر زخمی ہو کر جان سلامت لے گیا اور قلعہ مین پہونچ گیا۔ امراء مقید مین سے فولاد خان جو بیجاپور کے عمدہ نوکرون مین سے تھا اور عنبر کے ساتھ عداوت و ہم چشمی رکھتا تھا وہ قتل ہوا۔ باقی امرا کے طوق و زنجیر پڑے اور قلعہ دولت آباد کے اوپر بھیجے گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ملک عنبر نے امراے اسیر کو بستہ اپنے سامنے بلایا۔ امراے بادشاہی کو جدا کر کے مخاطب و معاتب ہوا کہ بغیر اسکے کہ تم مین سے کسی نے تردد کیا ہو یا کوئی تم مین سے زخمی یا کشتہ ہوا ہو محض ملا محمد کے مارے جانے سے تم نے راہ فرار اختیار کی۔ یہ کیا نام و ننگ کا پاس اور حق نمک آقا تھا کہ ظہور مین آیا۔ پھر حکم دیا کہ ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائین انہین سے جنکو کوڑے مارنے کا حکم ہوا تھا ایک لطیفہ گو شاعر بھی تھا یا لفصدی منصب رکھتا تھا جب اسیر کو کوڑے لگانے کی نوبت آئی تو اوسنے فریاد کی اور کہا کہ مین سنتا تھا کہ ملک عنبر عدالت پیشہ اور منصف ہے لیکن یہ غلط تھا یہ کہان شرط عدالت ہے کہ جو جماعت دولت دو ہزاری و سہ ہزاری منصب رکھتی ہو اوسکا جرمانہ بھی سو کوڑہ ہوا اور مین یا لفصدی ہون مجھپر بھی وہی جرمانہ ہے عنبر کو یہ بات خوش آئی اور کوڑہ مارنا موقوف ہوا۔ ملک عنبر نے عادل خان کے ملک کو تاخت و تاراج کر کے قلعہ شولاپور کو کہ ابتداے نزاع ملکی کا سبب ہوا تھا تاراج کر کے اوسکے لشکرون کو زیر تیغ کیا اور اس طرف سے بندوبست خاطر جمعی کر کے ملک

باشاہی کی تاخت پر مصروف ہوا ملکہ پورا در نواح برہانپور تک آبادی کے آثار نہ چھوڑے۔ جب خبر جہانگیر کو پہنچی تو اوسکو نہایت رنج ہوا اور کشمیر کے لالہ زار کی سیر کر کے وہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔

خانخانان کا نظر بند ہونا۔

جب شاہزادہ پرویز بنگالہ روانہ ہوا تو خانخانان کی فتنہ سازی اور نیرنگ پردازی سے اندیشہ رہتا تھا۔ اور اوس کا بیٹا داراب خان شاہجہان کی خدمت مین تھا اسلئے اوس سے خاطر جمع نہ تھی اور اوسکی بیٹی بیوہ جانا بیگم جو شاہزادہ دانیال کی بیوی تھی صاحب رائے و باتدبیر مشہور تھی پرویز نے حکم دیا کہ خانخانان مع اپنے تابعین اور لواحقین فوج اقتدار دولت خانہ کے نزدیک ایک خاص خیمہ مین نظر بند رکھا جائے۔ ان کے درمیان میان فہیم غلام تھا جو خانخانان صاحب رائے اور شجاعت اور رائے صائب و اختیار و کاروبار مین خاص و عالم مین زبان زد تھا اوس کی غیرت نے قید کی خفت کو گوارا نہ کیا۔ اور جنگ پر کمر بستہ ہوکر مع پسر و ہمراہیون کے کشتہ ہوا۔

شاہجہان کی شکست۔

اب شاہزادون کی لڑائی کی داستان یہ ہے کہ جب سلطان پرویز اور مہابت خان الہ آباد کے قریب پہونچے تو عبد اللہ خان نے الہ آباد کے محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا اور جھونسی مین مراجعت کی۔ دریا خان نے دریا کے کنارہ کو فوج سے استحکام دیا تھا اور کشتیون کو اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔ اسلئے بادشاہی لشکر کے عبور مین توقف ہوا۔ اور شاہزادہ پرویز اور مہابت خان نے گنگا کے کنارہ پر معسکر آراستہ کیا۔ دریا خان نے گذرون (گھاٹون) کا ضبط کیا۔ زمینداران بیس نے کہ اس حدود مین اعتبار رکھتے تھے تیس کشتیان اطراف سے جمع کین اور اوپر کی طرف چند کوس لے گئے۔ اور وہان ایک گھاٹ پر لشکر شاہی کی رہبری کی۔ اس عرصہ مین دریا خان نے آگاہی پاکر مدافعہ و مقابلہ مین مشغول ہو لشکر بادشاہی دریا سے گذر گیا۔ ناچار دریا خان نے توقف مین صلاح نہ دیکھی وہ جونپور کی طرف چلا گیا عبد اللہ خان و راجہ بھیم بھی شاہجہان کے پاس جونپور کی طرف گئے اور شاہجہان سے بنارس جانے کی درخواست کی۔ شاہجہان نے پردگیان حرم کو قلعہ رہتاس مین بھیجا اور خود بنارس کی طرف حرکت کی اور دریا گنگ سے عبور کرکے

Marfat.com

ٹونس ندی پر اقامت کی - پرویز و مہابت خان گنگ سے پار ہو کر ٹونس کے کنارہ پر مقیم ہونا چاہتے تھے کہ بیرم بیگ مخاطب خاندوران خان شاہجہان کے حکم سے گنگا پار آیا اور آقا محمد زمان سے لڑا اور شکست پائی - اور قتل ہوا اسکا سر شاہزادہ پرویز پاس آیا اور ایک نیزہ پر لگایا گیا - رستم خان نے جو پہلے شاہجہان کا نوکر تھا اور بھاگ کر شاہزادہ پرویز سے ملا تھا اوسنے کہا کہ خوب ہوا کہ حرامخور قتل ہوا جہانگیر قلی پسر اعظم خان حاضر تھا اوسنے کہا کہ اس کو حرامخور اور باغی نہیں کہنا چاہیے اس سے زیادہ نمک حلال کوئی اور آدمی نہیں ہو سکتا کہ اپنے صاحب کی راہ میں جان دے اور اس سے زیادہ کیا کوئی کرسکتا ہے اب بھی اسکا سر تمام سروں سے بلند تر ہے اس واقعہ کے بعد شاہجہان نے اپنی سپاہ کے سرداروں سے مشورہ کیا - اکثر دولت خواہوں اور خصوصاً راجہ بھیم نے صلاح جنگ صف میں دیکھی - مگر عبداللہ خان اصلا اس بات پر راضی نہ ہوا اور عرض کیا کہ بادشاہی لشکر کمیت میں ہمارے لشکر پر افزونی رکھتا ہے لشکر شاہی قریب چالیس ہزار سوار کے ہے اور ہمارے لشکر میں قدیمی و جدید سپاہی سات (دس) ہزار سوار بھی نہیں ہیں مناسب حال یہ ہے اور صلاح اسمیں ہے کہ لشکر جہانگیری کو اس سرزمین میں چھوڑ کر ہم اودہ اور لکھنو کی راہ سے نواحی دہلی میں چلیں اور جب یہ گروہ انبوہ اس طرف دوڑ کر ہمارے نزدیک آئے تو ہم دکن کی طرف متوجہ ہوں ناگزیر لشکر بادشاہی بسیاری اور گرانی حرکت سے اسباب حشمت سے عاجز ہو کر آشتی کرے اور اگر صلح کی صورت نہ ہو گی تو اسوقت بمقتضائے وقت عمل ہوگا - راجہ بھیم نے جنگ پر اصرار کیا اور کہا کہ بغیر اسکے میرا ہمراہ ہونا متصور نہیں ہے - بادشاہ نے کچھ اپنی عزت اور جلادت کے سبب سے اور کچھ راجہ کی خاطر سے باوجود عدم استعداد اور زبونی لشکر جنگ صف کو قرار دیا - طرفین کے لشکر آراستہ عرصہ کارزار میں مبارزت کرنے لگے اول ارابہ توپخانہ حصار سے گرما گرم آیا - افواج بادشاہی کی یہ کثرت تھی کہ قوس کی طرح شاہجہانی لشکر کو تین طرف سے گھیر لیا - اور تیر و تفنگ کا مینہ اسپر برسایا - توپخانہ چھین لیا - راجہ بھیم نے مخالفوں کی کثرت پر ذرا خیال نہ کیا - راجپوتوں کے گروہ کے ساتھ توسن ہمت کو کدایا اور فوج بادشاہی تک پہنچا شمشیر ابدار سے کارزار کی ابجد بتاجوت فیل کو جو اوسکے سامنے آیا تیر و تفنگ کے زخم سے

Marfat.com

گرادیا اور اس شیر بیشہ جرأت وجلادت نے جان نثار راجپوتون کو ساتھہ لیکر کارنامہ مردمی اور شجاعت ظاہر کیا - یہ اوپر کا بیان توزک جہانگیری اور اقبال نامہ سے نقل ہوا ہے مگر خافی خان اس جنگ کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ جب پرویز سرحد بنگالہ میں پہنچا ہے - پرویز کے حکمون سے مہابت خان نے زمیندارون اور حکام شاہی پاس نوشتجات بھیجے جو وعدہ ووعید و تہدید آمیز اور ترک اطاعت و رفاقت شاہجہان پر مشتمل تہے - اور مہابت خان ایسی تمہیدات اور تدبیرات کو کام میں لایا جس سے کہ شاہجہان کا سلسلہ نسق و بندوبست برہم ہوا زمیندار جو صاحب نواڑہ اور جنگی کشتیون کے مالک تھے اور اون میں سے بعض مجبور ہو کر شاہزادہ کے متعلقون کے قبضہ اقتدار مین آئے تھے اور اونکی ایک جماعت برضا و رغبت شاہجہان کی اطاعت کو سرمایہ سعادت سمجھتے تھے اونمیں سے زیادہ تر مہابت خان اور احکام بادشاہی کی تمہیدات اور تہدیدات سے بھاگ گئے اور ملاح کشتیون پر سے دریامیں کود کر فرار ہوئے اس ملک مین باشندون اور لشکر کی زیست کا اور رسد غلہ وتمام ماکولات وملبوسات و تردد جنگ کے بہم پہنچنے کا مدار نواڑہ اور کشتی پر ہے سو تمام عملہ کشتی سلطان پرویز سے جا ملا تو شاہجہان کا لشکر اس قدر تنگ ہوا کہ بغیر اسکے کہ پائے جنگ و کارزار درمیان آئے جوق جوق سپاہ اور کاسبان بازار اُٹھہ کر چلے گئے - شاہجہان نے جو تیس چالیس ہزار سپاہ جمع کی تہی اُس مین سے دس ہزار سوار باقی رہے جنمین سے زیادہ تر فرار کے فکر مین تھے اتفاق سے لشکر کا نزول ایسے جنگل میں ہوا کہ خاردار اشجار سے پُر تھا - شاہجہان نے ناچار ہو کر فرمایا کہ لشکر کے گرد چار دیواری بنائی جائے - غلہ کے پہنچنے کی راہ بالکل مسدود ہوئی - سلطان پرویز کی سپاہ سامنے آئی - اوسنے اطراف کا محاصرہ کیا - چند روز کے محاصرہ میں روز بروز لشکر کا حال تباہ ہوتا جاتا تھا اور باقی سپاہ کارزار مین دل نہیں لگاتی تہی بلکہ عمدہ سردار بھی جنگ پر راضی نہ تھے اور صلح و مدارا چاہتے تہے - راجہ بھیم و شیر خان تہوڑی کرکے شاہزادہ پرویز کی فوج کے مقابل آئے اور توپخانہ آتشبار کے گرد دیوانہ وار پھرے اور جنگ مردانہ اور تردد رستمانہ کیا جو شرح و بیان مین نہیں آسکتا خصوص راجہ بھیم خود شمشیر زنان مع جان نثار ہمراہیون کے صف فوج کو پہاڑ کر سلطان پرویز

Marfat.com

قول پر جا پہنچا جو سامنے آیا اوسکو شمشیر و سنان سے نیچے گرایا سلطان پرویز کے مقابل جانے میں
کتنے ایک امیرون اور نامی مبارزون کو خانہ زین سے زمین پر سرنگون کیا قریب تھا کہ بادشاہ
کی چالیس ہزار سپاہ برہم ہو جائے۔ مہابت خان نے حکم دیا کہ فیل مست کو اوسکے مقابل لائیں
راجہ بھیم اور شیر خان نے اور رجپوتون کی ایک جماعت نے اس بلائے سیاہ پر حملہ کر کے شمشیر و برچھی
سے اوسکی خرطوم کو زخمی کر کے مار ڈالا ہر دفعہ کہ راجہ قلب گاہ لشکر پر حملہ رستمانہ کرتا تھا یے ختیار
دونوں لشکرون سے صدائے آفرین بلند ہوتی تھی۔ آخر کو مہابت خان خود مع چند نامدار بہادرون
کے راجہ کے مقابلہ مین آیا۔ باوجودیکہ راجہ کے کاری زخم لگے تھے اوس پر بھی وہ مہابت خان
کا ہم نبرد ہوا تردد بہادرانہ کر کے وہ گھوڑے سے گرا۔ اوسکے سر کاٹنے کے قصد سے
جو مخالف اوسکے نزدیک آیا جوہر غیرت کی مدد سے وہ اوٹھتا تھا اور اپنے حریف کا کام
تمام کرتا تھا۔ دم واپسین تک شمشیر ہاتھ سے نہیں چھوڑی۔ شیر خان نے بھی ایک راجپوتون
کی جماعت کے ساتھ شرط فدویت و جانبازی کی تقدیم کی۔ پھر بازار کارزار ایسا گرم ہوا کہ دو تین
تیر شاہجہان کے جامہ میں اور تین چار تیر اسپ سواری خاصہ میں لگے۔ کل بارہ ہزار سوارون
میں سے عبد اللہ خان کے ہمراہی پانچسو سوار اور بعض دولتخواہ جان نثار باقی رہے شاہجہان
نے مکرر یہ چاہا کہ کلمہ شہادت و استغفار زبان پر لا کر دشمن کے لشکر کے قلب پر حملہ کرے مگر عبد اللہ
خان مانع ہوا شاہجہان نے جب قصد مکرر کیا تو نوبت یہ آئی کہ عبد اللہ خان بعض دولتخواہون
کے اتفاق سے گھوڑے کو پکڑ کر گستاخانہ از روے درشتی فدویانہ سد راہ ہوا اور کہا کہ حضرت
کے جد آبائے مثل فردوس مکانی بابر بادشاہ پاس کئی دفعہ دس بیس سوار رہ گئے وہ معرکہ کارزار
سے نکل آیا اور خود کنارہ کشی کی اور پھر کامیاب ہوا۔ اگر حیات باقی ہے سلطنت آپ کی
خانہ زاد دو ہم کاب ہے۔ شاہجہان کو چند نفر کے ساتھ جریدہ اس تہلکہ سے نکال لایا تمام خزانہ
و فیل و کارخانے و توپ خانے تاراج ہوئے اور سلطان پرویز کے آدمیوں کے تصرف میں
آئے۔ اونھیں دنوں میں شاہزادہ محمد مراد بخش پیدا ہوا۔ اس نونہال کو بعض خادمان محل کے
ساتھ قلعہ رہتاس مین پہنچایا اور فضل الہی کے سایہ میں سونپا محل خاص ہمراہ لیکر دکن کا قصد کیا

مہابت خان کے نوشتوں سے جہانگیر سے حقیقت حال معروض ہوئی تو اوسنے شاہجہان کے حال پر بہت افسوس کیا۔ یہ بھی معروض ہوا کہ شاہجہان صدمات بنگالہ کے بعد دکھن کو روانہ ہوا ہے تو تعاقب کا حکم سزاول کے ہاتھ سلطان پرویز پاس بھیجا اور فرمان گیا کہ مہابت خان ملک برہم خوردہ بنگالہ کے بندوبست کے واسطے یہاں ہے اور پرویز ملا تو توقف دکن کی طرف مرحلہ پیما ہو سربلند رائے صوبہ دار برہانپور کے نام حکم صادر ہوا کہ سلطان پرویز کے پہنچنے تک اس صورت میں کہ شاہجہان برہانپور کو محصور کرے محافظت شہر میں مشغول ہو اور جنگ کی جرات نہ کرے اس حکم کی نسبت اقبال نامہ میں لکھا ہے کہ جب اسد خان بخشی دکن کی برہانپور سے عرضداشت آئی کہ یاقوت حبشی دس ہزار سواروں کے ساتھ بلکاپور میں موجود ہے جو برہانپور سے دس کوس پر ہے سربلند رائے کا ارادہ شہر سے باہر جاکر اس سے لڑنے کا ہے تو بادشاہ نے بتاکید تمام حکم صادر کیا کہ جب تک کمک نہ پہنچے زنہار لڑنے کا ارادہ نہ کرے برج و بارہ کو مستحکم کر رہے۔

جب شاہجہان نے داراب خان کو بنگالہ سپرد کیا تھا تو اوسکے زن و فرزند کو اپنے ہمراہ لے لیا تھا بعد اس حادثہ مذکور کے اوسکے قبائل کو نونہال محمد مراد بخش کے ساتھ رہتاس میں چھوڑا اور داراب خان کو لکھا کہ ملک عنبر اور راو اور سرداران دکن کے نوشتے ہماری طلب میں آئے ہیں اور وہ ہمارے منتظر ہیں جلد ہمارے پاس چلے آؤ کہ ہم تمہارے ساتھ روانہ ہوں۔ داراب خان نے ناموافقت ایام اور کوتاہی عقل سے عذرہای ناسموع کرکے بات کو ٹالا۔ اور لکھ بھیجا کہ زمیندار ان نے اتفاق کرکے مجھے گھیر رکھا ہے میں نہیں آسکتا جب اسکے آنے سے مایوس ہوا تو دکن کو جس راہ سے آیا تھا اسی راہ پر روانہ ہوا۔

Marfat.com

داراب خان کا مارا جانا

سلطان پرویز صوبہ بنگالہ مہابت خان کو سپرد کرکے شاہجہان کے تعاقب میں گیا۔ داراب خان کی طلب میں نوشتے بھیجے اور اپنے پاس اوسکو بلایا۔ اور مہابت خان کو اوسکے قتل کا اشارہ کیا جسنے اوس کو مار ڈالا عبداللہ خان نے داراب خان کی رفاقت سے مایوس ہو کر بڑے بیٹے کو شاہجہان کے حکم بغیر بادیہ عدم کا رہ نورد کیا۔ اقبال نامہ میں لکھا ہے کہ جب داراب خان مہابت خان پاس آیا تو جہانگیر نے لکھا کہ اوس کو زندہ رکھنے میں

گیا مصلحت سوچی ہے تم کو چاہئے کہ اسکا سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدو - مہابت خان نے حکم کے بموجب تعمیل کی اُس کے سر کو تن سے جدا کر کے شہنشاہ پاس بھیجدیا -

نوروز [illegible]

بادشاہ اواسط اسفندیار مذکور میں کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا - نوروز کا جشن دہم جمادی الاخری ۱۰۳۴ھ کو ہوا جس سے فارغ ہو کر کشمیر کی سیر کے لئے چلا - راہ میں منزل بمنزل خانے و نشیمن بنے ہوئے تھے - جہانگیر نے یہ عمارتیں نئی بنوائی تھیں اونکے سبب سے خیمہ و فرش کی ضرورت نہ تھی کہ بار برداری کی تکلیف ہوتی - فرشہائے ملوکانہ موجود تھے ان میں اُترتا ہوا اور سیر و شکار کرتا ہوا تالاب ول میں کہ کشمیر کے فیض نشان مکانوں میں سے ہے بادشاہ پہنچا - ایک مرتفع جا پر ڈیرہ لگایا گیا - جہاں تک نظر کام کرتی تھی دشت و کوہ و صحرا و بام و خانہائے شہر میں طرح طرح کے پھول اور سبزہ جلوہ گر تھے - بعد سیر و شکار کے تفرج کے پنجاب کی طرف بادشاہ نے مراجعت کی جب منزل بھمبر پہنچا تو بہت آدمی برف و سرمائے بے ہنگام اور گزند رسان ہوا سے کوہ کے اوپر اور نیچے تلف ہوئے - منزل بھمبر کی کوہ کے نیچے اوپر کی اختلاف ہوا کی عجب نقل کرتے ہیں کہ عین تیر ماہ الٰہی میں زمین اور آسمان وہ تو تو ہار کی بھٹی ہوتے ہیں کوتل کے نیچے گرمی و شدت حدت ہوا تابستان کے موسم کے موافق ہوتی ہے کہ مسافر کو برہنہ سونا گرمی کا عذاب دکھاتا ہے اور کوہ کے اوپر جاڑے کے مارے بے لحاف نیند نہیں آتی

بادشاہ نے اس سفر میں یہ تجربہ بھی کیا کہ کتب طب میں خاص کر ذخیرہ خوارزم شاہی میں جو لکھا ہے کہ زعفران کے کھانے سے ہنسی آتی ہے اور اگر زیادہ تر کھلایا جائے تو ہنسی کے مارے مر جائے یہ بات بالکل غلط نکلی بہت زعفران آدمیوں کو کھلایا اونہوں نے تبسم بھی نہیں کیا (زعفران کا اثر بعض ایسے آدمیوں پر ہوتا ہے جو سریع الاحساس ہوتے ہیں)

واقعات دکن و شاہجہان

اس سال کے ابتدا کے واقعات یہ ہیں کہ جب شاہجہان دکھن میں برار کی سرحد میں آیا تو ملک عنبر نے اوسکی خدمتگاری شروع کی اوسکی ہواخواہی کے لئے ایک فوج بسر کردگی یاقوت خان کے حوالی برہانپور میں تاخت و تاراج کے لئے بھیجی اور شاہجہان کو لکھا کہ جلد آؤ - شاہجہان اس طرف چلا اور دیوگانو میں خیمہ لگایا عبداللہ خان محمد تقی مخاطب شاہ قلی خان

ایک فوج کے ساتھہ تعین کیا کہ وہ یاقوت خان کے ساتھہ متفق ہوکر برہان پور کا محاصرہ کرین اور قلعہ گیری کے لوازم مین مصروف ہون - اور اوسکے بعد وہ خود بھی اس طرف متوجہ ہوا اور سواد شہر مین لال باغ مین اُترا - راؤ رتن اور راو بادشاہی ملازم قلعہ مین تھے - اور شہر وحصار کے استحکام کی شرائط اہتمام ولوازم کارآگہی کی تقدیم کرکے متحصن ہوئے - شاہجہان نے حکم دیا کہ ایک طرف عبداللہ خان اور دوسری طرف سے شاہ قلی خان قلعہ پر چسپان ہون جس طرف عبداللہ خان تھا غنیم نے ہجوم کیا اور سخت جنگ ہوئی اور شاہ قلی خان قلعہ کی دیوار توڑکر حصار مین آیا - سربلند رائے کارکردہ آدمیونکو عبداللہ خان کے مقابل مین چھوڑکر خود شاہ قلی خان سے لڑنے آیا - اکثر بندہٴ نوکر کوچہ وبازار مین متفرق ہوگئے تھے شاہ قلی خان نے ارک کے میدان مین دشمن کے مدافعہ ومقابلہ مین کوشش کی - اسکے ساتھہ جو آدمی تھے اُنمین چند مارے گئے اور وہ ناگزیر ارک مین آیا اور قلعہ کا دروازہ بند کیا - سربلند رائے نے اسکا محاصرہ کرکے اوسپر کار تنگ کیا شاہ قلی خان نے مضطر ہوکر قول لیا اور اُس سے ملاقات کی جب شاہجہان کو اسکی خبر ہوئی تو دوسری دفعہ فوج کو ترتیب یکر یورش کا حکم دیا - ہرچند مبارز خان وجان سپار خان اور اور دلیر شرائط سعی وکوشش بجالائے مگر کچھہ اثر مرتب ہوا - بار سوم شاہجہان نے خود سوار ہوکر یورش کا حکم دیا - اطراف سے بہادران رزم آرا اور دلیران قلعہ کشا نے قدم جرأت وجلادت آگے رکھا اور شجاعت کے کارنامے ظاہر کئے اور اہل قلعہ مین بعض نامی آدمی مارے گئے جسوقت متحصنون پر کام دشوار ہو رہا تھا کہ اتفاق سے سید جعفر کی گردن پر تیر تفنگ پوست مال ہوا اور وہ مضطرب ہوکر پھرا - اسکی باگ موڑنے سے تمام دکھنی سراسیمہ ہوکر بھاگ گئے - اور بہت سے بیدلون کو اپنے ساتھہ لے گئے - اور اسی حال مین یہ خبر آئی کہ مہابت خان وخانخانان سپہ سالار اور شاہزادہ پرویز نے لشکر بادشاہی کے ساتھہ بنگالہ سے معاودت کی اور دریاے نربدا پر آگئے ہین تو شاہجہان نے بالاگھاٹ مین مراجعت کی اسوقت شاہجہان سے عبداللہ خان

جدا ہو گیا اور موضع انذور مین جا بیٹھا نصرت خان جدا ہو کر نظام الملک پاس چلا گیا اور
اوس کا نوکر ہو گیا +

شاہجہان نے برہانپور کا محاصرہ چھوڑ کر بالا گھاٹ کی طرف گیا اثناء راہ مین اس کے
مزاج پر قوی ضعیف نے استیلا پایا اور تصدیعات روحانی پر عارضہ بدنی کا اضافہ ہوا تو ان
ایام نکبت مین اسکی خاطر مین آیا کہ پدر والا قدر سے عذر تقصیرات کر کے معافی مانگی پاس
ارلوہ حق پسند کے ساتھ عرضداشت مین جرائم ماضی وحال کا انفعال لکھ کر ارسال کیا
حضرت شہنشاہ نے ایک فرمان اپنے خط مبارک سے قلمی فرمایا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر
داراشکوہ اور اورنگ زیب کو ملازمت مین بھیجو اور رہتاس اور آسیر کے قلعون کو ہمارے
آدمیون کے تصرف مین دیدو تو تمہاری تقصیرات معاف ہو جاینگی ۔ اور ملک بالا گھاٹ
اسکو مرحمت ہوگا ۔ اس فرمان کے پہنچنے کے بعد شاہجہان باوجودیکہ شاہزادون کے ساتھ
کمال دلبستگی رکھتا تھا مگر والد ماجد کی رضاجوئی کو مقدم جانا اور ان جگر گوشون کو مع
پیشکش کے جسکی قیمت دس لاکھ روپیہ ہوگی بادشاہ پاس روانہ کیا سید مظفر خان اور
رضا بہادر کو جو قلعہ رہتاس کی حراست پر مقرر تھے لکھا کہ فرمان بادشاہی جس جس کے نام
آئے اوسکو قلعہ حوالہ کر دو اور مراد بخش کے ہمراہ میرے پاس چلے آؤ اور حیات خان کو
لکھا کہ قلعہ آسیر بندہ ہائے شاہی کو حوالہ کر کے میرے پاس آؤ ـــــ پھر خود ناسک
کی طرف کوچ کیا +

بادشاہ نے عبدالرحیم خانخان کو اپنے پاس بلایا اور وہ آیا دیر تک ناصیہ خجالت کو
زمین پر سے نہ اوٹھایا ۔ بادشاہ نے اوسکی دلنوازی اور تسلی کے لئے فرمایا کہ اس مدت مین
جو کچھ ظہور مین آیا وہ آثار قضا و قدر سے تھا کہ ہمارے تمہارے اختیار سے باہر تھا ۔ اسقدر
خجالت و ملامت کو راہ نہ دو غرض اوسکو مناسب جا پر بٹھا دیا ۔ اور از سر نو اوسکو خانخانان کا
خطاب دیا اور قنوج جاگیر مین عنایت ہوا +

بادشاہ نے نورجہان بیگم کے اغوا سے آصف خان اور فدائی خان کو شاہزادہ پرویز پاس

شاہجہان کا صلح چاہنا +

عبدالرحیم خانخانان کا قصور معاف ہونا +

بھجوایا تھا کہ مہابت خان کو اس سے جدا کر کے بنگالہ روانہ کرے اور خانجہان کو گجرات سے طلب کیا
تھا کہ وہ شاہزادہ کی وکالت کرے - اگرچہ شاہزادہ نے اول اس مین عذر کئے مگر آخر کار
مہابت خان بنگالہ گیا اور اوسکی جگہ خانجہان مقرر ہوا - خانجہان پاس عبداللہ خان نے
پیغام بہیجا کہ عصیان ونمک حرامی اور شاہجہان کی رفاقت سے نادم وپشیمان ہون عفو
جرائم اور سلطان پرویز سے ملنے کے لیے التماس کرتا ہون ع گر قبول افتد زہے عز و شرف +
اس مصرع کے جواب مین یہ پڑھا گیا ؎

باز آے ہر انچہ ہستی باز آے — گر کافر وگبر و بت پرستی باز آے
این درگہ ما درگہ نا امیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آے

اس کا قصور معاف ہوگیا -
بادشاہ - ١٩ - محرم ١٠٣٥ھ کو کشمیر سے لاہور کی طرف روانہ ہوا - سلخ ماہ مذکور
کو لاہور مین داخل ہوا - مدت مدید سے بادشاہ کو کابل کی سیر کا خیال تہا سو وہ ٢٣ اسفندارمذ
١٠٣٥ھ کو کابل کی طرف روانہ ہوا - افتخار خان پسر احمد بیگ خان نے احداد کا سر
صوبہ بنگش سے لاکر پیشکش مین پیش کیا - بادشاہ نے خوشی کے شادیانے بجوائے اور سر کو
لاہور بھیجا کہ قلعہ کے دروازہ پر لٹکائیں - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب ظفر خان پسر
خواجہ ابو الحسن کابل مین پہنچا تو اوسنے سنا کہ پلنگ توش اوزبک شورش افزائی اور فتنہ انگیزی
کے قصد سے نواحی غزنین مین آیا ہے ظفر خان نے لشکر کو جمع کیا - اس اثنا مین احداد
قابو پاکر پلنگ توش کے اشارہ سے تیراہ مین آیا - راہ زنی اور دست اندازی کہ شیوہ بد اصل
مفسد کا تھا اختیار کیا - پلنگ توش اپنے ارادہ باطل سے نادم ہوا اور اپنے خویشون
مین سے ایک شخص کو ظفر خان پاس بھیجا کہ ملائمت اور چاپلوسی کرے - اولیاے دولت
کی خاطر اس طرف سے فارغ ہوئی - احداد کے فساد کے دفع پر مائل ہوئی اور سپاہ شاہی اوسکے
سر پر جاچڑھی جب اوسکو پلنگ توش کی پھر جانے کا اور لشکر شاہی کے آنے کا حال معلوم
ہوا - تو اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی کوہ اواغزنین جہان اس کا محکمہ تھا چلا گیا اور اوسکو

Marfat.com

اپنی پناہ سمجھا اور ایک دیوار آگے کھینچی اور خوب استحکام کیا اور سامان اور ذخیرہ اور قلعہ داری
کا اسباب جمع کیا۔ لشکر شاہی نشیب و فراز طے کر کے اوسکی تسخیر کے لیئے آیا۔ جمادی الاول صبح سے
سہ پہر تک لڑ کر اس محکمہ کو فتح کر لیا اور راجہ داد مارا گیا جسکا سر کاٹ کر بادشاہ پاس بھیجا گیا۔
۲۲ جمادی الثانی ۱۰۳۵ھ کو نوروز ہوا۔ اور جلوس کا اکیسوان سال شروع ہوا اور دربار
جناب پر جشن نوروزی ہوا اور شاہجہان کے محبت نامہ کا جواب لکھا گیا اور ایک گرز مرصع تمام
الماس قیمتی لاکھ روپیہ کا اس پاس بھیجا گیا +

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خان سلطان پرویز سے جدا ہو کر بنگالہ کا صاحب صوبہ ہوا
اور اس سیر حاصل زرخیز ملک میں وہ رہا۔ جاگیرداروں کے تمام محالات اور بے تقصیرون اور صاحب
تقصیرون کے ہاتھی اور بہت دولت تصرف میں لایا اور وہان کے رہنے والون پر زیادہ ظلم
و تعدی کیا۔ محالات خالصہ پر بھی متصرف ہوا اور بادشاہی دیوانون اور متصدیون کو
نکال باہر کیا۔ اور بادشاہ کو ایک دام درم نہ بھیجا۔ جاگیرداروں اور امرا کے وکلا نے اوسکی
ظلم و ستم کی فریاد بادشاہ سے کی مہابت خان نے نورجہان بیگم کی تمہید سے شاہجہان کو صدمہ
پہنچایا تھا اور بے شمار خزانہ اور جواہر مع کل کارخانجات کے تصرف مین لایا اور بھر
اس ضلع کے رہنے والون کو ستایا تھا۔ جہانگیر مظلومون کی شکایت سننے میں گوش شنوا
رکھتا تھا۔ عدالت اور ستم رسیدون کی غور مین جد و جہد بہت کرتا تھا۔ آصف خان نے مہابت خان
کی سب تقصیرات و تعدی اور مردم آزاری بادشاہ کے خاطر نشان کین وہ مہابت خان سے
مدت سے لاگ ڈانٹ رکھتا تھا اور اس سے جلا ہوا بیٹھا تھا۔ بر اس عرض کے بادشاہ نے
عرب دست غیب کو جو بڑا ضابط و شجاع تھا بنگالہ بھیجا کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ مہابتخان
محال بادشاہی سے کیا تصرف میں لایا ہے اور زیر دستون پر کیا ظلم کیا ہے اور اوس کو
مع خزانہ اور ہاتھیون کے ساتھ لے آئے۔ آصف خان کی کارپردازی اور تحریک کے
سبب سے یہ طلبی تھی جس کے دل مین یہ تھا کہ اپنے حریف کو خوار اور بےعزت کرے
اور اوسکے ناموس اور جان و مال پر دست تعرض دراز کرے۔ جب عرب دست غیب

مہابت خان پاس پہنچا تو وسنے اوسکی خدمت ماموره کی مقدمات سے اور مکالمہ سے جو ہوا غور کی اور بادشاہی ہاتھیون کو عرب دست غیب کے ساتھ بھجدیا اور خود چند روز کی مہلت چاہی - آصف خان تو اس مطلب گران کو سبک دست جانتا تھا مگر مہابت خان بڑا سورتیلا تھا اوسنے سوائے مقرری فوج کے پانچ ہزار راجپوت خونخوار یک رنگ و یک جہت نوکر رکھے اور اونکے اعیان کے فرزندون کو لے لیا کہ جسوقت جان بر آن بنے اور کارد باستخوان پہنچے اور سب طرف سے مایوس ہون تو اپنی عزت اور ناموس کے لئے بقدر امکان دست و بازی کرین اور اہل و عیال کے ساتھ جان نثار ہون -

وقت ضرورت چونماند گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز

عرب دست غیب ہاتھیون کو لیکر مہابت خان سے پہلے بادشاہ پاس پہنچ گیا اور جو حقیقت دریافت کرنی تھی وہ عرض کی - ایک دو مہینے بعد مہابت خان بھی آراستہ لشکر کے ساتھ آگیا - اس عرصہ مین آصف خان کے اغوا سے بنگالہ کے ستم رسیدون مین سے ہزارون دادخواہ اور جاگیردارون اور بادشاہ امرا کے وکلا گروہ گروہ بادشاہ کے حضور مین سواری اور معتاد آرام بادشاہی کے وقت مین اپنی داد و فریاد سے بادشاہ کو بے آرام کرنے لگے - باوجودیکہ مہابت خان جس روش سے آیا تھا اوسکی نسبت حرفہائے نا ملائم مذکور ہوتے تھے مگر آصف خان نہایت غافل و بے پروا تھا جب بادشاہ کو مہابت خان کے آنے کی خبر ہوئی تو اوسکو حکم ہوا کہ جب تک بادشاہی مطالبون سے اپنے تئین فارغ نہ کریگا اور بمقتضاء عدالت اپنی مدعیون کو تسلی نہ دیگا کورنش و ملازمت سے محروم رہے گا - اگرچہ یہ ساری آگ نورجہان کی لگائی ہوئی تھی مگر وہ اس مقدمہ کی ہمواری اور اصلاح چاہتی تھی لیکن بادشاہ عدالت گستری اور ستم رسیدون کی فریادرسی کا بڑا مقید تھا - باوجودیکہ نورجہان سے عشق کا تعلق تھا اور امور ملکی و مالی کا کوئی مقدمہ بے اسکی صلاح کے فیصل نہ ہوتا تھا مگر جب ستم رسیدون کا استغاثہ ہوتا تھا تو نورجہان کو کسی کی طرفداری کا یارا نہ ہوتا تھا - اور دیگر

Marfat.com

بادشاہ نے فرمایا تہا کہ سلطنت کا سارا مدار تجھہ پر ہے لیکن مظلوموں کے مقدمہ مین غور کرنے کے اندر مین تیری کچھہ نہ سنونگا +

اسی زمانہ مین مہابت خان نے اپنی لڑکی کا نکاح خواجہ برخوردار بزرگزادہ نقشبندی سے کر دیا تہا یہ نکاح اس عہد کے ضابطہ کے خلاف بے عرض و اذن بادشاہ ہوا تھا آصف خان نے اس باب مین اسکے غرور کو بادشاہ سے عرض کیا اس تقصیر مین برخوردار کو پکڑکر بادشاہ کے روبرو لائے اور اوسکے دونو ہاتھہ پیٹھہ پر باندہ ذلت و خواری کے ساتھہ پابرہنہ زندان مین بھیجا - اور فدائی خان کو حکم دیا کہ جواہر اور فیل اور تمام اسباب جہیز کا جو اوسکو دیا گیا ہے تحقیق کرکے ضبط کرلے اور محصلان شاہی متعین ہوئے کہ مطلوبات مغلوب اور جاگیرداران معذور کے اداے حق کے بعد دفتر دیوانی مین رجوع کرین اور محاسبہ تصرف و مطالبات چندین سالہ سرکار سے فارغ کرین - آصف خان اگرچہ ایسے قوی مدعی کی خفت و خواری چاہتا تھا جو شجاعت و تدبیر و تزویر مین مشہور تہا مگر وہ اس کام کو ایسا خفیف جانتا تھا اور دشمن عظیم کو حقیر سمجھہ کر تلافی کرنی چاہتا تھا کہ اس ارادہ کے موافق احتیاط و بندوبست جیسا کہ چاہیے نہین کرتا تھا - اور مغلوب کے جو مصالح ضرور تھی اونکے جمع کرنے مین اور تدبیر کرنے مین کوشش نہین کرتا تھا - اس غرور کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھہ کام نہ بنا اور سواء اسکے کہ ملک مین فساد عظیم مچا اور اوس کو خود ایسی خفت و ذلت ہوئی کہ تواریخ مین داخل ہوکر غرائب لیل و نہار سے سمجھی جاتی ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ مہابت خان ان مکارہ کے بعد جو مکافات عمل کے اثر سے اسکے سامنے پیش آتے ہین مغلوب و مغموم ہو کر دن رات بسر کرتا تھا - دریا بہت بر آسانی سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے پل بناتھا - بادشاہ کے کوچ سے ایک روز پہلے موافق دستور کے امرا اور لشکر نے عبور کرنا شروع کیا - کل ارکان دولت اور امراے ذوالاقتدار اور نامی منصبدار یہان تک کہ آصف خان و فدائی خان و خواجہ ابوالحسن کہ مدار علیہ سلطنت تہے دریا سے پار چلے گئے - اور بادشاہ کی خدمت مین سواے نورمحل اور صادق خان

بادشاہ کو مہابت خان کی برہمی آنا +

Marfat.com

اور میر منصور بدخشی و شجاع خان و مقرب خان اور چند اور معدود عہدہ دارون اور خواجہ سرایون اور خاصون مثل خدمت پرست خان و جواہر خان و عرب دست غیب و فصیح خان کے کوئی نہ رہا۔ آصف خان کی دانائی پر یہ پتھر پڑے کہ اوسنے زہریلا سانپ تو ہاتھہ میں پکڑا اور زہر کا کچھہ فکر نہ کیا مار بازی کو سرسری بازیچہ جانا۔ ولی نعمت کو تنہا چھوڑا آپ دریا سے گذر کر عالم آب مین محبوبون کے ساتھہ عشرت مین مشغول ہوا۔ مہابت خان تو ایسے قابو کے لئے چشم براہ اور گوش بر آواز بیٹھا تھا۔ جب میر اور وزیر کی بے خبری اور تدبیر کی خطا سے مطلع ہوا تو اوسنے لشکر کو خفیہ آخر شب مین اشارہ کیا کہ بے صدا اور ندائے شہرت مسلح اور آمادہ جمع ہون وہ سات آٹھہ ہزار سوار جو اوسکے اپنے تھے سوار ہوا۔ قریب دو ہزار سوارون کے پل پر تعین کئے اور اونکو حکم دیا کہ اوس طرف سے جو سوار و پیادہ آئے اُسے آنے نہ دین اور اس طرف سے جو جائے اوسے روکے نہین۔ اور خود چار یا پانچ ہزار سوار لے کر بادشاہ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور نشان اور اسباب تجمل کو اس فوج کے ہمراہ کیا کہ پل پر تعین تھے اور بادشاہ کے عبور کی شہرت دی۔ اور جماعہ داردن کو تاکید کی کہ اگر اوس طرف سے یورش ہو تو پل کو آگ لگا دین اور کمک نہ آنے دین۔ آپ خود دولتخانہ کے قریب آیا اور حکم دیا کہ اطراف خیمہ کو سپاہ گھیر لے اور خود اپنے خاصون کی جماعت لیکر بارگاہ مین داخل ہوا۔ خواص و خواجہ سرایان باری دار خبر دار ہوئے اور سراسیمہ وار بادشاہ کی خوابگاہ کی طرف گئے اور بادشاہ شب کے خمار سے اول روز مین آرام مین تھا پاؤن دبا کر اُٹھایا اور نیرنگی روزگار اور اس نابکار کے آنے سے آگاہ کیا۔ خوابگاہ کے نزدیک تک جانے مین کئی ایک عہدہ دار پردہ دارونے مہابت کی ممانعت مین آواز بلند کی تھی اوسنے اونکو گرادیا اسلئے اورون کا پائے استقامت بھی لغزش مین آگیا تھا اور اطراف مین متفرق ہو گئے تھے۔ بادشاہ خواب آلودہ خمار زدہ شمشیر ہاتھہ مین لیکر اُٹھا اور دیکھا کہ مہابت خان ایک جماعت کے ساتھہ آگیا ہے۔ مہابت خان اپنے ولی نعمت سے چہار چشم ہوا۔ بادشاہ نے چلا کر اوس سے کہا کہ اے مہابت نمک حرام یہ آنا کس طرح کا ہے

اس غدار کے دل میں مہابت بادشاہی نے اثر کیا مگر مکاری سے آداب ملازمت کو شروع کیا اور دستور مقرری کے موافق شناخوانی اور کورنش کی۔ مدعیوں کے شکوہ کے عذر میں اور قدمبوسی کی آرزو سے شوق میں زبان کھولی۔ اور ہمراہ کے آدمیوں کو دور تخت کے روبرو کھڑا کیا اور عجز کے ساتھہ نزدیک پہونچکر قدمبوس ہوا تین دفعہ بادشاہ کے گرد پھرا اور زبان نیاز سے پردہ راز کو اوٹھایا اور دست بستہ کھڑا ہوا اور یہ التماس کیا کہ مجھے یقین تھا کہ آصف خان کی آسیب عداوت و دشمنی سے مجھے خلاصی و رہائی ممکن نہیں اور نہایت خواری اور رسوائی سے کشتہ ہونگا۔ از روئے اضطرار دلیری و جرأت کر کے حضور کی پناہ میں آیا ہوں۔ اگر میں مستوجب قتل و سیاست ہوں تو مجھے اپنے سامنے سیاست فرمائیے مگر بے دین دشمنوں کو حوالہ نہ کیجیے۔ جہانگیر نے مکرر قبضہ شمشیر پر ہاتھہ لیجا کر چاہا جلاوت و تہور کو کام میں لائے اور اس نمک حرام بے ادب کو اپنی سزا کو پہنچائے میر منصور بدخشی نے ترکی زبان میں منع کیا اور عرض کیا کہ بادشاہان باوقار کی حوصلہ و بردباری و تحمل کے امتحان کا وقت ہے اوسکی تسلی کرنی چاہیے۔ بادشاہ نے قبضہ سے ہاتھہ اُٹھالیا اور بہ تقاضاء وقت مہابت خان کی دلبری کی۔ اندر اور باہر راجپوت بھر گئے اور ہر ساعت زیادہ ہوتے گئے۔ خواص اور عہدہ دار جس خدمات پر مامور تھے اس سے ہاتھہ کھینچے جاتے تھے۔ اور مہابت خان زبانی چاپلوسی کا اظہار کر کے اپنی رسوخیت بڑھاتا تھا۔ اوسنے عرض کیا کہ سواری اور شکار کا وقت ہے طشت اور آفتابہ مُنہ دھونے کے لئے لائیں اور پوشاک خاص حاضر کریں۔ بادشاہ نے منہ دہونے کے بعد قصد کیا کہ خواب کے لباس بدلنے کے لئے نورمحل کے پاس جائے۔ اور تدبیر کار میں مشورہ کرے۔ تو مہابت خان مانع ہوا۔ التماس کیا کہ حضور باہر لباس بدلیں اور جلدی سوار ہوں اور غلام کو ہمرکاب لے چلیں تاکہ واقعہ طلب آدمیوں کو کچھہ اور گمان نہ ہو۔ ناچار اسکی جماعت سے بادشاہ نے لباس و جواہر پہنا اور سوار ہوا۔ نورمحل نیرنگی روزگار سے خبردار ہوئی اوس کے چہرہ کا رنگ اڑگیا حواس باختہ ہوکے اور افسوس کر کے دست حیرت سر اور زانو پر مارتی تھی

اب اسکو سوا اس کے کچھہ اور نہ سوجھی کہ تغیر وضع اور تبدیل رخت و سواری کرکے جواہر خان
خواجہ سرا کے ساتھہ پل سے پار چلی گئی۔ پل پر مہابت خان کا یہ حکم تہا کہ جو اس طرف
سے جائے اسے روکو نہیں پس کسی نے اوسکو نہ روکا اور وہ اپنے بہائی کے گھر جا پہنچی
اور اوسنے آصف خان اور امرا کو جنکی ہوش و عقل برباد ہوگئے تہے تشنیع و لعنت ملامت
کرنی شروع کی اور اپنے برادر بے خبر کو زیادہ سرزنش کی اور کہا افسوس ہے تمہاری
عقل اور نمک کھانے پر کہ اپنے ولی نعمت کو تنہا دشمن کو حوالہ کرکے چلے آئے وہ تدارک اور
تدبیر کار کے فکر مین ہوئی۔ مہابت خان بادشاہ کا ہاتھہ پکڑکر تسلی دیتا ہوا خیمہ سے باہر
سوار ہونے کے لئے لایا اسپ فیل سواری خاصہ کو ہر چند عہدہ دارون نے چاہا کہ پہنچائیں
لیکن مہابت خان کے آدمیون کے ممانعت کے سبب سے نہ پہنچا سکے۔ مہابت خان نے
اپنا گھوڑا حاضر کیا۔ بادشاہ غیرت کے مارے اوسپر سوار نہ ہوا۔ اسپ سرکار طلب کیا اور اوسپر
سوار ہوا چارون طرف سے رجپوتون نے محجر اکرکے گھیر لیا۔ چند قدم نہ گیا تھا کہ مہابت خان اپنا
فیل لایا اور منت سماجت کرکے بادشاہ کو اوسپر سوار کیا تاکہ بادشاہ بالکل بے اختیار ہوجائے
اور بادشاہ کے دونو طرف دو مسلح راجپوت بٹھائے۔ اسوقت داروغہ فیلخانہ گجبیت خان
مادہ فیل سرکاری کو لایا اور مرپٹ کر بادشاہ کے نزدیک اس تلاش مین آیا کہ بادشاہ کو اوسپر
سوار کرائے مگر مہابت خان کے اشارہ سے وہ مع بیٹے کے راجپوتون کے ہاتھہ سے
مارا گیا۔ مقرب خان داروغہ خواصان بہت سعی کرکے حوضہ پر سوار ہوکر نگہبانی کے
لئے بیٹھا۔ اس کش مکش میں اوسکی پیشانی پر ایک زخم لگا جس سے خون جاری تھا۔
خدمت پرست خان خدمتگار کہ شیشہ و پیالہ معتاد ہمراہ رکھتا تھا اپنے پہلوون پر راجپوتون
کے برچھہ کے صدمہ کچھہ اٹھا کر حوضہ کے کنارہ سے لٹک گیا پھر حوضہ کے اندر کسی طرح
جا بیٹھا مہابت خان سواری کے ہاتھی کو اپنے خیمہ کی طرف لے گیا اور ادب کے ساتھہ بادشاہ
کو اسمیں اوتارا اور اپنے بیٹون کو نذر و نثار کے ساتھہ حاضر کیا اور بادشاہ کے گرد صدقہ
پھرایا۔ اب اوسکو نور جہان کا خیال آیا تو اوسکو اطلاع ہوئی کہ وہ اپنے بھائی پاس چلی گئی

تو دست افسوس ملے اور اپنے اور ہمراہیوں کی غفلت پر لعنت ملامت کی اور بیگم کی محارست پر
جو سہو ہوا اوسے ندامت ہوئی اور اوسکی خاطر متردد ہوئی۔ اب اوسکو شہریار کا فکر ہوا وہ جانتی
تھا کہ بادشاہ کی خدمت سے اسے جدا رکھنا ایک خطائے عظیم ہے اسلیئے وہ بمقتضائے مصلحت
و سراسیمگی کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کرتا ہوں اور مآل کار کیا ہوگا۔ بادشاہ کو شہریار کے
خیمہ میں لے گیا خیمہ بادشاہی لٹ گیا تھا۔ اس خیمہ مین بادشاہ کو اوتار کر بادشاہ کی تسلی
و دلبری میں کوشش کرتا تھا اور دست بستہ کھڑا رہتا تھا۔ آدمی خیمے کو گھیرے رہتے
تھے۔ اس وقت شجاع خان امیر اکبری کا نبیرہ جو کسی طرح بادشاہ کے پاس پہنچ گیا
مہابت خان کے اشارہ سے وہ قتل کیا گیا۔ باوجود کاردانی اور کامیابی کے مہابت
خان کے ہوش اڑے ہوئے تھے اور حوصلہ باختون کی طرح ہردم و ہر لحظہ تازہ فکر و
خیال کا ہمدم رہتا تھا۔ لیکن بادشاہ کا دل اور حوصلہ تدبیر ایسا بجا تھا کہ جو کچھ وہ کہتا
تھا اور حکم دیتا تھا راے صواب سے خالی نہ ہوتا تھا۔ اپنے فکر صایب سے مہابت خان کے
کردار اور اطوار کے اور تقاضاء روزگار کے موافق اپنے تئیں دکھلاتا تھا۔ اس قسم کی
اوسنے فرمایا خوب کیا کہ مجھہ کو اس آصفی بدکیش کے ہاتھہ چھڑا کر اپنے اختیار میں رکھا او
اس بدخواہ دولت کا ہاتھہ کوتاہ کیا۔ مہابت خان ہردم اظہار عقیدت و فدویت کا دم
بھرتا تھا اور معذرت کرتا تھا اور تخت پر بادشاہ کو بدستور مقرری بٹھاتا۔ شراب معتاد
حاضر کرتا۔ اور خود بندہ ہائے عقیدت کیش کی طرح خدمت کرتا۔ جب نورمحل اپنے بھائی
اور امیرون کے پاس پہنچی اور اونکی سرزنش کے بعد مصلحت یہ قرار پائی کہ کل صبح کو
کو نورجہان کو ہاتھی پر سوار کرکے اور سب اتفاق کرکے شمشیر انتقام کو نیام سے نکالیں اور
مہابت خان کے ہاتھہ سے ولی نعمت کو خلاص کریں۔ اگر نورمحل اس مصلحت کو اس
سبب سے جیساکہ چاہیئے پسند نہیں کرتی تھی کہ دشمن کے اختیار میں بادشاہ ہے۔ لیکن
اس خیال سے کہ کوئی فکر صائب اس سے بہتر سوجھتا نہ تھا اور اوسکو اپنے عدم جرأت پر
مطعون ہونے کا خوف تھا۔ چارناچار یہی امر قرار پایا اور راضی ہوگئی۔ اس مصلحت کی خبر

+ دوم امرا و نورجہان کا جنگ کرنا مہابت خان سے

جب جہانگیر کو ہوئی تو مہابت خان کی رہنمائی سے بتاکید تمام نورجہان و آصف خان اور
میرون کی تسلی کی اور اس تدبیر کے منع کرنے کے لئے پیغام بھیجا اور مقرب خان
صادق خان بخشی اور میر منصور بدخشی کو بھیجا کہ وہ اونکے ارادہ کے منع کرنے مین مبالغہ کریں
اور کہا کہ جب مین اس جگہ ہون تم کو مقابلہ مین جنگ کرنی اور میرے مُنہ پر تیر و بندوق
چلانا اسے صواب نہیں ہے دریا سے پار ہوکر لڑنا محض خطا ہے۔ میں یہاں سطح
آرام سے ہون میری طرف سے کچھہ وسوسہ نہ کرو اور میر منصور کے ہاتھہ اپنی انگوٹھی بھیجی۔
مہابت خان نے صادق خان کی زبانی آصف خان کو پیغام بھیجا کہ اپنے تئیں افلاطون
وقت جانتا تھا۔ اب بے اختیار سلطنت کی شومی سے تیرے ولی نعمت کا حال یہ ہوا۔ اب
صلاح دولت اور بہبود کار تیری یہ ہے کہ کچھہ مدت تک مجھہ ناکارہ کو کار وزارت اور بادشاہ
کی خدمت گاری کرنے دے اور خود پنجاب مین اپنی جاگیر مین چلا جا —— نورجہان
اور آصف خان کو یہ گمان ہوا کہ یہ باتین مہابت خان کی گھڑی ہوئی ہین اوس کی
تکلیف سے بادشاہ نے کہلا بھجوائی ہین اور مُہر بھیجدی ہے۔ اونہون نے اس پیغام کو نہ مانا
فدائی خان جو بڑا بہادر تھا ایک تازہ بہادرون کی جمعیت کے ساتھہ دریا کے کنارہ پر آیا۔
راجپوتون نے پل کو آگ لگادی اور کارزار پر مستعد ہوئے۔ دلاورون نے نہ دریا کے پانی کا
خیال کیا اور نہ روبرو کے تیر باران کا خوف کیا۔ گھوڑون کو پانی مین ڈال دیا۔ اور
فدویانہ بہادری کرکے دولت خانہ کے مقابل آئے۔ ایک جماعت ڈوب گئی اور بعض
دریا کی تھپیڑ سے کنارہ پر ادھموئے پہنچے۔ وہ فوج سے نہ مل سکے غرض کل فوج میں
سے ستر آدمی پیش قدمی کرکے مہابت خان کی سپاہ کے روبرو ہوئے کچھہ انمیں سے
مارے گئے اور کچھہ زخمی ہوئے۔ فدائی خان نے جانا کہ کچھہ کام نہیں چلے گا وہ ادہر گیا اور
ادہر آیا۔ اسکا جانا آنا ایسا تھا کہ جیسے کہ دیوار پر سے گیند چنچ کرآتی جاتی ہے۔ بہرحال
سال کے اواخر جمادی الآخر میں آصف خان نے سب امیرون کو ساتھہ لیا اور نورجہان کو
ہاتھی پر سوار کیا جس نے دو تیر کش اور دو کمان و بندوق فتیلہ روشن کرکے ساتھہ اپنے پاس

رکھے اور سب ہمراہیونکو دلاسا دیا اور جنگ پر رغبت دلائی ۔ ایک راہ پایاب غازی بیگ
مشرف نوارہ نے دریافت کی تھی اُسی راہ سے دریا مین داخل ہوئے سب جان نثار
کارزار کے لیے مستعد ہوگئے اور نقد جان کو کف اخلاص پر لیکر اور سر و جان کا دھیان چھوڑ کر بیگم
کے ہمرکاب آب مین آئے عبور ہونے کے وقت اس سبب سے کہ راہ قلب تھی اور وہ تین غار و آب
عمیق اسمین تھے لشکر مین عجب ہرج مرج ہوا اور فوج کا سلسلہ انتظام شکستہ ہوا ۔ سر پر سے پانی
گذرنے کے صدمات کی تکلیفات اٹھانے کے بعد کوئی فوج کہین نکل گئی اور کوئی سردار کہین
نکل گیا ۔ بیگم کی عماری سے آصف خان و خواجہ ابو الحسن و ارادت خان جدا ہوئے ۔
دریا کے کنارہ ہی پر پہنچے تھے کہ مہابت خان کی فوج اور راجپوت جنگی ہاتھی اونکے مقابل
آنکر سدراہ ہوئے اور دریا مین آنکر تیر باران اور توپ و تفنگ کے گولے گولیان مارنی
شروع کین ۔ ابھی آصف خان و خواجہ ابو الحسن اور بیگم دریا ہی میں تھے ۔ تیر باران گولہ
بندوق کے صدمون سے کہ متصل پہنچتے تھے جلوے سپاہ اُلٹا پھرا ۔ بعض نے دلاوری کر کے
پیش آہنگی کی اور دریا سے پار اُتر گئے تو یراق اور رخت کے تر ہونے کے سبب سے اپنے
تئین جمع نہ کر سکے ۔ شمشیرین علم کر کے مہابت خان کی فوج سے مردانہ لڑے کوئی کمک اونکو
نہ پہنچی تیر و سنان کی ضرب سے زیادہ تر زخمی و کشتہ ہوئے باقی متفرق ہو کر جان سلامت لیگئے
راجپوتون کی فوج نور جہان کی سواری کے مقابل آئی اور شمشیر و برچھی کے زخمون سے
جوانون کے پر خون سر و بدن سے روئے آب کو گلگون کیا اور جواہر خان ناظر محل و ندیم خوجہ
بیگم کا اور اور مردم روشناس نور جہان کے ہاتھی کے پاس کشتہ و غرق بحر فنا ہوئے ہاتھی اور
اونٹ و گھوڑے اور بہت آدمی آپس کے صدمات سے دریا میں گر گئے تھے اور سفر آخرت اختیار
کر کے ایک دوسرے پر سبقت لیجاتے تھے ۔ اس رستخیز مین بیگم کی عماری مین شہریار کی دختر
شیر خوار مع دایہ کے بیٹھی ہوئی تھی اوسکے بازو مین تیر لگا وہ پھڑک گئی اور خون سے عماری
رنگین ہوئی نور جہان نے اوسکے بازو سے تیر نکالا اور اوسکو تسلی دی (کوئی لکھتا ہے کہ
لڑکی کے نہین اوسکی دایہ کے تیر لگا تھا) اور زخم باندہا ۔ نور جہان کے ہاتھی کی سونڈ مین اور

مہاوت کے تلوار کے دو زخم اور برچھی کے کئی زخم لگے۔ بیباپے زخمون سے ہاتھی اس
طرف دریا کے پار گیا اور فیلبان اپنے زخمون کے سبب سے اور فیل کے اضطرار کی وجہ سے
اوس کو اپنے بس مین نہین کر سکا۔ اور وہ گہرے پانی مین جا پڑا اور کئی غوطہ کھائے
مگر اپنی شناوری کے زور سے دریا سے وہ اس طرف نکل آیا اور اس تہلکہ سے نجات ہوئی
بیگم دولت خانہ مین بادشاہ کے پاس چلی آئی۔ خواجہ ابو الحسن کا گھوڑا تیر باران سے دریا
مین بیتابی کرتا تہا۔ دو تین زخم اوسکے لگ چکے تھے وہ گہرے پانی مین جا پڑا۔ باگ پر
اختیار ہاتھہ سے جاتا رہا زین سے سرنگون ہوا مگر اوسنے قاش زین کو پکڑ لیا تہا۔ نورجہان
کے ایک کشمیری ملاح کی مدد سے گرداب بلا سے ساحل نجات پر وہ آیا۔ آصف خان مع خواجہ
ابو الحسن سے دو تیر پرتاب پر فدائی خان تھا وہ پامردی کر کے دریا سے پار آیا۔ اور ابو طالب
پسر آصف خان والہ یار و شیر خواجہ اور بہت سے جانباز فدائی خان سے بائین جانب
مین اُترے۔ فدائی خان نے ایک جماعت بادشاہی دلاور ملازمون اور اپنے نوکرون
کے لی اور دشمنون کے مقابل ہوا۔ اور کچھہ آدمیون کو تلوار و تیر و سنان سے زخمی کیا اور
راجپوتونکو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ اور خیمہ شاہی تک پہنچا۔ مہابت خان کی فوج
مقابلہ و مقاتلہ کے لئے پیش آئی۔ اور صدائے دار و گیر بلند ہوئی۔ فدائی خان کے تیر خیمہ
مین بادشاہ کے نشیمن کے سامنے جانے لگے مخلص خان بادشاہ کی سپر بنا۔ اسوقت مہابت
خان نے بادشاہ سے کہا کہ اس پاجی کی جرأت و بے ادبی کو حضور ملاحظہ فرمائیں کہ اپنے
ولی نعمت کے روبرو تیر مارتا ہے اور مآل اندیشی کا ملاحظہ اصلا نہین کرتا۔ بادشاہ نے
فدائی خان پاس مکرر پیغام بھیجے کہ جنگ مین سعی نہ کرے مگر اوسنے انکو نہ سنا اور مستانہ وار
کوشش کی۔ فدائی خان کا داماد محمد عطاء اللہ اور سید مظفر اور روز بہ بیگ جان نثار ہوئے
اور چند اور آدمی زخمی ہوئے اور خود فدائی خان کو اور اوسکے گھوڑے کو تین چار
زخم تیر کے لگے۔ اوسنے بہت ہاتھہ پاؤن پیٹے کہ اپنی جماعت کے ساتھہ اندر جائے
اور کچھہ کام بنائے مگر مہابت خان کی فوج کے ہجوم نے جسکو مدد پیہم پہنچی تھی اور اوس کی

امرائے شاہی کا متفرق ہونا +

Marfat.com

کمک کے لئے کوئی ایک شخص بھی نہیں آیا۔ اور منع جنگ کا حکم پے در پے آتا تہا۔ ناچار کارزار
سے پانوءں نکال کر لشکر سے باہر آیا اور پھر زور بازو اور شناوری سے دریا سے عبور کیا۔
اور رہتاس پنجاب میں اپنے تئیں پہنچایا وہاں اسکے فرزند تھے اور عیال و ناموس کو
ان زمینداروں کو حوالہ کیا جنسے کہ پرانی دوستی تھی اور خود جریدہ دہلی کو چلا۔ آصف خان
جانتا تھا کہ ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + مہابت خان اس سے انتقام لے گا
اٹک کو چلا گیا جہاں اوسکی جاگیر تھی۔ پھر خواجہ جوالہ یار اور بہت سے بادشاہی ملازم
اپنی آبرو کا پاس کر کے متفرق ہو گئے اور اپنی اپنی راہ پر چلے گئے۔ خواجہ ابوالحسن و
ارادت خان اور معتمد خان مؤلف اقبال نامہ اور ایک اور جماعت نے امان اور
آبرو کا عہد و پیمان مہابت خان سے لیا اور اوس سے ملاقات کی۔ مہابت خان نے اون کو
کچھہ اور نقصان تو نہیں پہنچایا۔ مگر ملاقات کے وقت ان سب کو دیوث و نامرد اور زن
سے کمتر کہا۔ ایسی باتوں کے سننے سے مرجانا بہتر تھا۔ آصف خان ڈھائی سو اقربا
اور نوکروں کے ساتھہ قلعہ اٹک میں آیا۔ مہابت خان نے اول راج پوتوں کی فوج
محاصرہ کے لئے بطریق ایلغار روانہ کی اور پھر خود حضور کا بندوبست یہہ کیا کہ بادشاہ
کی خواہش کے موافق نور جہاں کو اوسکی شبہائے الم کا رفیق و ہمدم کیا نصف جمعیت کو
بادشاہ کی خدمت میں چھوڑا اور باقی فوج لیکر آصف خان پاس پہنچا۔ تھوڑے تردد سے
وہ جماعت جسکے اعتماد پر آصف خان وہاں گیا تھا۔ مہابت خان کی رفیق ہو گئی
اوسنے آصف خان کو اور اوسکے بیٹے ابو طالب اور میر میران کے بیٹے خلیل اللہ کو مقید
کیا اور اونکی بڑی بے حرمتی کی اور اپنے ساتھہ لیکر بادشاہ پاس آیا۔ محمد تقی بخشی شاہجہان
کو جسے برہانپور سے پکڑ کر اپنے ساتھہ لایا تھا اور خواجہ عبدالصمد و ملا محمد کو رجپوتوں
کے حوالہ کر کے قتل کرایا۔ یہ دونوں فاضل صالح آصف خان کے مصاحب و صلاح کار تھے
مہابت خان نہایت سختی و شقاوت قلبی کرتا تھا۔ بادشاہ اس مدعی کے ساتھہ بھی عالی
حوصلگی اور بردباری سے پیش آتا تھا اور ان ایام ملالت افزا میں عاقبت بینی کرتا تھا۔

بادشاہ اور مہابت خان کی لڑائی +

Marfat.com

آخر کو اس رفق و مدارا کے سبب سے کار بخیر ہوا ؎ مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش

چو در طاس رخشندہ افتاد مور رہا تنہ را چارہ باید نہ زور

بادشاہ جو کلمہ کلام زبان سے نکالتا وہ مہابت خان کے مزاج کے موافق ہوتا - اور نور جہان بھی بہ تقاضاء وقت و صلاح دولت اوسکی رہنمائی کرتی تھی اور کہتی تھی کہ جہانتک ہو سکے میرے بہائی کے شکوہ مین زبان کو آشنا کرے - اور کہے کہ جو کچھ ہوا سکو مین ان وہین بھائیون کی ناتوان بینی کے سبب سے جانتا ہون - اونکے سبب سے میرے تیرے درمیان جو باتین عمل مین نہ آنی چاہیے تہین وہ آئین ہین میرا تیرا قصور نہین ہے - مہابت خان بھی بادشاہ سے نہایت نیک سلوک کرتا تھا - فدویت و عبودیت کا اظہار کرتا تھا - خدمت گاری کے طریقہ کو نہیں چھوڑتا تھا اور سر یار کو تخت پر بدستور سقری بٹھاتا اور خود گستاخ کاروان دستورون کے دستور کے موافق سر دیوان کھڑا ہوتا اور مطالب و وقائع اطراف بلاد کو بادشاہ عرض کرتا اور بادشاہ جو اپنی زبان سے جواب دیتا اوسکے موافق حکم لکھتا اور کے احکام امنیت دور و نزدیک کے اطراف حکام نشین میں روانہ کرتا - بادشاہ مہربانی سے اوس کو بیٹھنے کا حکم دیتا وہ عمداً کبھی حکم کی اطاعت کرتا اور کبھی پاس ادب کو کار فرما ہوتا - بادشاہ کے حوضہ کے آگے پیچھے جو دو رجپوت بیٹھے تو گندہ دہانی اور عرق انگوزہ کی بُو سے بادشاہ کا مزاج مکدر ہوتا - انکی تبدیل و تخفیف کے لئے بادشاہ نے فرمایا - مہابت خان نے دو رجپوتون کی جگہہ ایک رجپوت کا پیچھے بٹھلانا منظور کیا - بادشاہ کوچ بکوچ اس طرح کابل گیا - کبھی کبھی شکار اور بزرگون کے مزار کے لئے تشریف لے جاتا - مہابت خان سایہ کی مانند ظل اسکے اکثر جدا نہ ہوتا -

ان ہی دنون میں ایلچی توران نامہ اور تحفے نذر محمد خان والی توران کے لیکر آیا - ان تحفون کی قیمت پچاس ہزار روپیہ کی تھی - ان دنون مین نور جہان کی تمہید سے مہابت خان کے استقلال مین عجب اختلال آیا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اوسنے مانہ مین - نور جہان کی تجویز سے ایک سالہ احدیون کا بنایا گیا اور اس مین منتخب بہادر بیری

احدیوں اور راجپوتوں کی لڑائی +

کئے گئے تھے اِن میں سے ایک جماعت شکارگاہ کی حفاظت کے لئے تعینات ہوئی تھی کہ اوسکو افغانون کی دست اندازی سے باز رکھے - ایک دن بعض رجپوتوں نے جو مہابت خان کی بھروسے کے سبب سے کسی کو اپنے آگے کچھ نہ گنتے تھے شکار کی چراگاہ میں اپنے گھوڑون اور باربرداری کے چارپایون کو چھوڑ دیا احدی قراول مانع ہوئے - رجپوتون نے مانا نہیں گفتگو کی نوبت زد و کشت پر پہونچی - ایک دو احدی کشتہ و زخمی ہوئے - سب احدیون اور قراولون نے اتفاق کرکے دیوان سے استغاثہ کیا مہابت خان نے کہا کہ جس کو پہچان کر نشان دو اوسکو سزا دی جائیگی مستغیثون کو اس جواب سے متصدیوں کی طرفداری معلوم ہوئی وہ مطمئن خاطر نہ ہوئے - رہنے سے ملک شورش مچائی - نورجہان کی طرف سے اس جماعت کو اشارہ ہوا - ان سب نے اتفاق کرکے رجپوتون پر حملہ کیا - ایک شور و غوغائے عظیم برپا ہوا اور جنگ ہوئی - اگرچہ سپاہی نژاد راجپوت اپنے مقابلہ مین دوسرے کو نہیں سمجھتے تھے - اور اپنے غرور مین ایسے مست تھے کہ وہ کسی کو خاطر مین نہ لاتے تھے سوا شمشیر اور برچھہ کے کوئی اور حربہ نہ رکھتے تھے - احدیون مین کماندار قدر انداز اور قراول حکم انداز بندوقچی تھے - اور سب راجپوتون سے جلے ہوئے بیٹھے تھے اور بہانہ ڈھونڈھتے تھے - اس جنگ مین راجپوت مغلوب ہوئے -

اژدحام عام بھی فرقہ اسلام کا معاون ہوا - مہابت خان کی خبر پہنچنے تک ایک ہزار کے قریب راجپوت جنمین اکثر مشہور اور مہابت خان کے روشناس نوکر تھے کشتہ و زخمی ہوئے - اور ایک جماعت کثیر اونکے معاونون کی اپنے اعمال کی جزا و سزا کو پہنچی - چار پانچ سو راجپوت احدیون و قراولون کے ہاتھ سے بچکر اطراف غار و کنار مغاک مین بھاگکر روپوش ہوئے تھے وہ افاغنہ ہزارہ کے ہاتھ پڑے اونھون نے دست بدست گوسفند کی طرح بغل مین پکڑ پکڑ کر اپنے دستور کے موافق کوتل ہندوکش سے گذار کر بیچ ڈالا - اور رگ پا سے معیوب کرکے چوپانی کیا - اس واقعہ سے جب مہابت خان خبردار ہوا تو حواس باختہ سراسیمہ وار سوار ہوا - چاہتا تھا کہ میدان مین جائے اور راجپوتون کی مدد کرکے تلافی کرے کہ اس عرصہ مین بادشاہی آدمی جوق جوق و فوج فوج احدیون و قراولون کی کمک کو

آگئے اور ہنگامہ جو افغان شمار سے زیادہ فراہم ہوکر ملازمان شاہی کے رفیق ہوئے مہابت خان کے آدمیون نے یہ دیکھکر کہ وقت ہاتھ سے گیا اور بازی مات ہوئی۔ مہابت خان کے گھوڑے کو آگے جاکر پکڑ لیا اور خیر خواہی کا اظہار کرکے مانع ہوئے ہمکو خود اپنے مارے جانے کا خوف تھا۔ اوس نے روزگار کی نیرنگ بازی کو اور کارزار کے بازار کی گرمی کو اور طرحکا دیکھا۔ موحش خبرون کے سننے سے اسکا رنگ فق ہوگیا۔ ازدحام کے مقابلہ مین آنا مناسب نہ جانا تقاضائے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا الٹا بادشاہی دولت خانہ کی پناہ مین آیا۔ اور کوتوال خان وخلیل اللہ خان وجمال محمد خواص کو نورجہان کے آدمیون کی ایک جماعت کے ساتھ متعین کیا کہ وہ اس لگی آگ کو بجھائیں۔ دوسرے روز سزاولون نے یہ ظاہر کیا کہ بادہ فساد قاسم خان برادر خواجہ ابوالحسن اور اوسکا خویش بدیع الزمان ہیں لڑائی کے وقت اونھون نے اپنے آدمیون کو کمک کے لئے بھیجا ہے۔ دونو کو نہایت ذلت کے ساتھ پابرہنہ گھر سے بلاکر مقید کیا اور اونکے گھر کا سارا اسباب ضبط کیا۔ مگر اب مہابت خان کے تسلط مین خلل پڑا۔ ہر چند اوسنے چاہا کہ احدیون کا تدارک کرے مگر اب وہ کچھہ نہ کرسکا ایک دو مہینے میں اونکا رسالہ موقوف کرادیا +

اِن دنون مین واقعات دکھن مین معروض ہوا کہ ۱۰۳۱ اردی بہشت کو ملک عنبر حبشی اسّی برس کی عمر میں اجل طبعی سے مرگیا۔ ملک عنبر فنون سپاہ گری سواری وضوابط تدبیر میں عدیل ونظیر نہیں رکھتا تھا۔ اس ملک کے اوباشون کا انتظام جیسا کہ چاہئے تھا اوسنے کیا تھا۔ وہ برگی قزاقی میں جسکو دکھن کی اصطلاح مین برگی گری کہتے ہیں خوب مہارت رکھتا تھا۔ آخر عمر تک عزت ونیکنامی کے ساتھ جیا۔ تاریخ مین کہین دیکھنے مین نہین آیا کہ کوئی حبشی غلام اس عالی مرتبہ پر پہنچا ہو۔ اوائل شہریور میں کابل سے بادشاہ نے ہندوستان کی طرف کوچ کیا۔ اوسکو معلوم ہوا کہ شاہجہان نے اجمیر مین آنکر ٹھٹہ کی راہ لی نورجہان کی چند تدبیرین بادشاہ کے خلاص کرنے کے باب مین لکھی جاتی ہین اول راجپوتون اور احدیون کے درمیان جنگ کا کرانا ایسی خانہ جنگی کمتر سنی گئی ہے جس سے

نورجہان کی امداد بادشاہ کے خلاص کرنے کے باب مین +

مہابت خان کا غرور بڑھ گیا - دوم مزاج گوئی بدمستی جو وہ بادشاہ سے مہابت خان کو
سنواتی کہ جس سے مہابت خان کے دل سے کینہ دھویا جاتا تھا - بادشاہ اکثر کہا کرتا تھا کہ نورجہان
کے ساتھ میری محبت ظاہری نے میرے ملک اور جمعیت کو درہم برہم کیا - میرے فرزند دلبند
اور لشکر سے ان بن کرادی لیکن مجھے اپنے دل پر اختیار ہے کہ اب مین ان دونو بہن بھائیون
کا منہ دیکھنا نہین چاہتا - اور بعض اوقات مہابت خان سے بادشاہ فرماتا کہ نورجہان تیرے
استیصال کے درپے ہے تو اوس سے باخبر رہ - ان کلمات اور تقریبے جو ہر روز مہابت خان
سنتا تھا اوسکے دل کو تسلی خاطر ہوتی تھی - اور دولت خانہ کے گرد راجپوتون کے احاطہ
کرنے مین احتیاط کم ہوتی تھی - سوم نورجہان نے شہریار اور اپنے تعلقہ جاگیر کے سرراہ کے
عمال اور خواجہ سراؤن کو جنکو وہ کاردان اور رازدان جانتی تھی پیغام بھیجا اور نامہ
لکھا - اور بعض کو خلوت مین طلب کرکے زبانی خاطرنشان کرکے کہا کہ بقدر مقدور سپاہ
جلادت پیشہ کارزار دیدہ انتخابی تجربہ کار بیش قرار سہ بندی نوکر رکھ کر لشکر مین متفرق
بھیجتے رہو کہ وہ آپس مین دور دور اطراف مین پراگندہ آئیں - دو تین ہزار سوار جرار کار آزما
بہادر خاطر جمعی کے ساتھ محال جاگیر کے عمال نے سرراہ نوکر رکھ لیئے اور اسلئے کہ اونکی
شہرت نہ ہو متفرق بھیجے اور ایسے دور و نزدیک کے فاصلون پر وہ ٹھیرے کہ اونکا نام
و نشان کوئی نہیں جانتا تھا - وہ کثیف لباس پہنے بیکار جماعت کی طرح نوکری کی تلاش
مین آئے ہوئے معلوم ہوتے تھے - جبکہ یہ جماعت فراہم ہونے تک بادشاہ نے بیگم کے
اشارہ سے بغیر اسکے کہ وہ مقدمہ کی اصل تمہید سے اطلاع پائے مہابت خان کی رسوخیت
و فدویت کی تعریف اور اورون کی نمک حرامی اور بدخواہی اور اور تہدیدات بیان کرتا -
خلوت مین مہابت خان سے کہتا کہ اس ہنگامہ میں بعض واقعہ طلبون نے اپنے تابینون
(ملازمون) کو برطرف کردیا ہے - اگر امرا کی سپاہ کی موجودات لی جائے تو اس مین کچھ
برائی نہین ہے - مہابت خان نے اوسکو قبول کیا - جا بجا نقیب اور منادیون کو بقید
تاریخ و روز تعین کیا کہ امرا اپنی سپاہ کی موجودات دین - ایک نقیب اس خبر پہنچانے کے لیئے

Marfat.com

نورجہان کے مقصدیون پاس بھی گیا اور نورجہان سے یہ کہا ۔ بیگم نے بظاہر خفگی ظاہر کی اور
پیغام دیا کہ مجھکو سپاہ اور موجودات سے کیا کام اور کیا نسبت ۔ بادشاہ جو ہمکو دیتا ہے وہ ارباب
نشاط کے انعام کے لیے اور ہماری زیب و زینت و آرائش اور محل نشینون کے واسطے ہے ۔
باوجود اسکے میری چادر سہ گزی اور مردون کی دستار شصت گزی سے کمتر نہ ہوگی ۔ اور اسی طرح
کے کلمات غیرت افزا کہ جنسے بوئے ساختگی نہیں آتی تھی کہلا بھیجے ۔ مہابت خان نے اس جواب
کو سنکر بغو باتین بکین اور موجودات کے لینے مین اور زیادہ تعقید کی اور نورجہان کے کل توابعین اور
منصب داران پر سزاول تعین کیے اور بیگم کی سپاہ کی موجودات کا دن مقرر کیا گیا ۔ اور قرارداد
کے موافق دست راست پر سب دم قدیم لباس فاخرہ پہنے زرین پوش خوش یراق مع نذر کے
جو موجودات کے وقت ہوتی ہے تحف و جنس اعلیٰ لے کر کھڑے ہوئے اور جانب چپ
مین نئے نوکر کہ جنہین یہان در سپاہیانہ لباس پہنے اور یراق شکستہ غیر معلوم گمنام امرا کے
نام سے کھڑے ہوئے ۔ رات کے وقت جہانگیر نے مہابت خان سے اخلاص کی باتین کہکر
فرمایا کہ کل نورجہان کی سپاہ کی موجودات ہے تم اپنے تئین اسکے تلفچیون سے دور رہنا
نسبت
لازم و ضرور جان کر پوری احتیاط کرنا ۔ اس رموز فہم نے بھی اپنی خیریت اسمین جانی ۔ بہ
اور روزون کے وہ عنان کشان سواری کے ہمراہ ہوا ۔ جونہین بادشاہ کا ہاتھی نورجہان
کی دونون فوجون کے آدمیون کے درمیان آیا اور نقیبون نے طرف یمین کی سپاہ کے مجرا کے
لیے موجودات سپاہ بیگم کے نام سے آواز بلند کی اور بادشاہ اور مہابت خان اور اوسکی ہمراہی
متوجہ ہوئے ۔ اور سپاہ کے ازرق برق کے لباس نے حاسدون کی آنکھ کو خیرہ کیا کہ یکبارگی
بائین طرف کی سپاہ شمشیر و سنان و تیغ لیے اپنی جگہہ سے لپک کر نہایت چستی و چالاکی سے آئی
اور طرفۃ العین مین راجپوت اور فیلبان کو جو مہابت خان کے منصوبے کیے ہوئے تھے کام
تمام کیا اور بادشاہ کو اونکے شر سے مامون کیا ۔ اور اسی گرمی اور جلدی مین ایک فیلبان
جو اس سپاہ مسلح کے ہمراہ تابو کے لیے چشم براہ تھا ۔ بادشاہ کے ہاتھی پر جا بیٹھا ۔ مہابت خان
اور اوسکے آدمی اس فتنہ سے خبردار ہو کر بائین طرف متوجہ ہوئے کہ تلافی مین کوشش کرین

کہ داہنی طرف کی سیاہ قدیم فیل کے اطراف مین آئی اور جدید جان بازون کے ساتھ متفق ہوئی
اور بادشاہی ہاتھی کو حلقہ وار گھیر لیا اور سعی دفع اعدا مین بازو کھولا ۔ مہابت خان نے ماجرا کا
اور تبدیل وضع روزگار سے واقف ہوکر جانا کہ کار او ر اختیار ہاتھ سے گیا اور تلافی کے
درپے ہوکر جان دینا شرط عقل نہیں ہے اس ضمن مین اور امرا بھی بادشاہ کی رکاب مین حاضر
ہوئے اور جان فشانی پر کمربستہ ہوئے ہو ایسی حالت مین مہابت خان اپنے لشکر کی طرف
کنارہ کشی کرکے ایسا باہر گیا کہ اوسکے سایہ کو بھی خبر نہ ہوئی اور راجپوت اور آدمی مہابت خان
کے ہمراہی متفرق ہوکر بھاگ گئے اور بغیر قتال وجدال کے بادشاہ نے ایسی قوی دشمن کے
پنجہ سے نجات پائی جہانگیر نے مریم زمانی سے لشکر کے تعین اور تعاقب کرنے کے لئے مصلحت
پوچھی تو نور جہان نے کہا کہ بادشاہ سلامت زنہار یہ فکر نہ فرمائے ۔ مہابت خان کو چھوڑ دیجے
کہ جہان اسکا جی چاہے چلا جائے ۔ بلکہ اوسنے مہابت خان پاس بادشاہ کی زبانی بلند خان خواص
کے ہاتھ لطف واخلاص کا پیغام بھیجا کہ تم نے بہت عاقلانہ اور بجا کام کیا کہ بیگم کے آدمیون
کے شر سے کنارہ کشی کی بہتر ہے کہ اب تم آب بہت سے عبور کرو ۔ مہابت خان آب رہتاس سے
گذر کر اترا ۔ اور بادشاہ نے اس گل زمین میں جہان وہ پہلے گرفتار ہوا تھا اب اپنی رہائی
کے شادیانے بجوائے ۔ اور آخر روز مین مہابت خان پاس افضل خان کو بھیجکر پیغام
دیا کہ آصف خان اور اوسکے بیٹے ابوطالب ودانیال کے بیٹون کو جو اوسکے پاس ہے
بھیجدو ہم تمھاری تقصیر معاف کردینگے ۔ اور تم خود شاہجہان کے تعاقب مین جاؤ جو اس وقت
ٹھٹھہ مین ہے ۔ مہابت خان نے دانیال کے دونو بیٹوں کو افضل خان کے حوالہ کیا اور
آصف خان کے باب مین یہ عذر کیا کہ میں بیگم کی طرف سے مطمئن خاطر نہیں ہون لاہور گذر جانے تک
آصف خان اور اوسکے بیٹے کے حوالہ کرنے سے معذور رکھیں ۔ بادشاہ اس کے اس جواب
سے بیدماغ ہوا مگر تقاضائے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا مکرر افضل خان کو بھیجا اور اپنی اور
بیگم کی طرف سے کلام الہی کی قسم کھائی ۔ مہابت خان تین چار منزل تک تو آمد ورفت اور پیام
مین دفع الوقت کرتا رہا اور آخر کو آصف خان کو اپنے پاس طلب کرکے ایسی شدید قسمین دلائیں

Marfat.com

الکے اسپ و خلعت و فیل تواضع کرکے پادشاہ پاس بھیجدیا اور ابو طالب کو اور چند روز نگاہ رکھا
کہ اس وسوسہ سے خاطر جمعی ہوجاکہ فوج اوسکے تعاقب مین تو نہین مقرر ہوئی بعد ازان اوس کو
بھی باعزاز مرخص کیا۔

اوائل ماہ آبان مین بادشاہ لاہور کے نزدیک آیا۔ اب شاہجہان کا حال سنو کہ جب اوسنے
مہابت خان کی گستاخی کی خبر سُنی تو اوسکا مزاج شورش مین آیا۔ باوجود قلت جمعیت اور
عدم سامان کے اوسنے دعیہ مصمم کیا کہ پدر والا قدر کی خدمت مین پہنچکر مہابت خان کو کردار
ناہنجار کی سزا دے وہ ۲۳۔ رمضان کو ۱۰۳۵ کو ہزار سوار لیکر مقام ناسک پر تر بنگ سے چلا
اس گمان سے کہ اس مسافت مین شاید اس پاس جمعیت بہم ہوجائے جب وہ اجمیر مین آیا
تو راجہ کشن سنگہ پسر راجہ بھیم کہ پانسو سوار اس پاس تھے اجل طبعی سے مرگیا اور اوس کی
جمعیت متفرق ہوگئی کل پانسو سوار نہایت پریشان و تنگدست ہمراہ رہے اور اوسکو یہ
بھی معلوم ہوا کہ ابھی بیگم کا دل بھی اس سے صاف نہین ہے اور بادشاہ کی کم توجہی باقی ہے اور
مادہ فساد دور نہین ہوا اسواسطے باپ کی خدمت مین جانا مصلحت نہ جانا۔ اور یہ رائے
ٹھیری کہ ولایت ٹھٹھہ میں چند روز گوشہ گزینی مین بسر کیجے۔ اجمیر سے ناگور مین اور ناگور سے
حدود جودہ پور مین اور وہان سے جیسلمیر مین اوسنے کوچ کیا۔ شہنشاہ ہمایون بھی اپنے ایام مصیبت
مین اسی راہ سے گیا تہا۔ ایام شاہزادگی مین شاہ عباس بادشاہ ایران سے شاہجہان کی محبت
اور خط و کتابت بھی اور اس ہرج مرج میں بھی اوسنے شاہجہان کا حال پوچھا تھا۔ اسلیے
اُس کے دل مین آئی کہ ایران جاکر بادشاہ سے ملنا چاہیے ممکن ہے کہ اوسکی مہربانی اور
اشفاق و معاونت سے جو شورش و فساد کا غبار مرتفع ہوا ہے وہ فرو ہوجائے۔
جب شاہجہان ٹھٹھہ مین آیا تو شریف الملک اس ملک کے لشکر میں سے سوار و پیادہ جمع
کرکے گستاخانہ پیش آیا۔ باوجودیکہ شاہجہان پاس تین چار سو سوار وفادار تھے اس کے
صدمہ کی تاب شریف الملک نہ لاسکا حصار شہر مین در آیا۔ اوسنے پہلے سے یہان کے
قلعہ کی مرمت کرکے بہت توپ و تفنگ برج و بارہ پر لگا رکھی تھیں آدمیون کے متعلقین کو

شاہجہان کا عزم جانا ایران و روانہ ہونا

دروازہ حصار پر لایا اور متحصن ہوا اور مدافعہ و مقابلہ کے لئے تیار ہوا شاہجہان نے تاکید سے
منع کیا کہ بندہ ہائے جان نثار قلعہ پر تاخت نہ کرین اور اپنے تئین توپ و تفنگ سے ضایع
نہ کریں باوجود اسکے جوانان کارطلب کی جماعت اپنے تئین ضبط نہ کرسکی اور شہر کے حصار پر
یورش کی - برج و بارہ کے استحکام اور توپ خانہ کی کثرت نے کچھہ کام نہ ہونے دیا - وہ واپس
آئے - کچھہ دنون کے بعد پھر شیر دل بہادرون نے قلعہ پر حملہ کیا - قلعہ کے گرد بالکل سطح میدان تھا
اصلا پستی و بلندی اور دیوار و درخت کہ حائل ہون نہ تھے سر پر سپرین لگا کے دوڑ گئے مگر وہان
ایک خندق عمیق و عریض پانی سے بھری ہوئی حصار کے گرد تھی آگے جانا محال تھا اور پیچھے آنا
محال تر توکل کا حصار باندہ کے بیٹھے - ہرچند شاہجہان آدمی بھیجکر اُنکو بلاتا مگر اثر نہ ہوتا
جو گیا وہ عدم کی راہ پر دوسرے کے پہلو میں بیٹھہ گیا اور پھر نہ پھرا - شاہجہان اس وقت بیمار تھا
غرض ایسے سبب ہوئے کہ اسنے عراق جانیکا ارادہ فسخ کیا - شاہزادہ پرویز کی بیماری کی
بھی متواتر خبر آتی تھی اسکا ضعف نہایت قوی ہوگیا تھا - ٹھٹہ کی فتح میں شاہجہان نے اپنا وقت
ضائع کرنا مناسب نہ جانا - گجرات اور برار کی راہ سے دکن جانیکا ارادہ کیا - وہ ایسا بیمار و ضعیف تھا
کہ پالکی مین سوار ہوتا تھا - اب اوسکو معلوم ہوا کہ پرویز کا انتقال ہوا تو اور بھی جلدی جلدی اوسنے
سفر کیا - یہ وہی راہ ہے جس پر محمود غزنوی سومنات کے بتخانہ کی فتح کے لئے گیا تھا - شاہجہان
ملک گجرات سے راجپیپلہ کی حوالی سے گذر کر ناسک ترنبک مین آیا جہان اسکا بنگاہ تھا اس ملک
مین کوئی عمارت نہ تھی اسلئے وہ جنیر میں چلا گیا - ٹھٹہ جانے مین اجمیر کی راہ سے ۵۱۴ کروہ کی
مسافت چار مہینے میں ۱۰۰ کوچوں اور پچاس مقامون میں طے کی - مراجعت میں احمد آباد
کی راہ سے ۶۷۰ کروہ کی مسافت ۸۴ کوچ اور ۱۰ مقام میں طے کی -

غرہ شہریور کو جب بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف چلا ہے دکن کی تحریر سے معلوم ہوا
کہ شاہزادہ پرویز درد قولنج میں مبتلا ہوا - شراب بہت پیتا تھا - اپنے چچا شاہزادہ مراد اور دانیال
کی طرح وہ بھی ۶ صفر ۱۰۳۵ کو ۳۸ سال کی عمر میں مرگیا - وفات شاہزادہ پرویز اوس کی
تاریخ ہے - آگرہ میں وہ اپنے باغ میں دفن ہوا +

شاہجہان کا دکن جانا +

شاہزادہ پرویز کی وفات +

مہابت خان
مہابت خان ٹھٹہ کی راہ سے پھر آیا۔ اور ہندوستان کی طرف چلا اور یہ بھی سنا کہ بائیس لاکھ روپیہ نقد اوسکے وکلانے بنگالہ سے بھیجا ہے اور خزانہ حوالی دہلی میں داخل ہوا ہے۔ اوسے بادشاہ کی طرف سے صفدر خان کو مع ایک ہزار احدی کے ساتھ تعین کیا۔ تاکہ بہت جلد جاکر اوس روپیہ کو چھین لے جب شاہ آباد کی حوالی میں خزانہ کے پاس وہ آیا تو خزانہ کے محافظ خزانہ سرائے میں لیکر متحصن ہوئے۔ جہانتک ممکن تھا مدافعہ و مقابلہ کیا لیکن بادشاہی آدمیوں نے سرائے میں آگ لگادی اور اوسکے اندر جاکر خزانہ پر متصرف ہوئے۔ خزانہ کے محافظ بھاگ گئے صفدر اپنی فوج کے ساتھ مہابت خان کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا۔ خانخانان کو ہفت ہزاری ذات و سوار کا منصب ملا۔ اور وہ مہابت خان کے تعاقب کے لئے متعین ہوا اور صوبہ اجمیر اس کی تیول میں مقرر ہوا۔

دکن کے واقعات
بادشاہ سے صوبہ دکن کے متصدیوں کی عرضداشت معروض ہوئی کہ یاقوت خان حبشی کہ دکن میں ملک عنبر کے بعد سرداری میں اسکا نمبر تھا اور عنبر کے عہد میں بھی سپہ سالار لشکر اور انتظام افواج کا عہدہ اوسکو تھا وہ بندگی اور دولت خواہی اختیار کرتا ہے اور پانچسو سواروں کے ساتھ جالناپور میں آیا ہے اور سربلندرائے کو لکھا ہے کہ میں نے فتح خان پسر ملک عنبر اور نظام الملک کے سرداروں سے دو لتخواہی کا اقرار لے لیا ہے اور اون میں سے میں نے پیش قدمی کی ہے تا منبرہ بعد ایک دوسرے پر سبقت کرکے پے درپے آئینگے۔ جب شاہجہان سربلند رائے کی تحریر سے حقیقت کار پر مطلع ہوا تو اوسنے یاقوت خان کو خط لکھا جسمیں نہایت استمالت اور دولتخواہی تحریر تھی اور اوسکو سرگرم عزیمت کیا اور سربلند رائے کو بھی ایک مکتوب قلمی کیا کہ لوازم ضیافت و مراسم مہمانداری بجالائے۔

پھر دکن کے متصدیوں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ نظام الملک نے فتح خان پسر عنبر کو اور بہت سے نو دولت تربیت یافتوں کو ملک بادشاہی میں بھیجکر فساد برپا کیا ہے عمدۃ الملک خانجہان نے لشکر خان کو بند ہائے کہن سال میں تھا اور کاروان تھا برہانپور کی حراست اور محافظت سپرد کی اور خود لشکر کے ساتھ بالاگھاٹ پر متوجہ ہوا اور کھڑکی تک جو نظام الملک کا محل اقامت تھا

منازعت کی اور نظام الملک نے قلعہ دولت آباد سے سر نکالا اور وہین رہا اور حمید خان نام غلام
حبشی کو اپنا پیشوا بنایا مدار اور اعتبار ملک مال کا اوسکے قبضہ اقتدار مین سپرد کیا حمید خان نے
ایک عورت پر عاشق ہوکر نکاح کیا تہا اسکا استرضا اس مرتبہ پر کرتا تھا کہ لوگ اوس کو دیوس کہتے
تھے اس عورت نے نظام الملک سے وہ رشتہ الفت مستحکم کیا تہا کہ باہر شوہر اور اندر خود صاحب اختیار
ہوگئے تھے۔ اسکا حال آگے بیان ہوگا اس عورت نے اپنے شوہر کو خانجہان کا رفیق بنا یا بدلے
اور تحفے اور نامہ و پیام محبت التیام بہیجکر بناے دوستی و بد رخواندگی کو قائم کیا۔ اور اپنے افسانہ اور
افسون سے بازار رزم و فوج کشی کو بزم یکجہتی مین تبدیل کیا۔ چار پانچ لاکھ ہن اور دو تین لاکھ
روپئے کے جواہر خان جہان کو دیکر وہ ملک خرید لیا جو نظام الملک کے ہاتھ سے گیا تہا اور اکبر و
جہانگیر نے ہزارون جانین کھوکر اور کروڑون روپئے خرچ کرکے لیا تھا اس نمک حرام افغان نے
فساد ایام پر نظر کرکے طمع سے بیجا پور اور بالاگہاٹ و محال کے محصول کے عوض مین دو بادشاہون اور
دو تین نامدار شہزادون اور امراے ذوی الاقتدار کی چند سال کی محنت اور کروڑون روپئے کے
خرچ کو جو اس دیار کی تسخیر مین صرف ہوئے مفت رائگان ہاتھ سے دیدیا اور امراے شاہی کے نام
جو تھانون مین مقرر تھے نوشتے بھیجدیئے کہ اپنے محال کو نظام الملک کے وکلاء کو سپرد کردین۔ ان سب نے
اُسکے حکم کی اطاعت کی مگر خنجر خان حاکم احمد نگر نے خانجہان کے نوشتہ اور حکم کو نہ مانا اور
جواب دیا کہ بادشاہ کے حکم بغیر قلعہ کی کنجیان میرے سر کے ساتھ وابستہ ہین مگر تمام متعلقہ بال
محال نواح احمد نگر متصدیان نظام الملک کے ہاتھ آگیا۔

حمید خان حبشی کی منکوحہ کا حقیقت حال یہ ہے کہ وہ اس ملک کی غریب زادیون مین سے تھی۔
ابتدا مین کہ نظام الملک شراب پر مفتون اور عورتون پر شیفتہ تھا اوسکو حرم سرا مین دخل ہوئی اور
وہ نظام الملک کے لئے شراب ایسی مخفی لی جاتی تھی کہ باہر کے آدمیون کو خبر نہ ہوتی تھی اور یہ مکارہ
عمدہ آدمیون کی عورتون کو جو حسن صورت اور آراستگی سیرت مین شہرت رکھتی تہین نظام الملک کی
تسخیر دل کے لئے گمراہ کرکے اس کے آگے بزم عشرت کا ہمدم بناتی عنبر کے مرنے کے بعد وہی امور ملکی کے
سرانجام مین مشغول ہوئی۔ ملک و سپاہ کا اختیار اوسکے ہاتھ مین ایسا آگیا کہ جب وہ سوار ہوتی تو اوحدہ

خانجہان [illegible] +

حمید خان اور اسکی بیوی +

نوکر اوسکی سواری کے ساتھہ پیادہ چلتے اور لبنے اور بادشاہی مطالب عرض کرتے ۔ عادل شاہیون اور نظام الملکیون مین ہمیشہ عداوت و فوج کشی رہتی تھی ۔ اور ان میان بیوی کے اقتدار کے زمانہ مین خبر آئی کہ عادل شاہ آراستہ لشکر و جنگی فیلون اور توپخانون کو لیکر مقابلہ کو آتا ہے ۔ نظام الملک نے جنگ کے ارادہ سے باہر آنا چاہا تو اس عورت نے اوسسے کہا کہ اس جنگ کا اختیار مجھے دیدیجے اور فوج کا سردار بنا دیجے اگر مین خصم پر غالب ہوئی تو مدتون تک خلق کی زبانون پر یہ بات رہے گی کہ نظام الملک کی ایک عورت نے بادشاہ بیجاپور کو مقابلہ کرکے ہزیمت دیدی ہے اور خدانخواستہ اگر قضیہ برعکس ہوا تو لوگ کہینگے کہ بادشاہ نے ایک عورت کو مغلوب کیا ۔ پھر اوسکا تدارک ہو سکتا ہے نظام الملک کو یہ بات پسند آئی اور اپنی محبوبہ نازنین کو لشکر کی سرداری پر مامور کیا وہ لشکر کو ترتیب دیکر اور جنگی ہاتھیون اور توپخانہ کو لیکر چلی خود نقاب مرصع چہرہ پر ڈالا اور ایک ہاتھی پر سوار ہوئی ۔ امیرون سے خوش زبانی کرکے امیدین دلائین اور وعدہ وعید و تہدید کرکے اونکو سرگرم کارزار کیا اور بہت سے کپڑے مرصع و طلا و نقرہ کے موافق دستور دکن کے ساتھہ لئے وہ سپاہ کے دل خوش کرنے کے لئے دئے جاتے ہین میدان کارزار مین صفون کو آراستہ کیا ۔ لڑنا شروع کیا سپاہی جو شجاعت کا کام کرتے اونکو وہ کپڑے مرصع طلا و نقرہ کی دیتی اور اوسکا مرتبہ بڑہاتی اور مٹھائی کے بھرے ہوئے ٹوکرے ساتھہ رکھتی اور فوج کو پہنچاتی ۔ غرض عادل شاہ کی فوج کو اسی مرد افگن زن نے ہٹا دیا ۔ پہلے سے زیادہ نظام الملک کی معزز محبوبہ ہو گئی +

الحاصل خانجہان نے ایک عورت کی چال بازی سے مات کھائی اور ایسا بڑا الملک اپنے تھوڑے روپیون کو بیچڈالا جو ہندوستان کے بادشاہون کے ایک روز کے خرچ کے لئے وفا نہ کرتا ۔ اور اپنے ولی نعمت اور عالم کے نزدیک اپنے تئین مطعون کیا +

خانزاد خان کی جگہ مکرم خان ولد معظم خان حاکم اوسکا مقرر ہوا تھا ۔ وہ یہان آنکر کامیاب مراد ہوا بحسب اتفاق ایک فرمان شاہی اوسکے نام گیا وہ اوسکے استقبال کے لئے کشتی مین سوار ہوا اوسکی کشتی ایک نالہ مین ڈوب گئی وہ اور لوگ اوسکے ہمراہی بحر فنا مین غریق ہو

Marfat.com

ان ہی دنون مین خانخانان ولد بیرم خان بہتر برس کی عمر مین اجل طبعی سے مرگیا جب وہ دہلی مین آیا تو اسکا ضعف قوی ہوا یہان توقف کیا- اواسط ۱۰۳۶ھ مین ودیعت حیات کو سپرد کیا اور اس مقبرہ مین کہ اسنے اپنی منکوحہ کے لئے بنایا تھا مدفون ہوا وہ امرائے اعظام مین سے تھا جو جو کام اوسنے کئے وہ تاریخ میں بیان ہوئے- سوا اسکے خانخانان قابلیت و استعداد مین یکتائے روزگار تھا- زبان عربی و ترکی و فارسی و ہندی جانتا تھا عقلی و نقلی علوم اور سنسکرت کے علوم مین بہرہ وافی رکھتا تھا- ہندی فارسی مین شعر خوب کہتا تھا ایک رباعی اسکی لکھی جاتی ہے رباعی -

زنہار رحیم از پے دل نروی	بیہودہ بہ آرزوے دل درگروی
گفتم سخنے و باز ہم میگویم	خواہش کاری ہمیشہ کاہش دروی

جب مہابت خان ٹھٹہ کی راہ سے پھرا اور وہ فوج اوسکے تعاقب مقرر ہوئی جو اسکا خزانہ چھیننے گئی تھی اوسکو حکم تھا کہ اوسکو گرفتار کرے یا قلمرو سے باہر نکال دے- کچھ دنون وہ رانا کے کوہستانون مین تباہ حال بسر کرتا رہا- اب اوسکے لئے کوئی راہ باقی نہ تھی کہ وہ جہانگیر کا ناصیہ فرسا ہوتا ناچار اپنی نجات شاہجہان کے توسل مین جانی- عرضی اپنے وکلاء زبان دان کے ہاتھ بھیجی جنمین ندامت و خجالت اپنے گناہون کے عذر مین ظاہر کی شاہجہان نے بمقتضائے وقت اسکی تقصیرات سے درگذر کی اور فرمان مرحمت عنوان اپنے پنجہ کے ساتھ اسکی استمالت اور تسلی کے لئے بھیجا- وہ دو ہزار سوار لیکر شاہجہان سے جنیر مین ملا- ابھی اسکے اقبال مین فروغ دولت تھی کہ شاہجہان کی ایک درست اداے اوسکی چندین سالہ شکست درست ہوگئی + مہابت خان کا حال +

۲۱- اسفندارمذ کو بادشاہ کشمیر کی سیر کو روانہ- یہ سفر اضطراری تھا اختیاری نہ تھا- بادشاہ کے مزاج کو ہوائے گرم نہایت ناساز گار تھی ہرسال وہ موسم بہار کے شروع مین کشمیر کی صعوبت راہ کو آسان سمجھ کر جاتا اور وہان کی آب و ہوا سے تر و تازہ و توانا ہوکر ہندوستان مین آتا-

روز یکشنبہ سوم رجب ۱۰۳۶ھ کو نوروز ہوا- دریائے چناب کے کنارہ پر جشن ہوا- بادشاہ سیر کرتا ہوا اور رنگا ٹون کو طے کرتا ہوا کشمیر مین آیا- مکرم خان کی جگہ فدائی خان نے صوبہ بنگالہ کی

نوروز [illegible] ۱۰۳۶

حکومت پر سرفرازی پائی اور یہ مقرر ہوا کہ ہر سال دو پانچ لاکھ روپئے نورجہان بیگم کے خزانہ عامرہ مین داخل کیا کرے۔

اس عرصہ میں کہ بادشاہ کشمیر کی سیر کر رہا تھا آناً فاناً ضیق دمہ کے مرض نے جو مدت سے اوسکے دم کے ساتھ تھا زور کیا اور برے آثار ظاہر ہوئے۔ گھوڑے ہاتھی پر سوار ہونے کی طاقت نہ رہی پالکی میں سوار ہوتا کچھ دنوں بعد اس مرض مین تخفیف ہوئی تو بھوک جاتی رہی اور افیون سے بھی نفرت ہوگئی جو چالیس برس کے رفیق منہ سے لگی ہوئی تھی۔ فقط شراب انگوری کے دو چار پیالون پر زیست کا مدار تھا۔ ایسے وقت مین شہزادہ شہریار داءالثعلب کے مرض مین مبتلا ہوا داڑھی مونچھ کے بال اڑ گئے لنڈ منڈ ہوگیا۔ ہواخواہون کی مصلحت کے تقاضی سے باوجود نورجہان کی ممانعت کے اوسنے لاہور مین علاج کے واسطے جانے کے لئے بادشاہ کی منت سماجت کی بادشاہ کے حکم سے وہ لاہور روانہ ہوا۔ نورجہان نے مصلحت کار کے لئے احتیاطاً داور بخش پسر خسرو کو اوسکے حوالہ کر رکھا تھا کہ مقید رکھے۔ اب جو وہ جانے لگا تو اوسکے لیجانے کو اپنے لئے ایک بار سنگین سمجھا اوسنے کہا کہ اب وہ کسی اور شخص کو حوالہ کیا جائے سو وہ ارادت خان کے سپرد ہوا۔ اب بادشاہ نے کشمیر کے سرد ملک کو چھوڑ کر لاہور کے گرم ملک کی طرف راہ لی بارہ مولہ مین آیا شکار کے لئے بادشاہ سوار نہیں ہو سکتا تھا۔ اس طرح شکار کھیلنے لگا کہ زمیندار ہرنون کو گھیر گھار کر بتغہ کوہ پر دولتخانہ کے سامنے لاتے بادشاہ اونپر بندوق مارتا وہ لوٹتے پوٹتے پہاڑ سے نیچے گرتے اور اپنا تماشا دکھاتے۔ اس ملک کا ایک اجل رسیدہ پیادہ ہرن کو بھگا کر لایا۔ ہرن ایک پر چہ سنگ پہاڑ کر جا بیٹھا کہ اچھی طرح دکھائی نہیں دیتا تھا اس پیادہ نے چاہا کہ آگے جا کر اوسکے بھگانے کو قدم کا آگے رکھنا تھا کہ وہ پھسلا آگے درخت تھا اوسکو پکڑا تو وہ بھی اکھڑ گیا اور خود شکار کی طرح پہاڑ سے قلابازیان کھاتا ہوا نیچے آیا سارا بدن چور چور ہوگیا بادشاہ دیکھ کر گھبرایا اور کھڑا ہوا کہ پیادہ کی مان روتی پیٹتی آئی روپیہ سے اوسکی تسلی کی۔ مگر اسکا اپنا دل ایسا بیقرار ہوا کہ پھر اوسکو قرار نہ ہوا اس پیادہ ہی نے اپنی صورت مین حضرت عزرائیل کی تجلی دکھادی۔ اب بادشاہ لاہور کی طرف

[illegible]

آگے بڑھا۔ پہاڑ کے اتار چڑھاؤ نے بھی مرض کو اور زیادہ کیا شراب سے بھی نفرت ہوگئی۔ راجوری کی راہ مین ایک پیالہ پیا تہا وہ حلق سے نہ اُترا قے ہوگیا۔ دولتخانہ تک پہنچتے پہنچتے نزع کی حالت طاری ہوئی۔ پہردن چڑھے ۲۸ شہر صفر ۱۰۳۷ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۷ء کو سفر آخرت پیش آیا۔ ساٹھہ برس کی عمر تھی۔ ۲۲ برس سلطنت کی۔ یا ۲۱ سال ۸ ماہ ۱۴ روز تاریخ وفات + خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت + جہانگیر کے مرنے سے نورجہان کے سہاگ کی چوڑی ٹھنڈی ہوئی سارے بہاگ اوسکے خاوند کے ساتھہ خاک میں مل گئے۔ سارا بناؤ سنگار رنگین کپڑے پہننے چھوڑ دئے رات دن رونا پیٹنا اختیار کیا۔

تادم واپسین اس سوگ کو اپنے ساتھہ رکھا مگر اس حال مین بھی اپنے داماد شہریار کے شہریار بنانے کا خیال نہ چھوڑا ہر چند اوسنے اپنے بھائی آصفخان کو تجہیز و تکفین اور امور ملکی کی مصلحت کے لئے بلایا۔ مگر اس کو اپنے گھر مین سلطنت لینی تھی وہ اپنے داماد کو چھوڑ کر بہن کے داماد کے لئے کیون تدبیر کرتا۔ اوسنے مختلف عذر کرکے دفع الوقت کیا اور اعظم خان اور ایک جماعت امرا کو جو اوسکے ہمراز اور دمساز تھے ہمداستان بنا کے داور بخش پسر خسرو کو قید سے نکال کر اوسکو مژدہ سلطنت سنایا جو محض خواب و خیال تھا۔ داور بخش جانتا تھا کہ یہ سلطنت بے اعتبار دو تین ہفتہ سے زیادہ نہیں ہے وہ میرا خون بہائیگی یہ تخت میرا تختہ بنیگا وہ اس امر بے اختیار راضی نہ ہوا اضطرار اور انکار بہت کیا مگر فائدہ نہ ہوا عہد و سوگند سے اوسکی تسلی کی گئی اور بمقتضاء مصلحت جیسے کہ مریض کی جان کے عوض لیکے گوسفند کو صدقہ کے لئے لاتے ہیں تخت پر بٹھایا چتر سر پہ رکھا نثار اور مبارکباد بجا لائے منزل بھنبر میں اوسکے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ نورجہان بیگم جار ناچار روتی پیٹتی اپنے رفیق آخرت کی نعش کو لیکر لاہور مین لائی اور اپنے باغ میں مدفون کیا +

داور بخش کی تخت نشینی +

آصف خان نے بنارسی داس نامی ہندو کو جو تیز روی میں مشہور تھا بلا کر کہا کہ یہ ہمارے ہاتھہ کی انگوٹھی لو اور ابھی شاہجہان پاس پر لگا کر اوڑ جاؤ اور زبانی پیغام دو کہ جہانگیر کا انتقال ہوا عرضداشت کا لکھنا مقتضاء وقت نہ تھا یا اوسکو ایسی جلدی تھی کہ عرضداشت لکھنے میں

وقت ضائع نہ کیا۔ زبانی باتیں اسکو سمجھادین کہ اول بہت جلد مہابت خان پاس جانا اور
اوسکے ساتھ شاہجہان کی ملازمت مین آنا اور جلد روانہ ہونے مین مبالغہ کرنا۔

نورجہان بیگم شہریار کی سلطنت کے لئے بہت بیقرار تھی اسکی دوسری بہن کا شوہر صادق خان
تھا اور نورجہان کے ساتھ ہمراہ تہا۔ آصف خان نے دونو بہنون کے گھر پر چوکی بٹھا کر امراء اور
نامہ و قاصد کی آمد و رفت بند کردی۔ سب امرا جانتے تھے کہ آصف خان نے دولت شاہجہانی
کی ہستقامت و ہستدامت کی یہ تمہید کی ہے کہ داور بخش کو بادشاہ بنایا ہے اور اسکی اطاعت کرتے ہیں
نورجہان بیگم اس اندیشہ و تدبیر مین تھی کہ شہریار کو سریر آرائے سلطنت کرے۔ شہریار نے
لاہور مین باپ کے مرنے کی خبر سنی تو اپنی بیوی کی تحریک اور فتنہ پردازی سے اپنے تئین بادشاہ
بنایا۔ اور خزانون اور تمام بادشاہی کارخانجات پر دست دراز کیا جس شخص نے جو مانگا وہ
اوسکو دیدیا۔ اور لشکر اور جمعیت جمع کرنے مین مصروف ہوا اور ایک ہفتہ مین خزانہ کے نوے لاکھ
روپیون میں سے ستر لاکھ روپے قدیم و جدید مفسد امیرون کو دیدیئے کہ اونکے ہاتھ کو دل مین لاکے
اور مستقل بادشاہ ہوجاے۔ بایسنغر خان پسر دانیال جہانگیر کی وفات کے بعد لاہور میں شہریار پاس
بہاگ آیا تہا وہ اوسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور لشکر کو دریاے راوی کے پار لے گیا۔ اس طرف سے
آصف خان بڑھا ایک ہاتھی پر داور بخش کو کہ ودبدبہ و تجمل بادشاہی کے ساتھ بٹھایا۔
دوسرے ہاتھی پر آپ سوار ہوا۔ لاہور سے تین کوس پر دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوا۔ اول ہی حملہ
مین شہریار کی سپاہ کا انتظام شکستہ ہوا۔ اور ساری فوج فرار ہوئی بعض قلعہ لاہور مین داخل
ہوئے۔ اور ایک جماعت داور بخش کی سپاہ سے آن ملی۔ شہریار دو تین ہزار سوارون کے ساتھ لاہور
سے باہر نیرنگی تقدیر کا منتظر تھا کہ + تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون + کہ ناگاہ ایک کی
غلام نے جنگگاہ سے دوڑکر اس شکست کی دلکوب خبر سنائی تو شہریار قلعہ کے اندر آیا اور خود
اپنے پائون کو جال مین پھنسایا۔ دوسرے دن امرا نے حصار شہر کے متصل لشکرگاہ بنایا۔ اکثر
شہریار کے نوکر قول لیکر آصف خان سے آن ملے اور رات کو قلعہ کے اندر اعظم خان گیا اور
بادشاہ دولت خانہ میں ٹھیرا۔ اور صبح کو اور امرائے عظام قلعہ میں گئے اور داور بخش کو سریر آرا کیا۔

داور بخش کو سریر آرا ہونا و شہریار کی گرفتاری اور شہریار کا اندھا ہونا +

شہریار بادشاہ کی حرم سرا میں جریدہ گیا۔ فیروز خان خواجہ سرا نے اوسکو پکڑ کر اللہ وردی خان کو سپرد کیا۔ اور وہ اوسکو داور بخش کے روبرو لایا۔ اور مراسم کورنش و تسلیم اوس سے ادا کرائیں اوسکو محبوس کیا۔ اور دو تین روز بعد اندھا کیا۔ تو اوسنے یہ رباعی بدیہہ فرمائی۔ رباعی

زنرگس گلاب ارچہ نتوان کشید
کشیدند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من
بگو کور شد دیدۂ آفتاب

آصف خان نے عرضداشت مین نوید فتح شاہجہان پاس ارسال کی اور التماس کیا کہ حضور بہت جلد یہان تشریف فرما ہو کر آشوب اختلال سے خلاص کرین۔ اب بنارسی اور شاہجہان کے سفر کا بیان مجمل ہوتا ہے۔ بنارسی نزل جگر ہٹی سے جو وسط کشمیر میں ہے بیس روز کے عرصہ میں ١٩۔ ربیع الاول ١٠٣٧؁ کو جنیر میں پہنچا جو سرحد نظام الملک کی انتہا پر ہی وہ ۱۰۳۷ شاہجہان
اول مہابت خان کے پاس جو شاہجہان کو قدمبوسی کے لئے آیا ہوا اوٹھا گیا۔ اور صورت حال کو عرض کیا وہ برق و باد کی طرح حرمسرا مین پہنچا اور خبر بھیجی شاہجہان محل سے باہر آیا اور بنارسی زمین بوس ہوا حقیقت حال عرض کی اور آصف خان کی مُہر بادشاہ کو دی۔ اس حادثہ دلخراش کے واقع ہونے سے شاہجہان کو رنج و غم ہوا مراسم تعزیت کا وقت یہ نہ تھا۔ مہابت خان کے کہنے سے پنجشنبہ ٢٢ ربیع الاول ١٠٣٧؁ کو نجومیوں کی مہورت کے موافق گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کی طرف کوچ کیا۔ اور آصف خان کو بنارسی کے بھیجنے کا اور اپنے چلنے کا فرمان امان اللہ کے ہاتھ ٹھٹک جو کی مین بھیجا۔ خان جہان خان صوبہ دار برہانپور میں تھا جسکی تقصیرات کا بیان اوپر ہوا۔ اوسپر شاہجہان کو (الطاف تھی مگر) وہ نہی اوسنے جان نثار خان کو اوس پاس فرمان لطف آمیز دیکر بھیجا۔ وہ نمک حرامی کے توہم میں گرفتار تھا اور دریا خان روہیلہ اور آقا افضل دیوان دکھن (کہ دیوان شہریار کا بھائی تھا اور نورجہان اور شہریار کے حال پر مطلع نہ تھا) کے بہکانے سے خان نے فرمان کے جواب مین عرضداشت نہ بھیجی اور جان نثار خان کو آزردہ کیا اور فقط فرمان کی نافرمانی پر اکتفا نہیں کی بلکہ برہانپور میں اپنے بیٹون کو سکندر خان لوحانی کے ہمراہ چھوڑ کر خود اپنی جمعیت اور بادشاہی ملازموں مثل

راجہ گج سنگھ وغیرہ کو جو اوسکی رفاقت میں مجبوری سے تھی ہمراہ لیکر مانڈو میں آیا اور مالوہ کے اکثر قصبات و محالات کو تاخت و تاراج کیا اور اس مخالفت و بغاوت کا نقارہ بجاکر برہان پور میں مراجعت کی +

شاہجہان جب باباپیارے کے معبر گذرا شیر خان عرف ناہر خان کی عرضی آئی جس میں اطاعت اور فدویت کا اظہار اور سیف خان کے ارادہ فاسد کا اظہار تھا سیف خان اسوقت احمد آباد میں صوبہ دار تھا اور جہانگیر کے عہد میں شاہجہان کے ساتھ بہت گستاخیان کیں تھیں ناہنجر کاموں سے اوسکو ہراس خوف بہت تہا شیر خان کی عرضداشت آنے سے اوسکی تصدیق ہوگئی اس لیے شیر خان کو گجرات کے صاحب صوبہ ہونے کا حکم ہوا اور فرمان گیا کہ شہر احمد آباد پر متصرف ہوکر معتمد خان کے حوالہ کرے اور سیف خان کو نظر بند کر کے ہمارے پاس بھیجدے اوسوقت سیف خان سخت بیمار تھا ملکہ ممتاز محل کی بڑی بہن سیف خان کی بیوی تھی اور ملکہ کو اپنی بہن سے نہایت محبت تھی اور سیف خان کی ناہمواری اور بیماری سے دونو بہنون کی خاطر جمع نہ تھی وہ سیف خان کی شفیع ہوئیں بیگم کی التماس کے موافق۔ خدمت پرست خان کو حکم ہوا کہ وہ شیر خان کو پیغام پہنچادے کہ سیف خان کے نظر بند کرنے میں کوئی ضرر جانی اوسکو نہ پہنچائے۔ بادشاہ نے دریاے نربدا سے عبور کرکے قصبہ سنور میں وزن قمری کا جشن کیا۔ دلیر خان بارہ نے آنکر شہریار کے مکحول و مقید ہونے کی اور داناپال کے بیٹون کے محبوس ہونے کی خبر سنائی سیف خان قریب المرگ ہوگیا تھا۔ شاہجہان نے اوسکی تقصیر معاف کیں تو پھر اوسکی جان مین جان آئی۔ بیماری سے صحبت بدل گئی جب بادشاہ احمد آباد سے محمود آباد مین آیا تو شیر خان مع عیسی خان شرف اندوز ملازمت ہوا شیر خان کو منصب پنج ہزاری و صوبہ داری احمد آباد سے سربلندی ہوئی۔ اور عیسی خان چار ہزاری منصب اور دو ہزار سوار کی پایہ پر پہنچا اور ٹھٹہ کی حکومت سے معزز ہوا یمین الدولہ آصف خان پاس خدمت پرست خان فرمان لایا کہ جو کچھہ کیا وہ مستحسن ہوا اگر امن کے لئے اور دفع آشوب کے واسطے داور بخش اور شہریار اور داناپال کے بیٹون کو جو مادہ فساد ہیں شہر عدم کو روانہ کرے تو ہوا خواہان ملک و سلطنت کے لئے قرین مصلحت ہوگا۔

Marfat.com

سر وارث ملک تا بر تن است — تن ملک را فتنہ بر آہن است

اس فرمان کے پہنچنے کے بعد آصف خان نے حکم کے مطابق ۲۶ جمادی الاولی کو داور بخش اور اوسکے بھائی گشتاسپ و شہریار اور دانیال کے بیٹون طہمورث و ہوشنگ کو صحراے عدم مین آوارہ کیا۔ بایسنغر خان پسر دانیال بچ کر چلا گیا + اور شاہجہان کے نام کا خطبہ منبرون پر پڑھوایا جب شاہجہان سرحد رانا مین آیا تو رانا کرن جو ایام شاہزادگی مین جانفشانی کی شرطون کو بجا لایا تھا۔ زمین بوس اور مورد الطاف ہوا۔ اجمیر مین شاہجہان پیادہ پا حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر آیا۔ اور بہت روپیہ مستحقون کو خیرات مین دیا اور حکم دیا کہ ایک مسجد سنگین یہان بنائی جائے اور اوسکے جلد بننے کی تاکید کی مہابت خان کی درخواست کے موافق اجمیر کی صوبہ داری اوسکو مرحمت ہوئی جا بجا زراعت کی حفاظت کے لئے اور رعایا او زیر دستون کی حفظ مال اور ناموس کے واسطے اور زبردستون کی تنبیہ کے لئے خداترس اور حق شناس آدمی مقرر کئے اواخر جمادی الاخری سنہ مذکور مین دار الخلافہ آگرہ مین شاہجہان آیا اور ایک عالم اوسکے دیکھنے سے خرم و شاد ہوا دوشنبہ بست و ہفتم جمادی الاخری کو سریر سلطنت پر جلوس فرمایا اور خطبہ اور سکہ کو اپنے نام سے زیب و زینت بخشی

جہانگیر کی سلطنت مین سفارت انگلستان

سر طامس رو ممبر پارلیمنٹ جو انگلستان سے ہندوستان مین سفیر شاہ انگلستان آیا وہ ۱۵۶۶ع مین پیدا ہوا تھا۔ اوکسفورڈ یونیورسٹی مین اوسنے تعلیم پائی تھی۔ وکالت کی لیاقت پیدا کی تھی۔ وہ انگلستان کے اون مدبران ملکی مین سے تھا جو انگلستان کی آب و ہوا اور اس زمانہ کی معاشرت نے پیدا کئے تھے۔ وہ فاضل و زیرک اور ناموس دوست مہذب دلیر تھا۔

جب جیمس اول بادشاہ انگلستان نے اسکو نائٹ کا خطاب دیا۔ وہ ولیسٹ انڈیس کی سفر مین ہنری پرنس ویلز کی ہمراہی کے لئے انتخاب کیا گیا۔ وہ ۱۶۰۹ع مین امیزون کے کنارہ پر آیا ۱۶۱۴ع مین وہ کامن ہوس مین مباحثہ کے لئے کھڑا ہوا۔ وہ سال آیندہ مین جہانگیر کے دربار

کے لئے سفیر مقرر ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد کی توسیع کرائے اسوقت یہ کمپنی حالت طفلی میں تھی۔ بعد اسکے وہ انگریزی سفیر ٹرکی کا مقرر ہوا اور کئی برس تک قسطنطنیہ میں رہا پھر وینا کا سفیر ہوا ۱۶۴۴ء میں چہتر برس کی عمر میں مر گیا۔ اوسنے جو اپنا اور جہانگیر کا حال لکھا ہے اوسکو ہم نقل کرتے ہین وہ لکھتا ہے کہ جب سورت میں ۱۶۱۵ء میں آیا تو سمندر میں انگریزی جہاز جھنڈیون و بیرقون سے آراستہ ہوئے۔ انکی توپین میری سلامی مین چھوٹ گئیں کپتان اور سوداگرون اور اسی مسلح آدمیون سے میرا بوڈی گارڈ مرتب ہوا بادشاہی افسرون نے میرا استقبال کیا۔ ایک کھلے ہوئے خیمہ مین مجھے اوتارا۔ مگر پھر یہ بد اخلاقی کی کہ میرے نوکرون کی تلاشی لینے لگے میرے بکسون کو توڑا ہر چند میں نے کہا کہ ان بکسون میں جہانگیر کے واسطے تحائف لایا ہون مگر اونہون نے اوسکے کہنے کو ذرا نہ سُنا شہر سورت میں ایک مکان رہنے کے لئے مجھے دیا۔ ایک مہینہ تک یہان اس انتظار میں مجھے رہنا پڑا کہ گاڑیان اور چوکی پہرہ کے آدمی ہمراہی کے لئے ملیں کہ میں برہان پور تک ان تحائف کو لے جاؤن ٹامس رو کا سفرنامہ ۲۶ ستمبر سے ۲ اکتوبر ۱۶۱۵ء آگے اسی سفرنامہ کے سنہ تاریخ کا حوالہ دیا گیا ہے +

جہانگیر آگرہ میں نہ تھا۔ وہ اجمیر کے جنوب مین گیا ہوا تھا۔ اوسنے اجمیر کو اپنا صدر مقام بنایا تھا۔ سورت سے مشرق کو برہانپور تک اور برہانپور سے شمال کو اجمیر تک سڑک جاتی تھی میں پندرہ روز میں سورت سے برہانپور گیا۔ ملک ویران پڑا تھا۔ قصبات و دیہات مین مٹی کے کچے جھونپڑے تھے۔ ایسا کوئی مکان اُترنے کے قابل نہ تھا۔ پہاڑی چورون کے ہاتھ سے ایک منزل مین تیس سوارون اور بیس بندوقچیون نے مجھے بچایا۔ برہانپور مین کوتوال سولہ سوار جھنڈیان لئے میرے استقبال کو آیا۔ اور مجھ کو ایک مکان میں لے گیا جو باہر سے سنگین شاندار بنا ہوا تھا۔ مگر اوسکے اندر کمرے تنور کی مانند تھے اسلئے میں اپنے خیمے میں رہا اول نومبر ۱۶۱۵ء تک مغلونکی فوج جو دکن میں رہتی تھی اوس کا صدر مقام برہانپور تھا یہان میں نے پرویز سے ملاقات کی۔ پرویز باپ کی طرح یہان بادشاہی کرتا تھا اوسکی حویلی کے آگے

سوارون کا دستہ کھڑا رہتا تھا جب وہ باہر نکلتا تو وہ سلامی اوتارتا + مین اسکے دربار مین داخل ہوا وہ تخت گاہ پر بیٹھا ہوا تھا - اور اوسکے سر پر شامیانہ تنا ہوا تھا تخت گاہ سے نیچے چبوترہ تھا جسپر سرخ کٹہرہ لگا ہوا تھا جسمین امرا کھڑے رہتے تھے - مین نے پرویز کے آگے زمین بوس ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ مین ایک بادشاہ کا سفیر ہون نوکر نہیں ہون - مین چبوترہ کی تین سیڑہیون پر چڑہا - امرا پرویز کے گرد غلامون کی طرح دست بستہ کھڑے تھے - مین نے پرویز کے آگے سر جھکایا پرویز نے بھی جواب مین سر جھکایا -

مین نے بیان کیا کہ مین شاہ انگلینڈ کا سفیر ہون - پرویز نے کچھ سوال مجھ سے پوچھے مین آگے سیڑھیون پر چڑہ کر جواب دینا چاہتا تھا کہ شہزادہ کے ایک آدمی نے مجھے روک دیا اور مجھ سے کہا کہ آگے شاہ نہ سلطان ترک قدم رکھ سکتا ہے - یہ مغلون کو گھمنڈ و غرور تھا مگر پرویز نیک مزاج تھا - اوسنے میری درخواست منظور کی کہ یہان پور مین انگریز اپنی تجارت کی کوٹھی قایم کر سکتے ہین گاڑیون اور پہرہ چوکی کے سامان تیار کرنے کا حکم دیدیا کہ وہ مجھ کو آگرہ تک پہنچا دیوین - اوسنے میری نذر کو مہربانی سے قبول کیا - اس مین ایک کیس شراب کی بوتلون کا تھا اوسے دیکھ کر وہ پسیجا اور مجھ سے کہا کہ مین تم سے خلوت مین ملکر باتین کرونگا وہ اس کام کے لئے تخت گاہ سے اوٹھ گیا - مگر پھر مجھ کو اوسنے بلایا نہیں مین بے فائدہ انتظار کرتا رہا - اور آخر کو اوسنے بن ملے مجھے رخصت کر دیا - پرویز نے شراب اسقدر پی تھی کہ وہ کسی سے ملنا نہین چاہتا تھا - ۴ ا نومبر سے ۷ تک ۱۶۱۵

ایک مہینہ کے عرصہ مین برہانپور سے اجمیر گیا - راہ مین مانڈو مین گذر ہوا جو مالوہ کا قلعہ عظیم تھا - یہان سے چتوڑ گیا جو راجپوتانہ کا قدیمی دار السلطنت تھا - اور اب ایک ویران قلعہ تھا - سارے رستے مجھے بخار آتا رہا - مین ۲۳ - دسمبر ۱۶۱۵ کو اجمیر مین داخل ہوا - ۱۰ - جنوری ۱۶۱۶ کو میری اول ملاقات جہانگیر سے ہوئی - ۲۳ - نومبر ۱۶۱۵ سے ۱۰ - جنوری ۱۶۱۶ تک

سر رو کا دربار مین جانا ہندوستان کی تاریخ مین ایک واقعہ عظیم ہے وہ اس قوم کا سفیر اول تھا جس نے ہندوستان مین بعد ازان شان و شکوہ سے سلطنت کی - اور سلطنت کر رہی ہے اوس نے دیکھا

دربار کے محل کی پشت پر ایک تخت گاہ ہے اور تخت پر جہانگیر بیٹھا ہے۔ اوسنے سجدہ زمین بوس سے انکار کیا۔ بادشاہی آدمیون نے بھی اوس پر کچھہ اصرار نہیں کیا۔ وہ اول کٹہرہ تک گیا جو تمام آدمیون کو امرا سے جدا کرتا تھا۔ وہان اول کورنش ادا کی پہر وہ سرخ کٹہرہ تک جا کر امرا مین داخل ہوا اور دوسری دفعہ کورنش کی۔ وہ چبوترہ پر تین سیڑہیان چڑہا اور تیسری دفعہ کورنش بجا لایا۔ اب وہ امرا اور شہزادون کے درمیان کھڑا ہوا۔ اس نے اس دربار کو بھی تھیٹر سے تشبیہ دی ہے کہ بادشاہ گیلیری کے اوپر بیٹھا ہے اور بڑے آدمی اسٹیج کے اوپر ایکٹر ہیں اور گنوار اسکا تماشا دیکھ رہے ہیں +

جہانگیر نے اس انگریزی سفیر پر بہت التفات کیا۔ اور اوسنے شاہ انگلستان کو کہا کہ وہ میرا بھائی شاہی برادر ہے اوسنے شاہ جیمس کے خط کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا۔ فارسی ترجمہ اوسکے ساتھ تھا وہ لکھتا ہے کہ مین نے جو تحائف پیش کئے وہ بادشاہ نے بڑی خوش اخلاقی سے قبول کئے۔ یہ تحفے باجے۔ چاقو۔ کارچوبی سگراف و تلوار اور انگریزی کوچ یعنی گاڑی تھی۔ میرے ہمراہیون مین سے ایک باجا بجانے والے سے بادشاہ نے باجا بجوایا۔ انگریزی کوچ دربار سے باہر رہی۔ بادشاہ نے اوسکے دیکھنے کے واسطے اپنے آدمیون کو بھیجا۔ اوسکو میری صحت کا فکر تھا۔ اوسنے مجھ سے کہا کہ مین آپ کے علاج کے واسطے اپنے کسی طبیب کو بھیجدون۔ اوسنے مجھہ کو صلاح دی کہ جب تک قوت نہ آئے گھر مین رہو جن باتون کو بادشاہ جاننا چاہتا تھا وہ اوس نے بے تکلف مجھہ سے پوچھین پھر مجھہ کو رخصت کیا مین اپنی اس ملاقات سے بہت منبسط ہوا۔ مجھ سے لوگون نے کہا کہ کبھی کسی سفیر کی ایسی تواضع نہیں ہوئی جیسی تمھاری ہوئی ہے۔ ۱۰ جنوری [۱۶۱۶ء]

جب دربار ہو چکا تو جہانگیر پھر شاہ عظیم الشان نہ رہا بلکہ ایک محقق مغل بن گیا۔ وہ باہر آیا۔ اوس نے انگریزی کوچ کا ملاحظہ کیا۔ اوس کے اندر خود بیٹھا اور اوسکے نوکرون نے کوچ کو چلایا۔ اوسنے سر طامس رو کے انگریزی نوکر کو حکم دیا کہ وہ انگریزی وضع سے اپنے تئیں لباس اور تلوار سے آراستہ کرے۔ اوسنے تن کر اپنی تلوار سونتی اور پھرائی۔ بادشاہ نے ترنگیری یا دریون سے شکایت کی کہ یہ تحائف نہایت خفیف ہیں وہ چاہتا تھا کہ شاہ انگلستان نے

اوسکو جواہر بھیجے ہوتے ۔ ۲۵ جنوری ۱۶۱۸ء کا خط بنام الیسٹ انڈیا کمپنی

بہت مہینون تک میں اس خیال میں پڑا رہا کہ عہد نامہ کی تیاریان ہو رہی ہیں خرم نے میری خوب مدارات اور آؤ بھگت کی اور اوسنے وعدہ کیا کہ میں تمہارے زخمون کا علاج کرونگا۔ جہانگیر نے بھی میری خاطر داری کی اور فرمانون کو جاری کردیا کہ خشکی میں تمام راہ داری کے محصول معاف کردیے جائین۔ مگر یہ فرمان خالی احکام ہی تھے۔ اگر کوئی اونسے عدول کرتا تو سزا نہ پاتا۔ میں چاہتا تھا کہ ایک عہد نامہ ایسا حاصل کرون جسپر بادشاہ کے دستخط ہون۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اگر ایسا عہد نامہ ہوگا تو امرا اور اہلکاران شاہی کو خاص شرائط کا پابند کریگا اور اوس کے عوض میں انگریز سوا چند تحائف کے کچھ اور نہ دینگے اور اپنی موعود تجارت کو بڑھائینگے نہ کوئی وزیر نہ کوئی حاکم اس عہد نامہ کو اس سبب سے چاہتا تھا کہ وہ اونکی حکومت کا مانع ہوتا تھا۔ سفر نامہ رو۔

اِن عہد و پیمان میں سفیر انگلستان کو ایک اور وقت پیش آئی جس سے وہ دق ہوا کہ دربار میں جو کام ہوتا اوسکو اور بادشاہ کے ہر کام کو واقعہ نویس لکھتے اور اوس کو دفتر شاہی بناتے جس شخص کا دل چاہتا ایک روپیہ خرچ کر کے نہایت مخفی اور نازک و خانگی معاملات پر آگاہ ہوسکتا تھا جب بادشاہ مرجاتا تو انھیں دفترون سے اوس کے سلطنت کی تاریخ مقید بہ زمانہ بن جاتی +

نوروز کا جشن مارچ کے مہینے میں ہوا۔ یہ جشن اسلامی نہیں ہے بلکہ اسلام سے بہت مدتون پہلے وہ ایران میں ہوتا تھا۔ دربار میں جہانگیر بہت شان و شوکت سے آیا۔ اسکا تخت سیب کا بنا ہوا تھا۔ وہ مسند تکیہ پر آن کر بیٹھا جنمیں موتی اور بیش قیمت جواہر ٹکے ہوئے تھے اوسکے سر پر ایک شامیانہ زربفت کا لگا ہوا تھا اوسمیں موتیونکی جھالر لٹکتی تھی اور اس میں سونے کے سیب و ناشپاتی اور انار آویزان تھے۔ دربار کے دیوان خاص کے آگے ایک صحن تھا جسکا طول ۵۶ قدم اور عرض ۴۴ قدم تھا۔ اسمین ایرانی قالین بچھے ہوئے تھے۔ اور اس کے اوپر شامیانہ ریشمی مخمل اور کمخواب کا لگا ہوا تھا اور وہ بانس کی چوبون پر استادہ تھا اور چوبون میں

سونے چاندی کے خول چڑھے ہوئے تھے اور اس مربع کے درمیان چھوٹے چھوٹے مکان بھی تھے ان میں سے ایک چاندی کا مکان تھا اور بہت سی عجیب عجیب چیزیں تھیں اِس شامیانہ کے گرد امرا کے شامیانے کھڑے تھے اور اُن میں بادشاہ کی پیش کش کے لئے نادر چیزیں رکھی ہوئی تھین - ۱۱ - مارچ سنہ ۱۶۱۶ع -

میں نے دوسرے روز شامیانہ میں دولت کی نمائش دیکھی - اسباب کا بڑا انبار تھا مگر اس میں عظمت و جلال نہ تھا ساری چیزیں بے قرینے لگی ہوئی تھیں وہ یہ معلوم ہوتا تھا ایک کپ بورڈ پر پلیٹ اور کارچوبی سلیپرون کی نمایش ہے - ایک کونے میں وہ تصویریں لگی ہوئی تھیں کہ میں انگلستان سے لایا تھا - یہ تصویرین جیمس اول - کوئین این - لیڈی ایلزبتھ - طامس سمتھ اول گورنر السیٹ انڈیا کمپنی کی تھیں - ۱۲ - مارچ سنہ ۱۶۱۶ +

پھر روکا جانا +

مغل کے دربار سے میرا دل بھر گیا - نئی نئی چیزون کے دیکھنے سے تھک گیا - اہلکارون نے چلتی گاڑی میں روڑا اٹکایا - سرخ کٹھرے میں جانے سے میں روکا گیا جسکی شکایت میں نے جہانگیر سے کی جسکے بعد مجھ کو کسی نے منع نہیں کیا شاید میں رد کے جانے سے مستثنی کیا گیا - رانا اودی پور کا بیٹا اوس دربار میں آیا تھا - بادشاہ کے روبرو تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا جہانگیر نے اوسکو اپنی تخت گاہ میں بلایا - اور اوسکے سر کو بغل میں لیا - ان سوبات سے میں ناخوش ہوتا تھا - ہاتھیونکی موجودات ہوئی - ناچنا گانا ہوا - ۱۲ مارچ سے ۲۳ مارچ سنہ ۱۵۲۱ +

عہدنامہ کی مخالفت +

اب میں نے جہانگیر سے عہدنامہ کی درخواست کی - اس درخواست سے مجھے بڑا ارکین سلطنت نے یہ ارادہ کر لیا کہ انگریزی سفیر سے عہدنامہ نہ ہونے دین - اونکو اندیشہ تھا کہ شاید جہانگیر عہدنامہ لکھنے پر راضی ہو جائے - ایک دن یہ تماشا ہوا کہ میں جتنی بادشاہ کے سامنے پیش کر رہا تھا آصف خان و شاہزادہ خرم ترجمان کو خاموش کرنا چاہتے تھے مگر میں نے ترجمان کو قابو میں رکھا اور آصف خان کو آنکھیں چھپانے اور فضول اشارون کے کرنے میں بے سود تکلیف اٹھانی پڑی - اتنے میں بادشاہ غصہ میں بھر آیا اور اصرار سے پوچھا کہ کس نے انگریزون کو تکلیف پہنچائی ہے جب میں نے آصف خان و خرم کا نام لیا تو بادشاہ نے بیٹے کا نام

Marfat.com

اُسنکر خیال کیا کہ مین گویا بادشاہ کے بیٹے پر الزام لگاتا ہون۔ اپ نے یہ کہا کہ بسر من بسر من آصف خان لرزنے لگا اور سب حیران رہ گئے۔ بادشاہ نے شاہزادہ کو خوب ملامت کی جسنے بہت معذرت کی معاملہ ختم ہوا تو بادشاہ خود کھڑا ہوگیا اور مجھے اپنی برابر کھڑا کیا +

دوسری طرح اس واقعہ کو یون بیان کرتے ہین کہ جہانگیر نے کہا جو فرمان مین نے جاری کروئے ہین وہ کافی ہین۔ مین نے عہدنامہ کے لئے جہانگیر سے اصرار کیا تو اوسنے کہا کہ انگریز کیا مجھے جواہر نذر کرینگے مین نے کہا کہ جواہر ہندوستان سے جہان جہانگیر بادشاہ ہے آتے ہین انگلستان ہی سے جواہر لیئے اوسکے پاس کیسے لاسکتے ہین + جہانگیر چپ ہو رہا مگر اوسکو میری بات کا یقین نہیں ہوا۔ ایک امیر نے پرتگیزون کا ذکر چھیڑ کر کہا کہ انگریز سوار تلوار و اور چاقوؤن اور کپڑے کے نذر کے لئے کچھہ نہیں لاتے ہیں اور پرتگیز لعل مرد الماس لاتے ہین۔ ۲۶ مارچ انگریزی سفیر نے جہانگیر کو اور آصف خان و خرم کو زچ کیا۔ خرم کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ باپ اسکا کہین مخالف نہ ہوجائے۔ آخر کو مجھہ سے یہ کہا گیا کہ وہ عہدنامہ کا مسودہ تیار کرے۔ یہ میری دلی تمنا تھی۔ مین نے عہدہ نامہ کا مسودہ جسقدر جلد ممکن تھا تیار کیا۔ اس عہدنامہ کی تحریر مین مین نے سفیرانہ ذہانت کو خرچ کیا۔ یہ لکھا کہ گریٹ برٹن کے بادشاہ اور ہندوستان کے بادشاہ مین ہمیشہ مصالحت رہیگی انگریزون کو اختیار ہے کہ جہان چاہین تجارت کرین جو بادشاہ کے لئے وہ تحائف لائین وہ راہ مین بغیر کھولے اور دیکھے بادشاہ پاس لے جائین بادشاہ کے استعمال کے بہانہ سے انگریزون کا اسباب رکا نہ جائے سواہ داری کا محصول سب جگہ معاف ہو۔ فقط بندرگاہ مین جب انکا اسباب جہاز سے اُترے ا ٹھہر ساڑھے تین روپیہ سیکڑہ محصول لیا جائے۔ اور جو انگریز مرجائے اوسکا اسباب بادشاہ نہ لے۔ اوسکے عوض مین بادشاہ جس چیز کو چاہے گا اوسکو معقول قیمت پر انگریز سرانجام کردینگے۔ وہ اوسکے سارے دشمنون کے دفع کرنے مین ممد و معاون ہونگے مین جانتا تھا کہ اس عہدنامہ مین کوئی بات مستثنے نہیں کی جائیگی اور اوسپر مہر شاہی فوراً لگ جائیگی۔ میں اس عہدنامہ مین یہ نہ سمجھا کہ اسکی شرائط ایسی ہین جو سارے ہندوستان مین ہر حاکم اور افسر کے حق مین مضر ہیں۔ تحفون کی خاطر جہانگیر اس پر

مہر کردیتا۔ مگر خرم اور آصف خان نے ریزہ باری اور اوسکو دستخط نہ کرنے دیئے ۶ مارچ سے ۱۳ مارچ تک

اسوقت میں ارکین سلطنت میں باہم نااتفاقی ہو رہی تھی نہ آئین اصول

قائم تھے نہ آئین مخفی خیالات میرے خرم اس بات میں کوشش کر رہا تھا کہ میں اپنے بھائی پرویز

سے بہتر ہو جاؤں۔ جہانگیر کو سمجھایا گیا کہ وہ پرویز کو دکن میں سپہ سالاری سے بلالے اور اوسکی

جگہ خرم کو بھیجدے۔ جون ۱۶۱۶ء میں برہمنوں سے نیک ساعت روانہ ہونے کے لئے پوچھی گئی

نوامبر تک اسباب سفر پہلے جمع ہوتا رہا۔ جون سے نوامبر تک و۔

اس درمیان میں میں نے کچھہ کام نہیں کیا۔ اکثر میں دربار اور غسل خانہ میں گیا جہانگیر ہروقت

خوش گپی کرنے کو تیار تہا۔ اسکو ان تصویروں کے دیکھنے کا شوق تھا جو میں لایا تہا اوس نے

اپنے مصوروں سے اونکی نقل اتروائی تھی اور اپنے کاریگروں کی بڑی شیخی بگھارتا تھا۔

وہ یہ چاہتا تہا کہ انگلستان کا گھوڑا یہاں آئے وہ کہتا تہا کہ اگر جہاز میں چھہ گھوڑے سوار کرکے

جائیں تو اونمیں سے ایک گھوڑا زندہ یہاں پہنچے گا اگر سمندر میں وہ دبلا ہو جائیگا تو خشکی پر

اوترکر پھر موٹا ہو سکتا ہے۔ اسنے مجھہ سے پوچھا۔ دن بھر میں کیتنی دفعہ اور کتنی شرابیں پیتے ہو

— اور ہندوستان میں کیسی شراب نوشی کرتے ہو کسطرح پیتے ہو اور انگلستان میں کیسی شراب وہاں

کیونکر بنائی جاتی ہے تو اوسکو بنا سکتا ہے سفرنامہ رو — مغل دربار کے اخبار ایسے

ہی ہوتے ہیں جیسے کہ اور مشرقی ملکوں میں ہوتے ہیں۔ نورمحل کی ایک عورت کی بابت

دو خواجہ سراؤں میں جھگڑا ہوا۔ ایک خواجہ سرانے دوسرے خواجہ سرا کو مار ڈالا اور مقتول

کے قصاص میں قاتل خواجہ سرا ہاتھی کے پانوں تلے روندا گیا۔ عورت زندہ بغلوں تک زمین

میں گاڑی گئی اور تین روز تک دہوپ میں سکھائی گئی۔ وہ چوبیس گھنٹے میں مرگئی۔ اوس کے

پاس ایک کروڑ ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا نقد جواہر نکلا سفرنامہ رو۔ جہانگیر کے سامنے سو چور پکڑے

آئے۔ تیرہ چوروں کے گلے کاٹے گئے۔ وہ ایک ہی جگہ پڑے رہے اور اونکا خون بہا گیا

باقی کے گروہ بنائے گئے وہ ذبح کئے گئے اور اجمیر کی مختلف گلی بازاروں میں پھینکے گئے

سفرنامہ رو۔ ایک واقعہ ایسا پیش آیا جسنے مجھہ کو انتظام اضلاع میں غور کرنے کا موقع ملا۔

بہار کا صوبہ دار جمال الدین حسین اجمیر مین درگاہ شاہی مین ملازمت کے لیے آیا - اوسنے مجھہ سے اخلاص پیدا کیا غالبًا اوسکو یہ شوق تہا کہ جس شخص کی رسائی بادشاہ تک ہو اوسکو اپنے اوپر مہربان کرے - میرے سامنے اوسنے نیک نیتی سے حضرت عیسیٰ کی اور اوسکی شریعت کی تعریف کی - اوسکی گفتگو بہی مسرت ناک اور پر نتائج ہوتی تھی - اوس نے رعایا کی غلامی اور ملک کے بے قانون ہونے اور مغلون کی سلطنت کی افزونی کے باب مین باتین کین - اوسنے سلطنت کے محصول کی آمدنی کا ذکر کیا کہ وہ کسطرح حاصل کی جاتی ہے - نذرون و بھیٹون کے لینے سے اور ضبط کرنے سے اور قرق کرنے سے آمدنی بڑہائی جاتی ہے وہ خود گیارہ لاکہہ روپیہ سالانہ بادشاہ کو دیتا تھا - باقی آمدنی کو اپنے پاس رکھتا تھا - وہ جو چاہتا تھا سو لیتا تھا - اوسکا منصب پنج ہزاری سوار تہا - دو سو روپیہ سالانہ ہر گھوڑے کا خرچ اوس کو ملتا تہا - وہ صرف پندرہ سو گھوڑے رکھتا تھا - باقی مردون کی تنخواہ تھی ہزار روپیہ روزانہ اسکو بادشاہ وظیفہ بھی دیتا تھا - اوسنے کہا کہ بیس ایسے ہی اور امیر وظیفہ پاتے ہین اور اور بعض کو مجھہ سے دگنا وظیفہ ملتا ہے - سفر نامہ رو -

۲ - ستمبر جہانگیر کی سالگرہ کا دن تہا - بادشاہ چھہ دفعہ سونے کی ترازو مین تلا - ایک پلڑے مین وہ آلتی پالتی مار کے درزی کی طرح بیٹھا تھا - اور سونے سے چاندی سے ریشم سے کپڑے سے اناج سے گھی سے تولا گیا - یہ سب چیزین غریبون مین تقسیم کی گیئن - دوپہر کو بادشاہ کے روبرو ہاتھیون کی بڑی نمایش ہوئی - بڑے ہاتھیون کو لاٹ ہاتھی کہتے تھے ہر لاٹ ہاتھی کے ساتھہ چار ہتنیان اور زنجیرین - گھنٹے اور ساز سونے چاندی کے ہوتے تھے اوسکے ساتھہ عصا بردار ہوتے تھے اور اوس کے ساتھہ آٹھہ دس ہاتھی اور ہوتے تھے جنکے اوپر زرین و ریشمین جھولین پڑی ہوئی ہوتین - ان ہاتھیون کی بارہ قطارین بادشاہ کے روبرو سے گذرین اور اونہون نے سلام کیا - مین نے ایسا تماشا کبھی نہیں دیکھا - ۲ ستمبر رو -

سال گرہ کے دن شام کو بادشاہ نے اپنے امرا کے ساتھہ شراب پی - قانون کے موافق

غسل خانہ میں شراب نوشی +

کوئی شخص جسکے مُنہ سے شراب کی بو آتی ہو غسل خانہ میں داخل ہونے کا مجاز نہ تھا۔ اگر کوئی اس قانون کا پابند نہ ہوتا اور بادشاہ کو اوسکی خبر ہوتی تو وہ اوسکو اپنے سامنے کوڑے پٹوا تا جشنون میں وہ اپنے امرا کو شراب پینے کا حکم دیتا اور ہر ایک آدمی حکم کی تعمیل کرتا رات کے دس بجے جہانگیر نے سررو کو آدمی بھیجکر بلایا۔ وہ اس وقت اپنے بچھونے میں پڑا سوتا تھا۔ فوراً وہ بادشاہ پاس پہنچا۔ جہانگیر ایک چھوٹے سے تخت پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ تخت جواہر سے مرصع تھا امرا بھی تکلف کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ سونے کے ظروف پاس رکھے ہوئے تھے شراب کی صراحی و خم لگے ہوئے تھے سب نے شراب پی مگر آصف خان و خرم اور مین نے۔ جہانگیر نے جو پیچھے کھڑے ہوئے آدمی تھے اونپر روپیون کی کشتیان بکھیریں۔ اوسنے اپنے گرد چاندی سونے کے بادام امیرون کے چننے کے لئے نچھاور کیئے۔ آخر کو جہانگیر ایسا نشہ مین مست ہوا کہ سوگیا۔ روشنی گل کی گئی۔ امرا غسل خانہ سے اپنے اپنے گھر گئے سفرنامہ رو +

اصل معشوقہ کی تصویر +

اسپر یہ ایک اور اضافہ کیا جاتا ہے + جہانگیر پاس سفیر آیا اپنی معشوقہ کی تصویر بھی ساتھ لے گیا جو مر گئی تھی۔ جہانگیر اور اوسکے امرا شراب پی رہے تھے کہ وہ پہنچا۔ جب سفیر نے تصویر دکھائی تو جہانگیر نے کہا کہ یہ مجھے دیدو۔ اول سفیر نے دینے مین عذر کیا پھر وہ تصویر اوسکو دیدی۔ اور ایک عجیب تماشا ہوا کہ بادشاہ اور سفیر اپنی فیاضی دکھاتے تھے۔ بادشاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ ایسی حسین عورت کبھی زندہ بھی تھی سفیر نے کہا کہ یہہ تصویر اوس کے حسن کی پوری داد نہیں دیتی وہ تصویر سے کہیں زیادہ حسین تھی۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ تصویر تم نے مفت مجھے دیدی مین اوسکو اپنی حرم سرا مین عورتون میں لے جاؤنگا اور اوسکی نقلیں اترواؤنگا۔ ان نقلوں کو تمھارے روبرو لاؤنگا تم اپنی اصل تصویر پہچان کر لے لینا سفیر نے کہا کہ مین نے تصویر مفت دی ہے میں اوسکو واپس نہ لونگا۔ جہانگیر نے کہا کہ وہ تصویر آپ کی معشوقہ کی تھی جیسے آپ اسے محبت کرتے تھے اوسکی یادگار سے (تصویر) سے بھی محبت رکھیئے۔ یہ مشرقی مغربی فیاضی کا افسانہ بڑا دلاویز ہے +

Marfat.com

یہ ایک واقعہ بھی مغلون کے زمانہ کی تصویر کھینچتا ہے کہ گجرات کا صوبہ دار معزول ہوکر معرض عتاب میں آیا تھا اوسنے احکام کی اطاعت نہیں کی تھی - وہ جھروکے کے نیچے اپنی معافی قصور کے لئے آیا - وہ ننگے پاؤن تھا - اوس کے ٹخنون مین بیڑی پڑی ہوئی تھی - اوس کی سر کی دستار آنکھون پر پڑی ہوئی تھی کہ وہ جہانگیر سے پہلے کسی کو نہ دیکھے - وہ آداب بجالایا چند سوالات اوس سے کئے گئے اور اوسکی تقصیر معاف ہوئی - اوسکی بیڑی اوتاری گئی اوس کو خلعت رسم کے موافق دیا گیا - نئی دستار و کمر بند عنایت ہوا - ۹ سے ۱۰ اکتوبر تک -

ایک صوبہ دار گجرات کا معزول ہونا +

درگاہ شاہی میں ہمیشہ محلات شاہی کی فضیحت سنا کرتا تھا - پرویز دکن سے بلا کر بنگالہ بھیجا گیا جہانگیر کو دکن سے خانخانان کے بلانے مین تامل تھا - وہ بڑا ذی اقتدار تھا - اوسکے بلانے میں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں وہ بغاوت نہ کرے - جہانگیر نے اوسکو معافی کا خلعت بھیجنے کا ارادہ کیا - اور خانخانان کے کسی رشتہ دار سے جو اوسکے حرم سرا مین رہتی تھی اپنا ارادہ ظاہر کیا - اوسنے جواب دیا کہ خانخانان اس خلعت کو کبھی نہ پہنے گا - وہ اوس کو جانے گا کہ یہ زہر آلود ہے - اوسنے کہا کہ حضور نے دو دفعہ اوسکو زہر دیا - اوسنے کھانے کے بجائے اپنی چھاتی مین رکھ لیا - ہر دفعہ اوسکو تحقیق ہوا کہ وہ زہر تھا - جہانگیر نے اوس سے انکار نہیں کیا - اس خلعت کو خود گھنٹہ بھر پہنا تاکہ ثابت ہو کہ وہ زہر آلود نہیں ہے عورت نے کہا کہ اب ہم دونو کا خانخانان اعتبار نہیں کریگا تو جہانگیر نے خود دکن جانے کا ارادہ کیا اور مانڈو تک گیا - ۱۰ اکتوبر سفر نامۂ رو -

درگاہ میں محلات شاہی کی فضیحت +

ایک اور سازش کا بھانڈا پھوٹا - خسرو ایک راجپوت راجہ انی رائے کی حراست میں مقید تھا - نورمحل اور آصف خان نے اوسکے مارنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس کے سبب اُنکو شاہجہان کی تخت نشینی کے لئے تردد اور اندیشہ رہتا تھا - ایک رات کو جب جہانگیر شراب سے مست تھا تو اونہوں نے جہانگیر سے التماس کیا کہ خسرو کی حراست کیے واسطے انی رائے سے آصف خان بدرجہا بہتر ہے - اسی رات کو آصف خان نے انی رائے کو بادشاہ کے نام سے بلا کر کہا کہ خسرو کو میرے حوالہ کر دو - انی رائے نے انکار کیا - وہ خسرو سے بڑی محبت رکھتا تھا -

خسرو کے برخلاف سازش +

وہ جہانگیر کے سوا کسی اور کو خسرو کو حوالہ کرنا پسند نہیں کرتا تہا +

دوسرے روز انی رائے نے جہانگیر سے جو کچھہ ہوا تہا بیان کیا اور یہ اور اضافہ کیا کہ مین مرجاؤنگا مگر خسرو کو دشمنون کے حوالہ نہیں کرونگا جہانگیر نے اوسکی وفاداری کی تعریف کو آسمان پر چڑہا دیا۔ اوسنے انی رائے سے کہا کہ تم نے خوب کیا آیندہ تم کو یہی کرنا چاہئے جواب کیا ہے۔ سات روز بعد نورمحل نے اِس باب مین جہانگیر سے کہا اوسنے انی رائے کو حکم دیدیا کہ وہ خسرو کو آصف خان کے سپرد کردے۔ غالبًا انی رائے کو خسرو کی طرفداری سے یہ خوف ہوا کہ بادشاہ کہین اسے مشتبہ نہ ہوجائے سجہا اسنے حوالہ کیا۔

خسرو آصف خان کے حوالہ +

درگاہ شاہی مین ہر شخص کو یہ یقین تہا کہ اب خسرو اسلئے مارا جائیگا کہ خرم بے کہٹکے جانشین ہو۔ خسرو کی بہن نے اور حرم سرا کی بیگمون کے ساتھہ رونا پیٹنا اور دہائی دینا شروع کیا۔ سبنے کہانا پینا چھوڑا اور دہمکایا کہ اگر خسرو مارا جائیگا تو ہم سب جائینگے جہانگیر نے ہر چند کہا کہ مین خسرو کو کوئی آزار پہنچانا نہیں چاہتا مگر کسی کو یقین نہیں تہا۔ اوسنے نورمحل کو بہیجا کہ اونکو جاکر سمجہائے تو بیگمون نے اوسکو دہمکایا اور کہا کہ ہم تیری صورت دیکہنی نہیں چاہتے۔ سفرنامہ رو +

حرم سرا مین رونا پیٹنا شروع ہو گیا +

ایسٹ انڈیا کمپنی اپنی تجارت کو اس ملک مین دور تک پہیلانا چاہتی تہی اسلئے یہانکے واقعات کو مین لکہتا تہا کہ وہ یہان کے حالات سے آگاہ ہوجاوے۔ ایک وقت آنیوالا ہے کہ جسمین ساری ہندوستان مین کہل بلی پڑیگی اگر خسرو کامیاب ہوا تو انگریزون کو فائدہ ہوگا اور سلطنت عیسائیون کے واسطے امن ہوگا وہ عیسائیون سے محبت رکہتا ہے اون کی عزت کرتا ہے۔ اگر خرم فتحیاب ہوا تو انگریزونکا نقصان ہوگا۔ وہ عیسائیون سے نفرت رکہتا ہے وہ بڑا متکبر۔ جہوٹا۔ ظالم۔ ریاکار ہے۔ رو اپنے اس فیصلہ مین کہانتک صحیح تہا وہ آیندہ دیکہا جائیگا سفرنامہ رو +

سر ٹامس رو کا انگریزون کو خط لکہنا +

اجمیر مین ایک ایرانی سفیر محمد رضا بیگ آیا۔ بعض نے یہ گمان کیا کہ اس کے آنے کی غرض یہ ہے کہ وہ جہانگیر اور سلطان دکن کے درمیان صلح کرادے لمورونے یہ خیال کیا کہ وہ

شاہ ایران کے سفیر کا دربار مین آنا +

اسلئے آیا تہا کہ ترکون سے لڑنے کے لئے کمک طلب کرے۔ اسکی جلو مین پچاس سوار زرین لباس
کمان و ترکش منقش کئے مسلح تہے۔ اسکے ساتہہ چالیس جلوتجی اور دو سو پیادے سپاہی بہی تہے
دوپہر کو محمد رضا بیگ دربار مین بلایا گیا۔ اوسنے جہانگیر کی بیحد خوشامد کی تین دفعہ سجدہ
زمین بوس کیا۔ اس سجدہ مین وہ زمین کے اندر سر کو گھسانا چاہتا تہا۔ جب اوسنے تحائف پیش
کئے تو طامس رو اونکو دیکہہ کر شرمندہ ہوا اور اپنے دل مین لیا گیا۔ اس نذر مین ۲۷ عربی و
عراقی گھوڑے نو بڑے خچر سات اونٹ مخمل سے لدے ہوئے۔ دو جوڑے فرنگستانی
لنکنون کے اور ایک پر تکلف الماری چالیس کفنگ۔ پانچ گھنٹے۔ ایک اونٹ زرین اقمشہ
ایرانی سے لدا ہوا۔ آٹہہ ریشمی قالین۔ دو لعل۔ ۱۲ اونٹ انگورون سے لدے ہوئے
اور چودہ اونٹ گلاب سے لدے ہوئے۔ سات خنجر مرصع بجواہر۔ پانچ مرصع تلوارین۔ اور سات
حلبی آئینے تہے۔ سفر نامہ رو +

چند روز بعد بادشاہ کے ظلم کا ایک تماشا دیکہنے مین آیا۔ جہانگیر نے ایرانی سفیر کی دعوت
کی۔ حاضرین کو شراب پینے کا حکم دیا۔ ایسے موقعون پر بخشی کام کیا کرتا ہے۔ ہر ایک آدمی نے
اوسکے ہاتہہ سے پیالہ لیکر پیا۔ واقعہ نویس شاہی نے ہر ایک آدمی کا نام دستور کے موافق
کتاب مین داخل کیا۔ جہانگیر ایسا شراب مین مست ہوا کہ اوسکو یہ یاد نہین رہا کہ مین نے
شراب پینے کا حکم دیا ہے۔ دوسرے دن کسی نے اس شراب کے جلسہ کا ذکر اوس سے کیا۔ اوس نے
پوچھا کہ حکم کس نے دیا تھا تو اوس سے کہا گیا کہ بخشی نے۔ ہمیشہ جب بادشاہ اپنے حکم کو بہول جاتا
تو ایسے موقع پر بخشی کا نام لیا جانا مناسب گنا جاتا تہا۔ جہانگیر بہت غصہ ہوا۔ اوس نے
کتاب منگائی اوسنے مجرمون کو سزا دینی شروع کی بعض پر سخت جرمانہ کیا۔ بعض کو درگاہ
شاہی مین کوڑے پٹوائے۔ کوڑے ۱۳۰ ایسے سخت لگائے گئے کہ بعض آدمی مر گئے۔
بعض کو لات گھونسے مارنے کا حکم دیا ایک وہین مرگیا۔ بعض مجروح گھر گئے۔ سفیر اس سزا سے
بری رہا۔ کسی شخص کا مقدور نہ تہا کہ ان مظلومون کے حق مین کوئی کلمہ خیر لکہتا
۲۶ اکتوبر۔ سفر نامہ رو

سب چیزین سفر مین جانے

خرم کا رخصت ہونا +

کے لئے تیار ہوگئیں۔ دربار مین خرم باپ سے رخصت ہوا۔ موتی اُور الماس لگے ہوئے لباس پہنے ہوئے تہا۔ لشکر گاہ چار میل پر تھا۔ وہ اُس کوچ مین بیٹھ کر گیا جو انگریزی کوچ کی نقل یہان بنائی گئی تہی۔ اسکے امرا پیدل اُسکے ہمراہ گئے۔ سارے رستے لوگون پر وہ چونیان پہینکتا ہوا گیا۔ دوسرے روز صبح کو جہانگیر نے لشکر گاہ مین جانے کا ارادہ کیا۔ محل مین بہت سویرے طامس رو

جہانگیر کا جھروکہ مین ہونا

اُسنے دیکھا کہ بادشاہ جھروکہ مین بیٹھا ہوا ہے۔ دو خواجہ سرا اُسپر مورچھل جھل رہے ہین وہ لوگون کو چیزین لے دے رہا ہی جو چیز دیتا ہے وہ ڈوری مین لٹکا دیتا ہے جو چیز لیتا ہے اوسکو ایک بڑھیا جو بت کی طرح آراستہ تھی رسّی مین اوپر کھینچ لیتی ہے۔ بادشاہ کی دو ملکہ بھی جھروکہ مین چلمن کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھین۔ اونھون نے چلمن مین سے مجھہ کو جہانک کر دیکھا مین نے اونکی اونگلیان دیکھین۔ پھر اونکے چہرے بھر ساری صورت۔ وہ متوسط درجہ کی سفید رنگ تھین اونکے سیاہ بالون مین تیل پڑا ہوا تہا۔ الماسون سے وہ چمک رہی تھین۔ وہ مجھہ کو دیکھہ کر بہت خوش ہوئین بادشاہ جہروکون سے چلا گیا وہ اس کے پیچھے پیچھے چلی گئیں۔ ۲۔ نومبر سفر نامہ رو۔

دربار مین امرا کا جمع ہونا +

دربار مین جہانگیر کی ملازمت کے لئے امرا جمع ہو رہے تھے مین انمین جا کر فرش پر ہو بیٹھا۔ جہانگیر آیا۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب تخت پر بیٹھا اس عرصہ مین اہل حرم پچاس ہاتھیون پر سوار ہوئین۔ یہ ہاتھی خوب آراستہ تھے۔ تین ہاتھیون پہ مربع عماریان لگی ہوئی تہین۔ اونپر سونے کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ اور اُن پر چہتریں چاندی کی لگی ہوئی تھین ۱ رو

جہانگیر کا شگون لینا +

آخر کو بادشاہ تخت پر سے اوٹھا اور تخت گاہ کے زینے سے اُترا ایسا شور غل مچا کہ کان بہرے ہو گئے تھے اور توپون کی آواز بھی اسمین نہین سنائی دیتی تہین۔ زینے کے نیچے ایک آدمی بڑی مچھلی لایا دوسرا آدمی ایک طباق مین کوئی سفید چیز لایا جس مین بادشاہ نے اُنگلی رکھی اور پھر اوسکو مچھلی سے لگایا اور پھر اوسکو اپنی پیشانی سے رگڑا۔ یہ ایک نیک شگون سفر کے لئے تھا۔ سفر نامہ رو +

جہانگیر اپنی بہا درانہ پوشاک پہنے ہوا تہا۔ کمخواب کا کوٹ بے آستینون کے زیب تن تہا
اوسپر ایک کرتہ ململ کا تھا۔ اوسکی جوتیون مین موتی ٹکے ہوئے تھے۔ اوسکی دستار مین پر
لگے ہوئے تھے اور اوسکے ایکطرف لعل اخروٹ کی برابر لگا تہا دوسری طرف ایک بڑا ہیرا چمک رہا
تھا۔ بیچ میں مخروطی زمرد لگا ہوا تہا۔ اسکا پٹکا موتیون کی لڑیون اور یاقوتون اور
ہیرون سے گتھا ہوا تھا۔ گلے کے ہار میں تین دوہری لڑیان موتیون کی تھین۔ اوسکے
بازوبندون میں ہیرے پترے لگے ہوئے تھے۔ ہر انگلی میں دو انگوٹھیان پہنے ہوئے تھا
اوسکی تلوار اور سپر کو ایک شخص لئے ہوئے تہا۔ دونون مین ہیرے اور یاقوت جڑے ہوئے تھے
دوسرا آدمی اوسکی کمان اور ترکش لئے ہوا تہا جسمین تیس تیر تھے۔ رد
اس طرح بادشاہ آراستہ پیراستہ ہوکر کوچ میں بیٹھا جسمین چار گھوڑے جتے ہوئے تھے جنکے
ساز سونے و مخمل کے تھے یہ کوچ ایسی بنائی گئی تہی جیسی کہ انگریزی کوچ آئی تہی مگر کمخواب سے
منڈھی ہوئی تھی اسکا کوچبان انگریز تھا وہ خوب زرق برق پوشاک پہنے ہوئے تہا۔ بادشاہ
کے دونو طرف دو خواجہ سرا تھے جو سونے کے عصا لئے ہوئے تھے۔ اور اونمین لعل جڑے
ہوئے تھے۔ گھوڑے کے سفید بالون کے مورچھل سے مگس رانی ہوتی تہی۔ بادشاہ
کے آگے نقارے اور تریان اور دموم کے باجے بجتے تہے۔ اور چھتر اور بہت سے امارات
شاہی عجیب و غریب۔ نو گھوڑے جلو مین تہے جو لعل و موتیون و زمردون سے آراستہ تہے
تین پالکیان تہین۔ ایک سونے کے پترون سے منڈھی ہوئی تھی جسمین موتی لگے ہوئے تہے
موتیون کے جھالر ایک فٹ نیچے لٹک رہی تھی۔ اور دو پالکیون کے پردے کمخواب کے
تھے۔ اسکے بعد وہ کوچ تھی جو انگلستان سے آئی تہی اوسکی پوشش اوتاری گئی تھی اور اوسکی
جگہ اور زرین پوشش چڑھائی گئی تھی۔ جہانگیر نے نورجہان کو وہ دیدی تھی اور نورمحل اوس میں
سوار تھی۔ جہانگیر کے دو چھوٹے بیٹے ہندستان کی بنی ہوئی کوچون مین سوار تہے۔ بعد اسکے
بادشاہی بیس ہاتھی تہے جو سونے چاندی مین لپٹے ہوئے تھے۔ ہر ہاتھی پر مین پھریرے اطلس اور
دریائی کے پہراتے تہے۔ امرا پیدل چلتے تہے۔ اور عورتین ہاتھیون پر سوار بصف بصف

بادشاہ کا لباس اور اوسکے ہتیار +

درگاہ تک بادشاہ کی سواری +

بچھے اسطرح جاتی تہیں جیسے زمین بچھرون میں طوسطے - یہ اول دن کا سفر محل سے لشکرگاہ تک تھا - سارے رستہ میں چھہ سو ہاتھیون کا جلوس جنپر مخمل وکمخواب کی جھولین تہین ہر ہاتھی میں ایک توپ ایک توپچی مربع انباری میں بیٹھا ہوا اور اوسکے ہر کونے میں ایک جھنڈا اٹھا سرخ کی پرچھرکا وخاک بیٹھنے کے لئے ہوتا - جہانگیر کے کوچ سے ایک فرسنگ پر سوا پیادونکے کوئی سوار نہیں آسکتا تھا بسفرنامہ رو -

جب سواری چلی ہے تو یہ واقعہ قابل لکہنے کے واقع ہوا - جہانگیر اس دروازہ پر ٹھہرا جہان خسرو مقید تھا خسرو نے بادشاہ کے آگے آنکر کورنش کی - اس کے ہاتھہ میں ایک تلوار اور سپر تھی اوسکی ڈاڑہی چھاتی تک بڑہی ہوئی تھی - یہ ایک نشانی بادشاہ کی نامہربانی کی تھی جہانگیر نے حکم دیا کہ کسی خالی ہاتھی پر سوار ہوکر ساتھہ چلے - اور ایک ہزار روپئے دے کہ وہ آدمیونمیں انکو بکھیر دے - آصف خان اور خسرو کے اور دشمن مجبوراً پیدل چلتے تھے - محل کے دروازہ تک میں پیدل چلا پھر گھوڑے پر چڑہ کر خیمہ گاہ پر آیا - بادشاہی خیمہ وخرگاہ عجیب شان وشوکت رکھتے تھے نصف میل کے گرد قناتیں گھیرا کئے ہوئے تھیں - یہ قناتیں قلعہ کی فصیل کی طرح بنائی گئی تھیں کہ اس میں برج وبارہ بنے ہوئے تھے - وہ چوبون کے درمیان کھڑی تھیں جنکے سرون پر پیتل کی برچھیان لگی ہوئی تھیں - قناتیں باہر کی طرف نہایت چمکدار سرخ تھیں اور اندر کی طرف تصویریں برکالون پر بنی ہوئی تھیں داخل ہونے کا دروازہ بڑا خوبصورت بنا ہوا تھا - میں اول درجہ میں گیا - ملازم پر بادشاہ کا تخت صدف کا سب سے اونچے خیمے میں رکھا ہوا تھا نیچے باندازہ بچھونا بچھا ہوا تھا اوپر کمخواب کا شامیانہ لگا ہوا تھا

جہانگیر کوچ میں بیٹھا ہوا دروازہ میں داخل ہوا - دروازہ پر امرا صف باندھے کھڑے تھے جہانگیر اونکے درمیان چلا - اوسنے طامس رو پر ایک نظر ڈالی - سفیر انگلستان نے کورنش کی جہانگیر نے چھاتی پر ہاتھہ رکھہ کر سر جھکایا - وہ اپنے خیمہ کے زینہ پر چڑہا - اور پانی مانگا اور ہاتھہ دہوئے اور چلا گیا - سفرنامہ رو -

پادشاہی خیمہ وخرگاہ بادشاہی محل کی نقل ہوتی ہے اوسمین مربع صحن ہتے

Marfat.com

جنمین ایکسے دوسرے مین رستہ جاتا تھا۔ اول دربار کا صحن تھا۔ دوسرے مین غسل خانہ اور
خیمے تھے۔ تیسرے میں حرم سرا تھا جسکو محل کہتے تھے۔ اس حرم سرا کے ایک کونہ میں دو منزلے
خیمے میں۔ اکبر اور جہانگیر سویا کرتے تھے اور دوسری منزل میں جھروکہ ہوتا تھا جسمین بیٹھکر کھلا میدان
دیکھہ سکتے تھے۔ بادشاہ کی خدمت گاری تاتاری عورتین کرتی تھیں عورتوں اور خواجہ سراؤن
اور بعض اوقات شاہزادون کے سوا غسل خانہ سے پرے کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ سو
امرا نے اپنے خیموں میں گئے۔ مین نے اونکے گرد دیکھنا شروع کیا۔ عجیب ایک شان و
شکوہ و حشمت و عظمت کا تماشا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جنگل مین ایک شہر پیدا ہو گیا۔ بیس میل میں
اوسکا احاطہ تھا جسمیں بہت سے رنگ جھلکتے تھے شاہی خرگاہ سرخ تھا۔ اور امرا کے خیمے سفید سبز
اور مرکب رنگون کے تھے سب قناتوں سے گھرے ہوئے تھے۔ اور گھر کی طرح مرتب تھی
انمین دار السلطنت کی طرح بڑے بڑے کوچہ و بازار و دکانیں تھیں۔ وہان کسی طرح کی بے ترتیبی
نہ تھی ہر روز خیمہ گاہ چند میل دکن کی جانب آگے جاتا تھا خیمون کا سامان دوہرا تھا
ایک لگتا تھا دوسرا اکھڑتا تھا سارے خیمہ و خرگاہ چار گھنٹے میں لگجاتے تھے اجمیر آدمیون نے لشکرگاہ ہی ملنے مین تاخیر کی
بادشاہ نے اونکے گھر جلوا دیئے اور اونکو مجبور کیا کہ وہ میدان میں جائیں ۲ نومبر سے ۹ دسمبر تک سفرنامہ رو +

امرا کے خیمے اور بازار +

اس زمانہ مین رو نے خرم سے دو دفعہ ملاقات کی اول دفعہ ملاقات میں خرم
پریشان خاطر تھا۔ رو نے خیال کیا کہ اسوقت اوسکا دل نورمحل پاس یا اوسکی کسی اور
بیگم پاس ہے۔ دوسری ملاقات مین اوسنے کمخواب کا جبہ مجھکو دیا۔ مجھکو مجبور پہننا پڑا
جسمے مجھے اپنی ذلت معلوم ہوئی۔ وہ کہتا ہے کہ اگر میں کسی مٹھی بھر تاتاری تیمور کی نقل
اوتارتا ہوتا تو بہتر ہوتا +

رو کی ملاقات خرم سے +

لشکرگاہ میں تجربہ سے معلوم ہوا کہ زندگی خوشی سے نہیں گذر سکتی۔ ایک دفعہ سو چور کھیتون
مین قتل کئے گئے۔ ایک اور مقام پر مجھکو اونٹ ملے جنمین قندھار کے تین سو مقتول باغیون
کے سر لدے ہوئے تھے۔ مغل بادشاہ جیسا کہ عوام میں شہر میں تھا۔ ایسا لشکرگاہ میں نہیں تھا
کوئی شخص بادشاہ کے مقام سے ایک گولی کے فاصلہ پر نہیں آسکتا تھا۔ جہانگیر ہر روز جھروکہ مین

لشکرگاہ کی گذر اوقات +

یٹھا تھا۔ کسی شخص کو اجازت نہ تھی کہ کوئی اسے بات کرے۔ دربار نہیں ہوتا تھا سارا وقت
سکار میں جاتا تھا غسل خانہ میں شام کو وہ خاص امرا جاتے تھے جنکو اجازت ہوتی تھی یہان
دشاہ اتنی شراب پیتا تھا کہ کچھ کام نہیں کرسکتا تھا۔ ایکدن جہانگیر کی ملاقات کو میں گیا تو
ین نے دیکھا کہ بادشاہ ایک جوگی سے باتیں کر رہا ہے یہ جوگی چیتھڑے پہنے ہوئے تھا
جہانگیر جوگی سے بغل گیر ہوا۔ اور اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دی اور سو روپئے دئے
اور اوس کو باپ کہا۔ ١٨ سے ٢٣ دسمبر تک +

بہت جلد لشکر کے انتظام اور ترتیب بگڑ گئی لشکر کا سفر راجپوتانہ میں ہوتا تہا جو آدہا
فتح ہوا تھا۔ سارا ملک چورون اور راہزنون سے بھرا پڑا تھا بعض اوقات جنگلون اور پہاڑون
مین رستہ چلنا پڑتا تھا سیکڑون اونٹ جنگل میں بے آب و دانہ رہ جاتے تھے۔ ہزارون
گاڑیان چھکڑے جنگلوں میں کھوئے جاتے تھے۔ بہت سی حرم کی عورتین
بے سامان پیچھے چھوڑ دی جاتی تہیں۔ جہانگیر ایک چھوٹے ہاتھی پر سوار
ہوکر پہاڑون میں چلا جہان اور دوسرا جانور چڑھ نہیں سکتا۔ ایک قصبہ کے آدمی مفرور ہوکر
پہاڑون میں چلے گئے تھے تو جہانگیر نے اس قصبہ کو جلا دیا۔ اسکے انتظام میں رہنے والون نے
ایک جماعت گم گشتہ راہ کا سارا اسباب لوٹ لیا اور اوسکو مار ڈالا۔ ایک دن جگہ قلعہ کوہ پر معسکر
بنایا گیا۔ وہان پانی نہیں ملا۔ علی العموم جہانگیر اور امرا کو سب طرح کا سامان میسر ہوتا مگر
غربا اور سپاہیون کو اکثر مایحتاج سامان بھی میسر نہیں ہوتا۔ ٢٤ سے ٢٦ دسمبر

پہلے اس سے کہ جہانگیر نے یہ سفر شروع کیا ہو۔ نورمحل اور آصف خان نے
اوسکو یہ یقین دلا دیا تھا کہ جب بادشاہ دکن کے پاس پہنچے گا تو سلطان دکن اسکی اطاعت
قبول کرلیگا مگر یہان سلطان نے اس قسم کا کام نہیں کیا۔ دکن میں مغل سے مقابلہ
کرنے کے لئے شیعون اور سُنیوں میں آپس میں اتفاق ہوگیا۔ اونھون نے سرحد پر ایک سپاہ
بھیجی وہ جنگ کرنے کو تیار ہوئی۔ اسسے نورمحل ڈر گئی اور جہانگیر کی منت کرنے لگی
کہ حضور اس سفر کو سیر و شکار کی عزیمت بنائیے اور آگرہ کو واپس تشریف لے جائیے

جہانگیر نے اوسنے منظور نہین کیا اسطرح اوسکے لڑے جانے مین اوسکی عزت کو بٹا لگتا تھا اوسنے خرم پاس لشکر کمک کے لئے بھیجا آخرکو فروری ۱۶۱۶ء کو بادشاہ اجمیر چلکر چار مہینے کے بعد شہر اجین کے قریب خیمہ زن ہوا جنوری و فروری ۱۶۱۷ء +

اس زمانہ مین میری سرگذشتین کچھ عجیب ہین میرے محمد رضا بیگ سفیر ایران سے ملاقات کی ایرانی سفیر ارکان و اہلکاران سلطنت مغلیہ کو برا بھلا کہہ کر مجھکو اپنا ہمدرد اور دلسوز بنایا تھوڑے دنون بعد ایرانی سفیر نہایت رنجیدہ ایران کو گیا جس کام کے لئے وہ آیا تھا انمین ناکام رہا اوسنے جہانگیر کی پیشکش مین پینتیس ۳۵ گھوڑے دیے جسکے عوض مین اوسکو تین ہزار روپئے ملے جہانگیر نے انصاف کرنیکا ارادہ کیا اوسنے حکم دیکر دو فہرستین بنوائین ایک فہرست مین ایران کے تحفے لکھے گئے اور اونکی قیمت کم لگائی گئی اور دوسری فہرست مین مغل کے تحائف لکھے گئے جنکی قیمت زیادہ لکھی گئی مغل کی فہرست مین بڑی ذلیل چیزین لکھی گئین جیسے نگترے اناناس کیلے اوسپر بھی ایران کی چیزین زیادہ تھی اسکے عوض سفیر کو نقد روپیہ دیا گیا محمد رضا بیگ بیماری کا بہانہ بناکے گیا آصف خان سے رخصت ہوکر نہین گیا

یکم جنوری سے ۳۰ اپریل تک

مین ایک درخت کے تلے بیٹھا تھا کہ شاہزادہ ہاتھی پر بیٹھا ہوا میرے پاس سے گذرا مجھسے بعض سوال خوش اخلاقی سے پوچھے اور چلا گیا مجھکو اس سے بڑا تعجب ہوا کہ اوسنے کبھی انگلش کا نام نہ سنا تھا نہ اوسکے سفیر کا +

اس عرصہ مین ارکان سلطنت سے مین بہت رنجیدہ ہوگیا جہانگیر نے اقرار وثیق کیا تھا کہ انگلستان سے جو تحائف آئین اونکو نہ کوئی روکے نہ کوئی اوسکو کھولے مگر خرم نے اونکو روک لیا جہانگیر نے تھوڑے صندوق منگا خرم نے اونکو بھیجدیا جہانگیر نے خود اونکو کھولا جو چیز اوسکو پسند آئی وہ لی بہت سی چیزین اوسنے اوسی لے لین کہ وہ اوسکے لیئے نہین آئی تھین رو غسلخانہ مین جہانگیر سے فریاد کرنے گیا جہانگیر نے کہا کہ سب کچھ تمھارے لیئے بھلا کیا جائیگا مین شاہ انگلینڈ کے ساتھ سب بہت کام کرونگا مگر مین نے کوئی بات اوسکی درست نہ پائی جہانگیر نے بہت شراب پی لی وہ کہنے لگا کہ مین عیسائیون مسلمانون اور یہودیون کا محافظ ہون پھر وہ رونے لگا اور بہت سے جذبے نہین آگیا غسلخانہ مین آدھی رات تک جلسہ رہا اور بستر حاشیہ او پر چڑھا یا گیا ہے کہ وہ ولیعہد کی مداخلت سے نا راض ہوا اور اوسکو میرے پاس معذرت کے لئے بھیجا یہ نیک بادشاہ یہود عیسائیون اور مسلمانون کی شریعت کے باب مین مباحثہ کرنے لگا اور شراب کے نشہ مین ایسا مہربان ہوا کہ اوس نے میری طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مین بادشاہ ہون یہود و نصاریٰ و مسلمان اپنے تئین بیمار کیا دین کریں کسی کے مذہب مین مداخلت نہین کرتا وہ مجھسے محبت کرتے ہین

ایران کے سفیر کی ملاقات ۱۶۱۸ء +

سر طامس رو کی ملاقات +

غسلخانہ کی صحبت اور جہانگیر بادشاہ کا مذہب +

Marfat.com

مین اونکی حفاظت کرتا ہون۔ اوس نے سسٹر ٹری سے کہا کہ پادری صاحب خوش آمدی۔ یہہ گہر تمہارا ہے تم اوسکی قدر کرو۔ ۱۱۔ مارچ ۱۶۱۷ء۔

مارچ مین لشکر شاہی مانڈو قلعہ مین آیا۔ یہان ایک درسازش کا گل کھلا۔ نور محل کی ایک بیٹی پہلے خاوند سے تھی۔ وہ اس لڑکی کے لئے بڑے اونچے خیال رکھتی تھین۔ آصف خان اپنے بھتیجی ممتاز محل کا خیال چھوڑ دیا تھا۔ وہ خرم سے بیاہی تھی۔ خرم نے خانخانان سے صلح کر لی اور اوسکے پوتے سے نکاح کر لیا جس سے نور محل نہایت رنجیدہ ہوئی۔ اور خرم کے زوال کے لئے جہانگیر اور خسرو مین ملاپ کرا دیا اور خسرو سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا۔ رو

خرم صاحب اقبال تھا وہ دکن مین فتحیاب ہوا یہ فتحیابی اوسکو سازشون سے زیادہ بہ نسبت لڑائی کے حاصل ہوئی تھی سلاطین بیجاپور اور گولکنڈہ کو جو شیعہ تھے ملک عنبر جو سنی تھا جسے حسد و عداوت پیدا ہوئی۔ اونھون نے بالطبع اوسکے معاملات سے ہاتھ اوٹھا یا۔ خرم نے ملک عنبر کو شکست دی اور احمد نگر کو فتح کر لیا۔ خرم فتح سے خوش و خرم مانڈو گیا۔ جہانگیر نے نہایت گرمجوشی سے اوسکو مبارکباد دی اوسکو شاہ کا خطاب ہوا۔ شاہ خرم یا شاہجہان وہ مشہور ہوا۔ نور محل کی تدبیر و تزویر کچھہ نہ چلی خسرو نے اوسکی بیٹی سے نکاح کرنے سے انکار کیا۔ سفرنامہ رو

اب میری بیقدری ہونے لگی مین عہدنامہ حاصل نہ کر سکا۔ لوگ مجھہ سے نفرت کرنے لگے مین نے جو صوبون کے حکام کی شکایتیں کیں اسے میرے دشمن وہ ہو گئے۔ مین اسے واقف تھا اوسکے اسباب کی توجیہہ یہ ہے صوبہ دارون اور حاکمون کو یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید جہانگیر اونکے ظلمون کی تحقیق کر کے مواخذہ کرے وہ سلطنت کے محصول مقرر کرتے تھے۔ وہ ہندؤں پر ظلم کرتے تھے وہ آدمی کو جب تک اولٹا لٹکائے رکھتے تھے کہ وہ جرمانہ یا ڈنڈ ادا کرے اسلئے اونھوں نے مجھہ کو جاسوس جانا۔ رو کا سفرنامہ

یہ تعجب کی بات ہے کہ اس زمانہ میں مغل انگریزون سے جونک پڑتے تھے اہل ایشیا کا انگریزون کی خلقت و جبلت مین نفرت داخل ہے یہ حقارت ذلت اونکی طبیعت سے ایک جزو غیر منفک ہے۔ بعض ملاح بندو قچی سورت کے قریب خشکی مین اترے۔ بعض بدتمیز نادان

ملاحون نے کہدیا کہ ہم قلعہ لینے آئے ہین یہ اونکی دہمکی بیہودہ تھی مگر مغل اونسے ڈر گئے سدگاہ شاہی
مین اسکی اطلاع ہوئی اور قلعہ مستحکم کیا گیا۔ افواہ اوڑگئی کہ انگریزون نے گوا لے لیا اور ایک بڑا بیڑا
انگلستان سے آتا ہے جہانگیر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ طامس رو مخفی جانا چاہتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ یہ وحشت انگیز
خبر کم ہوگئی پھر وہی پہلی سی باتین ہونے لگین +

دفعةً انگریزون پر مہربانی اسلئے ہونے لگی کہ مکہ سے ملکہ حج سے واپس آتی تھی کہ اوس کے
جہاز کو انگریزی قزاقون نے گرفتار کر لیا۔ اوسکو ایسٹ انڈیا کمپنی کے بیڑے نے چھٹا دیا۔
امراء شاہی نے طامس رو کا شکریہ ادا کیا اور اوسکو تعجب ہوا کہ شاہ انگلینڈ نے اپنی رعایا کو بحری
قزاقی کی اجازت دیدی ہے۔ ۱۵ اکتوبر ۱۶۱۷ء رو۔

اسی زمانہ مین آصف خان کو طامس رو نے ایک بڑا موتی رشوت مین دیا جسنے سحر کا سا اثر
پیدا کیا کہ آصف خان انگریزن کا دوست ہوگیا اور انگریزون کا روپیہ جو لوگون پر قرض آتا تھا
وہ سب وصول ہوگیا۔ کچھ دنون بعد آصف خان کی یہ سرگرمی سرد ہوگئی۔ مگر پھر بھی مغل اور انگریزون
مین خاصی دوستی رہی۔ ایسی باتین یہان ہوتی رہین کہ رو کا دورہ ختم ہوا۔ ۱۶۱۹ء مین وہ ایران
کو گیا۔ اب آگے تاریخ جہانگیری مین اسکا نام اوڑ گیا۔ وہ یہ بھی لکھ گیا کہ بادشاہی کے ہاتھ
مین سارے اختیارات ملکی ہین اسلئے کوئی دوسرا شخص کام کی پروا نہین کرتا ہر جگہ لڑائی کی
سی لوٹ مار رہتی ہے۔

ایک اور انگریز کپتان ہاکنس جہانگیر کا درباری تھا۔ وہ ترکی زبان جانتا تھا جہانگیر سے
جو اپنی آبائی زبان ترکی بولنی جانتا تھا بے تکلف باتین اس زبان مین ہوتی تھین وہ ۱۶۰۸ء
مین سورت مین ہیکٹر جہاز مین آیا۔ جیمس اول شاہ انگلستان کا خط جہانگیر کے نام لایا تھا
مغل ہیکٹر کی توپون سے ڈرتے تھے اسلئے اوسکی خاطر بہت کرتے تھے گجرات کا صوبہ دار مقرب خان
سورت مین آیا اور اوسنے ہاکنس کی بہت سی چیزین خرید لین۔ پرتگیزون نے ہاکنس کی ہر طرح
کی مخالفت کی۔ اونہون نے مقرب خان کو رشوت دی اور جیمس اول کی تفضیح کی کہ وہ مچھیرون کا
بادشاہ ہے۔ اور گریٹ برٹن کی حقارت کی کہ وہ ایک ذلیل جزیرہ ہے اونہون نے انگریزی

دفعةً انگریزون پر مہربانی +

آصف خان کو رشوت دینا اور رو کا یہان جانا +

کشتیان پکڑ لین مگر اونکو ہیکٹر پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی آخر کار ہاکنس نے اپنا جہاز لاد کر
اُلٹا انگلینڈ کو بھیجدیا جب جہاز ہیکٹر چلا گیا تو مقرب خان نے اس اسباب کی قیمت دینے
سے انکار کیا جو خریدا تھا مگر آخر کو ہاکنس کو آگرہ پہنچانے کے لئے پہرہ چوکی مل گیا۔
جہانگیر ہاکنس کی بڑی خاطر کرتا تہا۔ اوسکی ہر ایک درخواست کو منظور کر لیا۔ سورت مین انگریزون
کو تجارت کی کوٹھی بنانے کی اجازت دیدی۔ اور اوسنے وعدہ کیا کہ کوئی اونپر زور ظلم نہیں
کریگا اور محصول نہیں لے گا۔ بادشاہ نے ہاکنس کو چار سو سوارون کا سردار کر دیا اپنے محل مین
سے ایک گوری عورت کو اصطباغ دلا کر ہاکنس سے کہا کہ اوسسے نکاح کر لو۔ مگر اوسنے انکار کیا
اور ایک آرمینی عورت سے شادی کر لی اور آگرہ مین رہنے لگا اور انگریزی کمپنی کی مقصد برآری
کے درپے ہوا۔ دو برس تک وہ یہان رہا اور ہر روز بادشاہ کا حاضر باش رہا غسلخانہ
مین جہانگیر کے ساتھ شراب پیتا تھا۔ وہ فرنگستان اور روس کے بادشاہون کے باب مین
ہزارون سوالون کے جواب دیتا تھا +

ہاکنس نے مقرب خان کی شکایتین کین کہ وہ روپیہ زبردستی لوگون سے چھینتا ہے اور
ستم کرتا ہے۔ اوسنے ایک ہندو لڑکی کو یہ بہانہ بنا کے کہ بادشاہ پاس اوس کو بھیجون گا
اپنے پاس رکھا ہے۔ مقرب خان آگرہ مین طلب ہوا اور مقرب خان سے روپیہ اگلوایا گیا۔ اس کا
سارا اسباب قرق ہوا مگر مقرب خان نے بے تکلف رشوتین دین اور اپنے سابق کے
عہدہ پر بحال ہوا اور اوسنے اقرار کیا کہ مین گوہ سے لعل لاؤنگا۔ اگر انگریزون کو تجارت
کرنا منع ہو جائے اور امیرون نے بھی انگریزون کے برخلاف دہائی مچائی۔ ایک امیر نے کہا
کہ اگر ہندوستان مین انگریزون کے قدم جم جائینگے تو وہ ہندوستان کے مالک ہو جائینگے
جہانگیر متنبہ ہوا اور اوسنے ہندوستان مین انگریزون کی تجارت کی ممانعت کا فرمان جاری
کیا ۱۶۱۱ء مین ہاکنس مع اپنی میم کے آگرہ سے چلا گیا اوسکی دو برس کی محنت خاک مین مل گئی
ہاکنس نے جہانگیر کی عجیب حکایات لکھ لکھ کر انگلستان بھیجیں کہ جہانگیر کی سالانہ
آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ کی ہے اسی ہزار روپیہ روزانہ وہ اپنا اور اپنی عورتون کا خرچ

رکھتا ہے بیس کروڑ روپیہ اوسکے خزانون - آگرہ - دہلی - لاہور - اجمیر کے جمیع خزانون میں جمع رہتا ہے - ہزارون ہاتھی گھوڑے - اونٹ خچر چیتے - باز شکرے کبوتر اور خوش الحان پرندا وس پاس ہیں ہزارون شہر بھینسے شکاری کتے بنیدو ہیں - ایک گھنٹے میں پچیس ہزار سپاہ جمع کرسکتا ہے - ایک ہفتہ مین اوسکے امرا تین لاکھ سوار جمع کرسکتے ہیں - اسکے دربار اور شہر مین پچیس ہزار افسر ہیں وہ اپنے تمام امیرون کی دولت کا وارث ہے جو شخص اوسکے روبرو آتا ہے اوسے نذر لیتا ہے - نوروز اور سالگرہ کے جشنون مین امرا میں سے ہر ایک کو یہ شوق ہوتا ہے کہ اوسکی پیشکش اورون کی پیشکشون پر فوقیت رکھے صوبون کے صوبہ دار بادشاہ کی مہربانی خریدنے کے لئے غریبون کو روپیہ لینے کے لئے دباتے ہیں امرا اکثر دربار شاہی مین بلائے جاتے ہیں اور وہان وہ خود روپئے کے لئے دبائے جاتے ہین - بادشاہ سب کا خداوند ہے اوس کی مرضی قانون ہے اپنی قلمرو مین ملک کی ساری زمین کا مالک مطلق وہ ہے - وہ اپنی خوشی سے جو چاہے دیدے اور جو چاہے لے لے +

ہاکنس گو سر طامس رو کی برابر لائق فائق نہیں تھا مگر اوسکی تحریر کو اوسکے ہم قوم ایشیائی مورخون سے زیادہ معتبر جانتے ہین جہانگیر کے مذہب و خصلت کے باب مین جو اوسنے تحریر کیا ہے اوسکا ترجمہ لکھا جاتا ہے - بادشاہ صبح کو سورج نکلتے ہی قبلہ رخ اپنے خلوت خانہ مین ایک پتھر کے تخت پر بیٹھتا ہے جسپر ایرانی مرگ چھالا اوسکے نیچے بچھی ہوئی ہوتی ہے - اوسکے پاس آٹھ لڑکی تسبیح ہے - ہر ایک لڑ مین چار سو دانے ہیں یہ دانے موتیوں ہیرون لعلون زمردون اور اور جواہرون کے ہین - اونکے امام پتھر کے ہیں جسپر حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویر کھدی ہوئی ہے وہ اس تسبیح پر تین ہزار بتیس لفظ پڑھتا ہے - پھر وہ اپنا درشن آدمیون کو دکھلاتا ہے ہر صبح کو ہزارون آدمی اوسکو سلام کرنے آتے ہین - اسکے بعد وہ دو گھنٹے سوتا ہے پھر کھانا کھاتا ہے اور عورتون مین رہتا ہے - پھر دوپہر کو وہ باہر آتا ہے اور تین بجے تک بیٹھتا ہے اور ہر روز آدمیون اور جانورون کے تماشے دیکھتا ہے جو مختلف قسم کے ہوتے ہیں - پھر تین بجے آگرہ مین تمام امرا سواے اونکے جو بیمار ہوتے ہیں حاضر ہوتے ہین - اور بادشاہ دربار عام کرتا ہے اور تخت پر بیٹھتا ہے اور

امرا اپنے مراتب کے موافق اوسکے سامنے کھڑے ہوتے ہین - امرا عظیم سرخ کٹہرہ مین داخل ہوتے ہین اور باقی آدمی اسے باہر کھڑے رہتے ہین سرخ کٹہرا تین سیڑہیون کے اوپر لگا ہوا ہے - ان سیڑہیوں سے نیچے امرا کھڑے رہتے ہیں - ان آدمیون کے کھڑے رہنے کا انتظام اور اونکی ترتیب بعض افسر کرتے ہیں - ہر روز کچھہ گھنٹون بادشاہ مقدمات کو سنتا ہے پھر وہ اپنے عبادت خانہ میں جاتا ہے - جب عبادت سے فارغ ہوتا ہے - اوسکے بعد خاصہ طعام تناول کرتا ہے - اور شراب پیتا ہے - پھر وہ خلوت خانہ مین جاتا ہے - وہان امرا جاتے ہین اور وہ شخص جاتا ہے جسکو وہ بلاتا ہے - یہان وہ شراب کے پانچ پیالے پیتا ہے یہ وہ مقدار ہے جسکی اجازت طبیبون نے اوسکو دے رکھی ہے - پھر وہ سوجاتا ہے اور سب آدمی اپنے گھر چلے جاتے ہیں - جب دو گھنٹے سوچکتا ہے تو اوسکو جگاتے ہیں - اور کھانا نوکر اپنے ہاتھ سے کھلاتے ہیں وہ خود اپنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا - اسمین رات کا ایک بج جاتا ہے - پھر باقی رات کو وہ سوجاتا ہے - اس ہیکدہ مین بہت سے نکمے کام کرتا ہے مگر وہ ہوشیار ہو یا بدمست یہ سب کام لکھے جاتے ہیں - بہت سے وقایع نویس ہوتے ہیں جو سب باتین لکھتے ہین یہانتک جو عورتون کے ساتھ باتیں ہوتی ہیں وہ بھی لکھتے ہیں جب بادشاہ مرجاتا ہے تو انہیں نوشتون سے اوسکی تاریخ بعید زمانہ تحریر ہوتی ہے -

جب کوئی غریب آدمی داد چاہتا ہے تو وہ پہلے اس زنجیر کے پاس آتا ہے اور ہلاتا ہے جو دو مینارون کے درمیان لٹکی ہوئی ہے اور اسمین بہت سے سونے کے گھنٹے لٹکتے ہیں - اسکے قریب ہی بادشاہ رہتا ہے - زنجیر کے ہلنے سے گھنٹون کی آواز بادشاہ سنتا ہے اور آدمی بھیجتا ہے کہ جاکر دریافت کرو کہ معاملہ کیا ہے اور پھر اوسکا انصاف کرتا ہے - ہاکنس نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابتداء سلطنت میں سارا ملک چورون و رہزنون سے بھرا ہوا تھا کہ کوئی شخص بے حفاظت سپاہیون کے لئے بغیر گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تھا تقریباً سارے آدمی باغی ہو رہے تھے - بعد ہاکنس کے سر طامس رو کا زمانہ آتا ہے +

وہ اپنے ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ع کے روزنامچے مین لکھتا ہے کہ مین آج کے چار بجے دربار میں گیا

اسوقت بادشاہ ہمیشہ دربار مین بیٹھا کرتا ہے کہ اجنبی آدمیون کو دیکھے۔ لوگون کی فریاد سنکر حکم دے تحائف لے۔ اور ون کو دیکھے اپنے تئیں دکھائے۔ یہان اسکے دربار کا حال لکھنا مناسب ہے۔ بادشاہ کی خلوت سرا مین کوئی سواء خواجہ سرایون کے نہیں جا سکتا تھا اور یہان تاتاری عورتیں ہتیار لگا کے بادشاہ کی حفاظت کرتی تھیں اور یہی عورتین مجرموں کو سزا دیتی تھیں بادشاہ ہر روز جھروکہ مین بیٹھ کر اپنی رعایا کو درشن دیتا تھا اور اپنے دروازہ کے آگے میدان کو دیکھتا تھا۔ دوپہر کو وہ ہاتھیون کی اور وحشی جانورون کی کشتیون کو دیکھتا تھا اور کٹہرہ کے اندر امراء اس سے نیچے کھڑے رہتے تھے پھر بادشاہ اپنی حرم سرا مین سونے جاتا تھا۔ بعد دوپہر کے وہ دربار مین آتا تھا۔ پھر رات کا کھانا کھا کے آٹھ بجے رات کے وہ غسل خانہ مین آتا تھا۔ جسکے بیچ مین ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا تھا جس پر وہ بیٹھتا تھا بعض اوقات تخت سے نیچے کسی کرسی پر بیٹھتا جسمین سواء اول درجہ کے امیرون کے یا ان آدمیون کے جنکو اجازت ہوتی کوئی نہیں آسکتا تھا۔ یہان خوش اخلاقی سے وہ عمدہ باتین کرتا تھا۔ ان آخر دو مقامون کے سواء مہمات معاملات و مقدمات کا فیصلہ کہین اور نہ ہوتا تھا۔ وہ سب لکھا جاتا تھا دو شلنگ (ایک روپیہ) خرچ کر کے جسکا جی چاہے یہ نوشتے دیکھ لے عوام الناس کو ان معاملات کی ایسی خبر ہوتی تھی جیسے خواص کو جو کونسل مین شریک ہوتے تھے ہر روز بادشاہ کے رزولیوشن (تجویزین و فیصلے) اخبارون کی طرح مشتہر ہو جاتے تھے اور اوباش بدمعاشون کو اونبر بدگوئی کا موقع ملتا تھا ہمیشہ یہ کام بادشاہ روز کرتا اس مین ذرا تغیر نہین ہوتا سواء اسکے کہ بیماری بدمستی اسکی مانع ہو۔ یہ بات معلوم رہے کہ اگر بادشاہ ایک دن اپنی صورت نہ دکھاتا اور اوسکی کوئی معقول وجہ نہ بیان کی جاتی تو رعایا سرکش ہو جاتی۔ دو دن بعد تو یہ عذر بھی مسموع نہیں ہوتا جبتک کہ آدمی اور دروازہ کے اندر داخل ہو کر بادشاہ کی صورت نہ دیکھ لیتے اور اور ون کا اطمینان خاطر نہ کرتے منگل کو جھروکہ مین وہ عدالت کیلئے بیٹھتا ہے اور غریب سے غریب اور رذیل سے رذیل آدمی فریاد کر سکتا ہے اور مدعی و مدعا علیہ کے اظہارون کی تحقیق کرتا ہے

اور اوسکے ہاتھی جو آدمیون کو پانوئن تلے مسلتے ہین انہین دیکھتا ہے غرض جیسی ساری رعیت بادشاہ کی غلام ہے ایسی ہی بادشاہ ان دستورون کا غلام ہے سیکرٹری عدالت کا حال لکھتے ہین کہ مقدمات کی تحقیق اور فیصلے جلد ہوجاتے بڑے مجرمون کو پھانسی ملتی تہی سر اوڑائے جاتے تھے - زندہ کھالین کھچوائی جاتی تہین - ہاتھیون کے پیرون تلے کچلوائے جاتے تھے کتون سے پھڑوائے جاتے تھے - سانپون سے کٹوائے جاتے تھے اور حکمتون سے مروائے جاتے تھے - اس طرح جان ستانی بر سر بازار ہوتی تھی

ہربرٹ اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہی کہ جہانگیر نے اکبر کی کسی بیوی کو جو نہایت اوسکو عزیز تھی اور انارکلی کے نام سے مشہور تھی بے عزت کیا - باپ نے اس قصور کے معاف کرنے کے لیے وعدہ کیا - بیٹے نے باپ کے وعدہ پر اعتبار کر کے اطاعت اختیار کی غسل خانہ مین باپ کے روبرو آیا وہ اسکو حرمسرا مین لے گیا اور اپنے وعدہ کو بہول گیا اور طیش مین آنکر بیٹے کے ایسے گھونسے مارے کہ وہ گر پڑا - اور اوسنے جہانگیر کو گدھا احمق کہا کہ اوسنے میرے وعدہ پر یقین کر لیا مری صاحب بھی اس بیان کی شہادت دیتا ہے - اس کا بیان آگے آئیگا ہربرٹ نے ۱۶۲۶ء مین ہندوستان مین سفر کیا - وہ اشراف خاندانی انگریز تہا اوسنے بھی جہانگیر کے عہد کی تاریخ لکھی ہے +

ہاکنس جہانگیر کے زمانہ کی بہت کہانیان کہتا ہے کہ بڑے بڑے بہادر آدمی نہتے شیرون سے لڑنے پر مجبور کئے جاتے تھے - بہت سے انہین مارے جاتے تھے - زخمی آدمی اسلئے مار ڈالے جاتے تھے کہ وہ بادشاہ پر تبرا بھیجنے کے لئے زندہ نہ رہین +

برنیر جہانگیر کے دربار کی تذلیل کرتا ہے کہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر برنارڈ نامی پر جہانگیر بہت التفات کرتا تہا - وہ محل کی کسی رقاصہ لڑکی پر عاشق ہوگیا اوسکی مان نے ڈاکٹر کے پیغامون کو مانا نہین تو وہ جہانگیر کے دربار مین آیا اور اس لڑکی کو بادشاہ سے مانگا بادشاہ نے ہنسکر اس درخواست کو مان لیا - اور ڈاکٹر سے کہا کہ اس لڑکی کو کندھے پر اٹھا کے لے جا - اس فرانسیس کو اس لے جانے مین شرم نہ آئی

اوس نے حکم کی تعمیل کی -

سر طامس رو کہتا ہے کہ خسرو عیسائیونکا بڑا حامی تھا اور اوس نے ایک بیوی کے سواء کوئی دوسری بیوی نہیں کی - خسرو تو غیر مسلمانون کا اور جہانگیر مسلمانون کا سرگروہ تھا جہانگیر بظاہر اکبر سے زیادہ عیسائی مذہب پر مائل تھا اوسنے باپ کی طرح پرتگیزون کو حکم دیدیا کہ وہ چرچون و سکولون کو اپنے قایم کرلین اور جہان چاہیں وہان وعظ کرین اور جو چاہین اونکو عیسائی کرلین - پادریون کی باتین جہانگیر نے یہانتک سنین کہ اونکو یقین ہو گیا کہ وہ عیسائی ہو گیا جس حد پر باپ نہ گذرا تھا اوس سے وہ بہت آگے گذر گیا - اوسکے دو بھتیجے وایناال کے بیٹے عیسائی ہو گئے تھے اور آگرہ مین اونکا اصطباغ ہوا - اور انکی سواری اسطرح گرجا مین گئی کہ وہ ہاتھی پر بیٹھے اور تمام عیسائی جو ساتھ سوارون کے قریب تھے اوسکے ساتھ ہوئے - ہاکنس انکا کپتان بنا اور سینٹ جارج کا علم اوسکے ہاتھ مین تھا وہ انگلستان کے اعزاز کے لئے سب سے آگے چلا +

اس محل مین ہر شخص جانتا تھا کہ کوئی بھید ہے - مگر یہ سمجھنا آسان ہے کہ جہانگیر اس سبب سے عیسائی مذہب پر التفات کرتا تھا کہ عیسائی مذہب شراب و سکور و روزون کے رکھنے پر مجبور کرتا تھا - سور کے گوشت کی اور شراب پینے کی اجازت دیتا تھا علی الاعلان اصطباغ پانا ایک معما ہے - برخلاف توقع یون حل ہو گیا کہ شاہزادون نے پادریون سے کہا کہ ہمارے لئے پرتگیزی عورتین نکاح کے لئے تلاش کیجئے - وہ عیسائیونکی طرح اونکو بیاہنے اور اونکے ساتھ عیسائیونکی طرح رہنا چاہتے تھے پادری اس خواہش سے ہیبت زدہ ہو گئے تو اونھون نے شاہزادون کو متنبہ کیا شاہزادون نے صلیب پادریون کو حوالہ کی اور پھر مسلمان ہو گئے - بعد معلوم ہوا کہ جہانگیر نے اونسے یہ درخواست کرائی تھی وہ پرتگیز عورتون کو اپنی حرم بنانا چاہتا تھا - سر طامس رو کا خط بنام ارچ بشپ کنٹربری مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۶۱۶ء پادری ٹیری بیان کرتا ہے کہ جہانگیر کے عہد مین آگرہ مین تمام فرنگی اوسکے محل تک رسائی رکھتے تھے - فرنگی کا اطلاق ان سب قوم کے آدمیون پر ہوتا تھا جو یوروپ (فرنگستان مین رہتے تھے) جہانگیر ساری رات فرنگیون کے ساتھ شراب پیتا تھا مسلمان روزہ رکھنے سے مجبور رہتے فرنگیون کے ساتھ مئے نوشی کرتا - اگر مسلمان اس صحبت مین ہوتے تھے تو اونکو شراب زبردستی پلائی جاتی تھی +

Marfat.com

ستور کے قریب سر طامس روے طامس کوریٹ ملا جو سفر کرنے پر عاشق تھا - وہ ۱۶۱۵ء میں
آگرہ مین آیا تہا - اوسنے جو اپنے گھر (انگلینڈ) کو مختلف آدمیون کو خطوط لکھے ہیں - وہ جہانگیر کا
حال عجیب طرح سے لکھتا ہے کہ جہانگیر کی عمر ۵۳ سال کی تھی اوسکا رنگ نہ سفید تھا نہ کالا گندمی
تھا - اوسکے ملک کی آمدنی چالیس ملین کرون ہے اور ہر کرون ۵ شلنگ کا یعنے (۱۲ کروڑ روپیہ)
کی کہتے ہیں اسکا ختنہ نہیں ہوا - بادشاہ حضرت عیسیٰ کا ذکر بڑی عظمت کے ساتھ کرتا ہے اور
کہتا ہے کہ وہ بڑے نبی تھے - وہ دن مین تین دفعہ اپنے امرا سے ملتا ہے سورج نکلنے کے وقت
جسمین وہ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتا ہے - دوپہر کو اور شام کو - ہفتہ مین دو دفعہ ہاتھیون کی
لڑائی دیکھتا ہے - طامس کوریٹ اس بات کو اپنا فخر سمجھا کہ اجمیر مین وہ ہاتھی پر بیٹھا
جسکی اوسنے تصویر بھی بنائی +

ہندوستان کی سفارت مین جو انگلستان سے آدمی آئے اونمین مسٹر ٹیری چیپلن (پادری) تھا
وہ لکھتا ہے کہ مسلمانون مین سوا رکمینون کے کوئی ایسا نہین ہے کہ ہمارے شفیع عیسیٰ مسیح کا نام
ادب و تعظیم سے نہ لیتا ہو - اوسکو وہ نیک معصوم جانتے ہیں - اور کہتے ہین کہ اوسکی برابر
بڑے معجزے نہ پہلے کسی پیغمبر نے کئے نہ بعد اوسکے - اوسکو روح اللہ کہتے ہیں مگر اون کو
ابن اللہ ہونے کی وجہ نہیں معلوم اسلئے اوسپر ایمان نہین لاتے - باوجود اسکے اکثر مسلمان
عیسائیون کو نجس جانتے ہیں نہ وہ ہمارے ساتھ کھاتے ہیں نہ اون برتنون میں کھاتے ہیں
جنمین ہم کھائین - سر طامس رو نے ۲۱ اگست سے ۱۵ تک کے سفر نامہ مین لکھا ہے کہ جمال الدین حسین
نے جو میری دعوت کی تو صبح کو خشک ہوئی تھی اسمین وہ میرے ساتھ کھانے مین شریک تھا
لیکن جب رات کو کھانے کی دعوت ہوئی تو مین جدا بٹھایا گیا - چند روز کے بعد جمال الدین حسین
کی مین نے دعوت کی اوسکو کھانا کھلایا جو مسلمان کے ہاتھ کا پکا ہوا تھا - اوس نے اوس
کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا جو انگریزی طرح کا پکا ہوا تھا - اوسنے یہ کہا کہ تین چار رکابیان
کھانے کی میرے گھر بھیجدو مین اونکو اپنے گھر مین پوشیدہ کھاؤنگا +

چونکہ جہانگیر کے عہد سلطنت مین انگریز اور اہل فرنگ بہت سے اوسکے دربار مین جمع ہو گئے تھے

اور اون مین سے بعض نے یہان کی حالات ملکی اور معاشرت کے لکھہ کر اپنے اہل وطن کو بھیجے اور اہل وطن نے ایک مدت کے بعد اونکو جمع کر کے چھاپکر مشتہر کیا - گو اونکے بیانات مین اختلافات ہین اور ایک ہی فرنگی کی تصنیف کے مختلف نسخے مطبوع ہوئے ہین - مگر انگریزی مورخ انہین نوشتون پر سلطنت جہانگیری کی تاریخ کی بنیاد رکھتے ہین اور اونکے بخلاف جو باتین کہ مسلمان مورخون نے بیان مین لکھی ہین اونکو غیر معتبر جانتے ہین اور نہین مانتے ہین سلسلہ تاریخ مین سفرنامہ بھی وقعت رکھتا ہے مگر اسمین اغلاط کے احتمالات زیادہ ہوتے ہین - جو سیاح کسی ملک مین جاتا ہے تو وہ فقط ظاہری حالات کو دیکھہ سکتا ہے اوسکو بہت کم موقعے ایسے ملتے ہین کہ اندرونی حالات خواہ پولیٹکل ہون یا سوشیل ان تک اوسکی رسائی ہو اسکو اتنی مہلت و فرصت نہین ملتی کہ وہ اتنے جزئیات و مفردات بہم علم حاصل کرے جس سے استقراء درست کر سکے اور نتیجہ صحیح نکال سکے خصوصاً جب کہ اسکا مذہب اور زبان غیر ہو - مذہب اوسکو ایک آنکھ کا آدمی بناتا ہے اور زبان اوسکو کسی بات کو پورا سمجھنے نہین دیتی - جب ایسی حالت مین ایک اجنبی مسافر کا سفرنامہ بہ نسبت ان تاریخون کے جو کسی ملک کی وہین کے باشندون اور بادشاہون کے معاصرین نے لکھے ہون وقعت نہین رکھتا - ان سفرنامون کے اعتبار کی وجہ بڑی یہ بیان کی جاتی ہے کہ جو مورخ بادشاہ کے زمانہ مین یا اوسکی اولاد کے عہد مین تاریخ لکھتا ہے اوسکو مجبوری اوس مین خوشامد کے بارے جھوٹی باتین لکھنی پڑتی ہین - مسافر کو بعد مکانی خوشامد اور جھوٹ سے بچاتا ہے - لیکن جیسا کہ یہ بعد مکانی کام کرتا ہے ویسا ہی بعد زمانی بھی کام کرتا ہے اگر کسی بادشاہ کا حال ایک زمانہ کے بعد لکھی تو اوسکو خوشامد کے مارے جھوٹی باتین لکھنے کی حاجت نہین پڑتی - غرض کسی ملک کی اصلی تاریخون کے مقابلے مین جو بادشاہ کے عہد مین یا اوسکے بعد لکھے جائین ان مسافرون کے سیاحت نامے چندان وقعت نہین رکھتے - جب تک کسی مسافر کے بیان کی تصدیق یہ تاریخین نکرین وہ قابل اعتبار نہین ہوتا +

انگریزون اور خاص کر سر طامس رو نے جو اپنے اعزاز و احترام کی باتین لکھی ہین کہ لوگون نے

مجھہ سے کہا کہ کسی اور سفیر کا آپ کی برابر احترام بادشاہ نے نہین کیا - ان مین سے کسی ایک بات کا پتا
بھی مسلمانون کی تاریخ مین نہین لگتا - سر طامس رو کی سفارت کا ذکر کسی تاریخ مین نہین جہانگیر
کو تو بعض انگریزی مورخ یہ کہہ دیتے ہین کہ اسنے اپنی مستانہ نوشی اور کاہلی کے سبب سے اس انگریزی
سفارت عظیم کا حال نہین لکھا - مگر اور مورخون کو کیا ہوا تھا جو انھون نے اسکا نام تک نہین لیا
اسئے مسلمانون کا معذور ہونا ثابت کرتے ہین - اصل حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ مین انگلستان کی سفارت
سفارت ہی نہین سمجھی گئی کہ کوئی مورخ یا بادشاہ جو اپنی سلطنت کے جزو کل حالات اور ایران
و توران وغیرہ کی سفارت کو مفصل بیان کرتا ہے اسکو لکھتا - سفیر بادشاہ کے لیے بیش قیمت تحائف
نہین لایا تہا سوا اسکے وہ تجارت کے باب مین عہد نامہ چاہتا تہا - ان دونو باتون نے سفارت
انگلینڈ کی وقعت نہ پیدا ہونے دی ہان اگر جہانگیر کو یہ معلوم ہوتا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ یہ قوم
کل ہندوستان پر مسلط ہوگی تو وہ اس سفارت کے نتائج کو سوچ کر اسکے بیان کو اپنے سنہ جلوس
کا ایک واقعہ عظیم سمجہتا اور اوسکو بیان کر کے اس سنہ کو اپنی یادگار روزگار بناتا - سر طامس رو
نے اپنے اعزاز و احترام کی حکایات کو مبالغہ سے لکھا ہے - وہ ایک اجنبی مسافر نئے رنگ
ڈھنگ کا تھا - بادشاہ اور امرا اپنی خوش اخلاقی کے سبب سے یا فقط اوس سے نئی باتون کے
معلوم کرنے کے لئے اور اوسکا تماشا دیکھنے کے لئے خاطر کرتے ہونگے - اسپر مجھے ایک
حکایت یاد آئی - دہلی کے رزیڈنٹ سیٹن صاحب تھے اور مولوی شاہ عبد العزیز صاحب ایک عالم
متبحر تھے - صاحب ممدوح مولوی صاحب سے کبھی کبھی ملاقات کو آیا کرتے تھے ایک دفعہ ملاقات
مین شاہ صاحب نے صاحب ممدوح سے کہا کہ انگلستان کے آدمی مہمان نواز بڑے ہوتے ہین
صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ نے یہ کیونکر جانا - اونھون نے جواب دیا کہ کنبل پوش اپنے
سفرنامہ مین جابجا لکھتا ہے کہ میری دعوت وہان کے بڑے بڑے امیرون نے اور اور
آدمیون نے کی یہ سنکر صاحب ممدوح نے قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ مولوی صاحب ان دعوتون کا سبب
مہمان نوازی نہ تہی بلکہ کنبل پوش ہاتہہ سے کھاتا تھا یہ انگریزون کے لئے ایک تماشا تھا کہ آدمی
بندر کی طرح کھاتا ہے - اس تماشے کی خاطر اوسکی دعوتین ہوتی تھین - فرنگیون کی خاطر داری

کے ایسے ہی ہندوستان مین بھی اسباب ہونگے۔ انگریزون نے جو جہانگیر کے خصائل اور عہد سلطنت کی بدنظمیون کا طومار باندھا ہے وہ قومی اور مذہبی تعصب پر مبنی ہے اور زیادہ تر وہ لاعلمی پر ہے مثلاً سرطامس رو ان سڑکون پر گذرا جو راجپوتانہ اور دکن مین واقع ہیں ان میں سے ایک ملک ابھی فتح ہوا تھا۔ اور دوسرے ملک مین لڑائی ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مین اگر ایک دو جگہ چوری یا قزاقی ہوئی تو کیا اسپر سارے ملک کی بدنظمی پر قیاس ہو سکتا ہے۔ کیا اسّے وہ سڑکین جنپر جہانگیر نے دو رویہ پھل دار درخت لگائے تھے اور مسافر سونا اچھالتے چلے جاتے تھے وہ مٹ جائینگے غرض مین نے جو انگریزون و فرنگیون کے بیانات اوپر نقل کیے ہین اُنمین سے زیادہ تر مسلمانون کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط اور پیرایۂ صدق سے معرا ہیں انمیں سے کسی بات کی شہادت اونکی اپنی تاریخ نہین دیتی +

جہانگیر کی عادات و خصائل و اخلاق اور بعض اور حالات

تاریخ شہادت دیتی ہے کہ جہانگیر کی ولادت مین کرامت اولیا کا دخل تھا۔ راجہ بہاری مل کی بیٹی اکبر کی رانی انبیر والی لاولد تھی وہ اسکے گھر کے چراغ روشن کرنے کے لیے اجمیر مین حضرت معین الدین چشتی کے مزار پر دوڑا گیا اور وہان اپنے گوہر مقصود کو پایا۔ رانی کے ہان شیخ سلیم کے گھر مین جہانگیر پیدا ہوا۔ اوسکی دودھ پلانے والی دایہ شیخ کی بہو مقرر ہوئی غرض اس دایہ کی صحبت نے اور اور حالات نے جو اوسکے گرد لڑکپن میں تھے جہانگیر کو خود پرست اور توہمات میں مبتلا کیا دنیا سے بے خبر رکھا۔ اسکے بعد باپ نے بھی اوسکی تعلیم کی تکمیل کے لئے کوئی اہتمام نہیں کیا۔ اسکی تعلیم خام رہی۔ اسکی ساری تزک میں کہیں کسی مصنف و تصنیف کا ذکر نہیں سوا طبقات بابری کے اُسنے نہیں لکھا کہ مین کسی کتاب سے مستفید ہوا ہون. خط بھی اسکا کچا تھا +

جہانگیر جب جوان ہوا تو اوسنے باپ سے ناہنجاریان اختیار کین جنکا مفصل بیان کیا گیا ہے ہر چند بہت صلاح کارون نے اوسکو صلاح دی کہ وہ باپ سے معرکہ جنگ گرم کرے مگر وہ

کئی جگہ اپنی توزک مین بیان کرتا ہے کہ مین نے اس صلاح کو نہیں مانا اور اپنی عقل پر کام کیا اور کہتا رہا کہ خدائے مجازی سے ہنگامہ رزم کو برپا کرنا کفر سمجھتا ہون۔ گو باپ کی زندگی مین اسکو ایسا آزار پہنچایا کہ اس کا دل اس سے بیزار ہوا مگر جب وہ مرگیا تو اوسکے جنازہ کو کندھا دیا۔ آگرہ سے پانچ میل پر بڑا عالیشان مقبرہ لاکھون روپیہ خرچ کرکے بنوایا۔ ایکدفعہ پیادہ پا باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اور حسرت میں رہا کہ بسبب جشم نہ جاسکا۔ جب وہ خسرو کی مہم مین مصروف رہا تو اوسکی غیبت مین معمارون نے اس مقبرہ کو اپنی رائے کے موافق بنا دیا۔ جب وہ آیا اور اوس نے اس مقبرہ کو دیکھا تو ساری وہ عمارتین جو ناموزون تھین تُڑوا ڈالوائیں اور اپنی مرضی کے موافق اونکو بنوایا۔ بیس برس میں یہ عمارت پوری بنکر تیار ہوئی جو اب تک اپنی شان و عظمت دکھا رہی ہے ؏

اکبر ایسا شہنشاہ گذرا ہے کہ اوس کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ کسی بادشاہ کا مقابلہ نہیں ہو سکتا اگر ہو سکتا ہے تو اول اوسکے پوتے شاہجہان کا اور اوسکے بعد بیٹے جہانگیر کا۔ اکبر اصل تھا۔ جہانگیر اوسکی نقل تھا۔ اس مین بہت سی خوبیان باپ کی پائی جاتی تھین۔ وہ اپنے قدیمی نوکرون پر مہربانی کرنے مین اور اونکے بڑے بڑے قصورون کے معاف کرنے مین دوسرا اکبر تھا۔ راجہ مانسنگھ اور مرزا عزیز کوکہ کی کیسی تقصیرات کو معاف کرکے اون پر لطف و کرم کیا۔ اس کوکہ نے اوسکو بڑی تکلیف پہنچائی تھی۔ اپنے بیٹے خسرو پر جو باپ کی جان ستانی پر مستعد رہتا تھا کیا شفقت پدری کی ہے کہ کمتر کوئی باپ ایسی بیٹے پر کرتا ہے۔ دشمنون کے ساتھ جنگ و پیکار مین اپنے باپ کی تدابیر کی تقلید کی۔ اوسنے اپنی توزک مین باپ کی خصائل و عادات و تدابیر و انتظامات ملکی پر رائیں لکھی ہیں وہ اسکی فراست و کیاست کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور بتلاتی ہیں کہ وہ باپکے قواعد و قوانین و آئین کی کیسی قدر کرتا تھا اور دل و جان سے انکی پیروی مین کوشش کرتا تھا۔

انسان کی سرشت ایسی ہے کہ وہ برے بھلے کام ملے جلے کرتا ہے نہ کوئی نیک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے کردار اوسکے نیک ہون نہ کوئی بد آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے افعال اوسکے بد ہون

Marfat.com

خیر محض اور شر محض دونو معدوم۔ اب اگر کسی آدمی کی خصلت کا شخص کو منظور ہو کہ وہ نیک ہے یا بد تو اسکا طریقہ یہ ہے اوسکے سارے نیک و بد کاموں کو جمع کر کے دونو کو میزان عدل مین عقل سے تولے یعنی جس طرف پلڑا بھاری ہو اس جانب میں نیک و بد ہونے کا حکم لگائیں نہ یہ کہ اوسکے برے کامون کا انتخاب کر کے اوسکے بد ہونے کا فیصلہ کر دیا اور پھر اوس کے نیک کامون کو بھی اتفاقی اور مکاری کا بتا دیا۔ اسلئے میں جہانگیر کے ظلم و عدل کے کامون کو لکھتا ہون جسے وہ آدمی جو تعصب سے خالی ہین اوس کے عادل ہونے کا فیصلہ خواہ مخواہ کرینگے

جہانگیر پر ظلم کا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ وہ مجرمون و باغیون و بے وفا نوکرون کی ایسی بری طرح جان لیتا تھا اور سزا دیتا جس سے اوسکا وحشیانہ ظلم ثابت ہوتا ہے جل دار پر کھینچنا۔ ذبح کرانا۔ زندہ کھال کھچواتا۔ زندہ جلاتا۔ ہاتھیون کے پانون تلے سلواتا۔ حلال خورون اور سگ بانون کے ساتھ کھلواتا۔ ایک عورت کو اس جرم میں کہ کسی مرد کو بوسہ دیا تھا بغلون تک زندہ زمین مین گڑوایا تین دن تک اوسکا سر دھوپ مین سکوایا جس سے وہ چوبیس گھنٹے میں مرگئی۔ ایک امیرزادہ کو اس قصور میں کہ اوسنے سخت کلامی کی تھی آدھے چہرہ کی کھال اوتروائی بعض باغیون کے سرغنون کو گدہے اور بیل کی کھال مین سلکے تشہیر کرائی۔ ایک دفعہ بادشاہ شکار کی شست لگائے بیٹھا تھا کہ بیچ میں تین آدمی اتفاق سے آگئے جس سے کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا اوسنے غصہ مین آکر ایک آدمی کو مروا دیا دو کی ناک کٹوا دی جہانگیر شہنشاہ تھا اگر اوسنے خسرو کی تین چار سو ہمراہیون کو بوضع غیر مروا دیا اور سرغنون کی جان بری طرح نکالی تو کیا گناہ کیا ایسے موقعون پر ایسا قتل کرانا بادشاہ اور گورمنٹ پر واجبات سے ہوتا ہے۔ اس سیاست بغیر تو بادشاہ کی سلطنت کا جمنا اور اوسکی جان کا بچنا دشوار ہوتا ہے۔ ہر زمانہ مین جان ستانی کے مختلف طریقے مروج تھے سب کا مآل یہ تھا کہ سزا اسطرح دی جائے کہ جس سے آیندہ آدمیون کو عبرت ہو کہ پھر وہ جرم نہ کرین جیسے اس زمانہ میں پھانسی دینے اور گولی مارنے سے اور لاشون کو لٹکتے مین ڈالنے سے عبرت ہوتی ہے اسطرح مختلف ملکون اور مختلف زمانون مین جان ستانی سے عبرت

ہوتا ہے جو آدمیون کی کھوپریون کے مینار بنائے جائیں اور اس طرح مارے جائیں جسطرح اوپر بیان
ہوا ہے اُسمیں نہ ظلم ہے نہ ستم ہے نہ وحشیانہ پن ہے۔ اس زمانہ اور اوس زمانہ کے جان
ستانی کے طریقون مین ایسا ہی اختلاف ہے جیسے کہ آدمی کے اوبالنے اور بھوننے میں
بالکل تعصب کی بات ہے کہ ایک کو اچھا اور دوسرے کو بُرا کہیں جیسے مسلمان مردے کو جلانے
کو بے رحمی اور سنگدلی سمجھتے ہیں اور ہندو زمین مین مردہ کے گاڑنے کو۔ جہانگیر شہنشاہ اعظم تھا
جتنی بغاوتیں و مجرمون کی جانیں اوسکے زمانہ مین کم تلف ہوئی ہیں کمتر کوئی عیسائی اور مسلمان
بادشاہ ہوا ہوگا کہ جس عہد میں یہ ہوا ہوگا سب سے بڑا الزام تحکم کا روپیہ لگایا جاتا تھا کہ اوس نے
شیر افگن خاں کو کبھی ہاتھی سے کبھی شیر سے لڑا کر اوسکی جان لینی چاہی جب یون وہ مرا تو آخر کو
اوس کو قتل اسلئے کرادیا کہ اوسکی بیوی مہر النسا خود نکاح کرے۔ اس سے زیادہ جھوٹا الزام اوسپر کوئی
نہیں لگ سکتا۔ پاجی سے پاجی مسلمان بادشاہ کوئی ایسا نہیں ہوا کہ اوسنے کسی مسلمان
کی جان اسلئے لی ہو کہ اوسکی بیوی سے اپنا عقد نکاح باندھے اس واقعہ کے لئے کوئی تاریخی شہادت
مستند و معتبر نہیں ہے۔ نہ تو تزک مین اسکا ذکر ہے اور نہ کسی اور اسکی معاصر تاریخ میں وہ مذکور ہے
اکثر مسلمان مورخ شیعہ مذہب رکھتے ہیں اور بعض سنت جماعت دونو مین بعض حضرت ایسے ہوتے ہیں کہ وہ خداوند بھی
سبب دوسرے مذہب کے بادشاہ کی نہایت کا موقع کوئی لگتی لگاتی برائی ایسی لگا دیتے ہیں یہ نیک کام سنگینیون پر دوہ ہو جاتے
مدتونکے بعد ایسے مورخون نے از رہ و کنایہ یہ مضمون جہانگیر کی نسبت گھڑ کر لکھا ہے سو اور اسکے یہ امر یون بھی عقل
کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ شیر افگن خان کا سارا کنبا اوسکے قتل ہوتے ہی بادشاہ پاس بھیجا
گیا۔ مگر نور جہان چار برس تک سلطان رقیہ بیگم مادر سبتی جہانگیر پاس ہی اگر جہانگیر نے شیر افگن خان
کو نور جہان سے نکاح کرنے کے لئے قتل کرایا۔ تو اوسکے قتل ہوتے ہی اپنا مدعا کیون نہ حاصل کیا
جب جہانگیر نے نور جہان سے نکاح کیا ہے تو اوسکی چوبیس برس کی عمر تھی اس سے ظاہر ہے
کہ حسن صورت سے زیادہ حسن سیرت عشق کا سبب ہوا ہوگا۔ اس بادشاہ مین سب سے زیادہ خوبی یہ تھی کہ جیسے وہ
اپنے ذاتی حقوق و منافع اور عیش و عشرت کی حفاظت چاہتا تھا اسی طرح وہ رعایا کے سکھ چین آرام
آسودگی کا خواہان تھا اوسکی زنجیر عدل نے اوسکی عدالت کا آوازہ سارے ملک میں پھیلا دیا اوسکے

Marfat.com

اس مقولہ نے کہ بادشاہ پر فرض ہے کہ وہ جنگل کے درندون اور چرندون اور ہوا کے پرندون تک حمایت کرے اور اپنے تخت کے نیچے ان جانورون کی بھی حق رسی کرے اوسکی عدالت کو کافی طور پر ثابت کر دیا ہے اوسکی دلی تمنا اور آرزو یہی تھی کہ مین رعایا پر عدالت کے ساتھہ حکومت کرون - نور جہان جسپر وہ دل و جان سے عاشق زار تھا اس سے اوسنے کہہ دیا تھا کہ مین تم کو کاروبار سلطنت کا اختیار دیتا ہون مگر تم کبھی میری عدالت مین مداخلت نہ کرنا مین اوسکو نہ سنونگا - اوسنے تخت پر بیٹھتے ہی دوازدہ احکام و قوانین جاری کئے جنسے زیادہ سے زیادہ آدمی زیادہ سے زیادہ خوش و خرم رہ سکتے ہین یہی اصل مطلب قوانین کا ہوتا ہے بعض مخالف کہتے ہین کہ یہ قوانین فقط کاغذی عمل تھا اونکی عمل درآمد نہین ہوئی اگر یہ بات اونکی تسلیم بھی کر لی جائے تو بھی فقط اس کاغذی عمل سے جہانگیر کی پرلے درجہ کی نیک نیتی ثابت ہوتی ہے قانون مین مقنن کی نیت دیکھی جاتی ہے عمل ہونا یا نہ ہونا دوسری بات ہے - قانون کا اچھا بنانا اوسکی نیک نیتی کو بتلاتا ہے - ایک حکم خیر و خوبی کا اوسنے جاری کیا جو نہ اوسکے باپ نے نہ سلاطین ماضیہ نے جاری کیا تھا معلوم نہین کہ انگریزی مورخ کیون اسکو اکثر فرو گذاشت کرتے ہین اور اوسکی داد نہین دیتے وہ حکم یہ تھا کہ آیندہ خواجہ سرا نہ بنائے جائین نہ بیچے جائین اس حکم کے بعد جو مجرم اس جرم کے پکڑے آئے انکو حبس دوام کا حکم دیا - اوسنے یہ بھی حکم دیا کہ جن ہندو عورتون کے لڑکے بالے ہون وہ ستی نہ ہونے پائیں - رعایا کے دل خوش کرنے کے کام بہت کیا کرتا تھا - ایکدفعہ تھوڑے دنون مین زمین کے خراج کی معافی چاہنے والے بہت سے آدمی کھڑے ہوئے تو امراء سلطنت نے عرض کیا کہ اگر حضور کی فیاضی و سخاوت زیادہ وسعت پائیگی تو چند سالون مین سرکاری آمدنی صفر ہو جائیگی تو جہانگیر نے اونکو جواب دیا کہ یہ سائل ایک لشکر ہے جو میری دعا مانگتا ہے جسکے مانع امرائے سلطنت ہوتے ہین اونپر واجب ہے کہ اس لشکر کو زیادہ کرین جب شاہزادہ خسرو بھاگا ہے اور اوسنے راہ مین لوگون کو لوٹا ہے تو جو شخص لٹا تھا اوسکو جہانگیر نے اوسکے مال کا پورا منافعہ دیدیا خسرو کے ہاتھ کا رقعہ بادشاہ کے نام ایک شخص کی سفارش مین تھا جسکے گھوڑے اوسنے لے لئے تھے جہانگیر نے گھوڑون کو پوری قیمت دیدی +

ہفتے کے دنون کا کام مقرر کرنا +

اجمیر مین تین برس کچھ مہینے جہانگیر رہا تھا۔ اوس نے اپنی رعایا کی بہبود و فلاح و آسایش و آرام کے لئے ہفتہ کے ہر روز کے واسطے ایک خاص کام مقرر کیا تھا۔ پنجشنبہ کو سارے جشن و جلسے ہوتے سوا عیش و عشرت و مسرت کے کامون کے کوئی اور کام نہ ہوتا تھا۔ باغون میں گل گشت ہوتی فوارون کی سیر دیکھی جاتی۔ امرا کا اضافہ جاہ و منصب ہوتا اس دن کا نام مبارک شنبہ بادشاہ نے رکھا تھا جمعہ کے روز بادشاہ کے روبرو ہزار سچے و پکے مسلمان بلائے جاتے اور اونکو سب قسم کے کھانے اونکے حسب حال تقسیم کئے جاتے کہ وہ خوب پیٹ بھر کر کھائین اور اونکو وہی کھلانے کا حکم دیا جاتا جسے وہ زیادہ کھائیں (وہی بھاوڑہ طعام مشہور ہے اوس کے سبب سے آدمی سوا یا کھا جاتا ہے) اور خدا کی عبادت اچھی طرح کرین۔ یکشنبہ کو جھروکے کے نیچے بہت سے اپاہج لنگڑے لولے اندھے بوڑھے اکھٹے کئے جاتے اور اونکو خیرات مین بہت روپیہ دیا جاتا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ اندھون کو زیادہ خیرات مل جاتی۔ دوشنبہ کو نوجوان امرا کے ایک گروہ کو تیر اندازی کا اور دوسرے گروہ کو چوگان بازی کا حکم ہوتا۔ اور نادعلی کے حافظون کو بہت کچھ نذر کیا جاتا۔ سہ شنبہ کو چیتے و ہرنون کا اور کتے و لوہڑیون کا و خرگوشون کا شکار کھیلا جاتا۔ جو خرگوش اور لومڑیان شکار سے بچ جاتین وہ جنگل مین چھوڑ دی جاتین ہاتھیون اور اور جانورون کی بھی کشتیان ہوتین اور مجرم قتل کئے جاتے۔ چہارشنبہ کو بادشاہ منحوس اس سبب سے سمجھتا تھا کہ اوسی دن اوس کے باپ کا اور اجمیر مین شاہجہان کی ایک لڑکی کا انتقال ہوا تھا جسکو وہ اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا اوس دن کا نام کم شنبہ رکھا تھا۔ اوس دن بادشاہ جن آدمیون سے خفا ہوتا وہ قیدخانہ مین بھیجے جاتے تھے یا اون کو کوڑے لگوائے جاتے تھے کسی دن بادشاہ اپنی خوشی کے کامون سے باز نہین رہتا تھا اور دوپہر سے آدھی رات تک رعایا کے استغاثے سنا کرتا تھا +

شراب نوشی +

جہانگیر نے اپنے شراب پینے کا حال مفصل اپنی توزک مین تحریر کیا ہے جس کو مین نے تاریخ مین نقل کیا ہے کہ کبھی شراب میں فلونیا (افیون و بھنگ) ملائی۔ کبھی شراب مین نشہ کی افیون بڑہائی اوسکے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مے نوشی میں اپنے سارے بزرگون پر

سبقت لے گیا حضرت بابر اوسکا پردادا بھی خوب بادہ نوشی کرتا تھا مگر اوسکے ساتھ اوس کو اپنا بڑا گناہ وہ جانتا تھا اور اس سے نادم اور غمزدہ ہوتا تھا۔ مگر جہانگیر ہمیشہ شراب پینا بادشاہی کا ایک حق جانتا تھا۔ وہ شب جمعہ کو شراب نہیں پیتا تھا اس شعر ؎

ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ مکن	تا از صدر نشینان جہنم باشی

کا مصداق نہ ہوتا تھا۔ حضرت ہمایون افیون کھانے اس حد پر پہنچائی کہ اپنے کامون کو ہمایونی سے افیونی بنایا۔ حضرت شہنشاہ اکبر نے شراب و افیون کے مزے لئے مگر حکیمانہ اونکی کسی مضرت کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور منفعت کو اٹھایا۔ وہ حکیمانہ اونکے ضرر و نفع سے واقف تھا اوسکے بھائی عبد الحکیم اور دو بیٹون مرزا مراد اور دانیال نے اپنی جانین شراب کی نذر کین اور جہانگیر نے اپنی توزک مین لکھا ہے کہ سلطان پرویز اور اوسکے اور چار عزیزون کو شراب نے ہلاک کیا۔ ان بادشاہون کے عہد مین شریعت اسلام کے احکام جو شراب کے پینے و بنانے و بیچنے کے باب مین تھے جھرجھرے ہو گئے اور اون مین وہ زور نہین رہا جو پہلے تھا الناس علے دین ملوکہم کی وجہ سے امرا غربا مین بھی یہ وبا پھیل گئی +

جہانگیر کو جیسا کہ شراب کا ذوق تھا ایسا شکار کا شوق تھا۔ اوسنے اپنی توزوک مین لکھا ہے کہ میرے روبرو ۲۸۵۳۲ شکار ہوئے جنمین سے مین نے اپنے ہاتھ سے ۱۷۱۶۷ شکار کئے۔ جب شاہجہان کا بیٹا شجاع سخت بیمار ہوا تو اوسکی صحت کے لئے اوسنے توبہ کی کہ مین کسی جانور کو اپنے ہاتھ سے نہین مارونگا اور اس توبہ کا پانچ برس تک پابند رہا مگر جب شاہجہان سے اوسکی رنجش ہوئی تو اوسنے اس توبہ کو توڑ ڈالا۔ یہہ توبہ شکنی طفلانہ حرکت تھی +

مصوری و نقاشی +

مصوری کے باب مین جہانگیر کا مقولہ یہ تھا کہ جیسے اشیا کے بیان سے کانون کے ذریعہ سے دلکو مسرت حاصل ہوتی ہے ایسی ہی اونکی تصویر سے آنکھون کے طفیل سے دلکو خوشی ہوتی جاتی ہے۔ کوئی جاندار اور بے جان نادر چیز اوسکے سامنے نہ آتی تھی کہ وہ اوسکی تصویر نہ کھچواتا ہو۔ راجہ نہیر اس پاس ایسا بیمار ہو کر آیا کہ اوسکی صورت عجیب ہو گئی تھی اسکی

تصویر کھچوائی - خان عالم کو اپنا سفیر بنا کے جب ایران بھیجا ہے تو اوسکے ساتھہ بشنداس مصور کو کر دیا تھا کہ وہ شاہ عباس شاہ ایران اور اوسکے دربار کی تصویر کھینچ کر لائے تصویر خانہ بنوایا تھا جسکا حال تاریخ مین لکھا گیا - خان عالم ایران سے صاحب قران کے کسی معرکہ جنگ کی تصویر لایا اور اوسکو بادشاہ کو نذر کیا تو اوسکو ہزار روپے انعام دے جہانگیر نامہ کے اول جس مصور نے اوسکی مجلس جلوس کی تصویر لگائی تھی اوسکو انعام سے مالامال کر دیا - بادشاہ نے اپنی تصویرین کھچوا کر اپنے دوستون پاس بھجوائیں - وہ تورک مین لکھتا ہے کہ مین نے تیز چابک سنگ تراشونکو حکم دیا کہ رانا اور کرن اوسکے بیٹے کی مجسم پیکر سنگ مرمر کی تراشین جنمین انکا قد اور ترکیب اعضا بالکل موجود ہو جب وہ تمام ہو کر میرے سامنے آئیں تو مین نے حکم دیا کہ آگرہ مین باغ پائین مین جھروکہ درشن مین نصب کی جائین - یہ بھی ایک نئی بات ہے کہ کوئی مسلمان اسطرح راجاؤن کے بت بنوا کے باغ مین لگوائے -

جہانگیر کو شاعری کا مذاق تھا - طالب آملی اوسکے دربار کا ملک الشعرا تھا - طبع موزون رکھتا تھا اور کبھی کبھی شعر کہتا تھا - یہ اوسکی پہلی غزل ہے -

من چو کنم که تیر غمت بر جگر رسد	تا چشم نارسیده دگر بر جگر رسد
مستانه می خرامی دست تو حالے	اسپند میکنم که مبادا نظر رسد
در وصل دوست مستم و در هجر بیقرار	داد از چنین غمی که مرا بر سر رسد
مدهوش گشته ام که بهوشیم ره وصال	فریاد ازان زمان که مرا این خبر رسد
وقت نیاز و عجز جهانگیر هر سحر	امید آنکه شعلهٔ نور اثر رسد

ایک دفعہ بادشاہ کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا -

بگذر مسیح از سر ما کشتگان عشق	یک زنده کردن تو بصد خون برابر ست

وہ لکھتا ہے کہ میری طبع موزون ہے کبھی باختیار کبھی بے اختیار کوئی مصرع - رباعی بیت کہہ دیتا ہون - اوسکی بیت سنکر یہ بیت میری زبان پر آئی کہ -

از من متاب رخ که نیم بے تو یک نفس	یک دل شکستن تو بصد خون برابر است

اسیر احمد مہرکن نے یہ شعر کہا کہ

ای محتسب گریہ پیر مغان بترس
یک خم شکستن تو بصد خون برابرست

خانخانان کے شعر پر جو اشعار کہے گئے وہ تاریخ مین مندرج ہین +

خیرات

بادشاہ کی خیرات کا حساب کیا جائے تو لاکھون روپیون سے گذر جاتی ہے اسکا یہ ضابطہ تہا کہ آدہی رات کے بعد درویش اور ارباب حاجت اوسکے روبرو لائے جاتے تہے تین سال جلوس مین اوسنے اپنے ہاتہ سے انکو پچیس ۲۵ ہزار روپیہ اور ایک لاکھ بچانوے ہزار بگیہ زمین اور چودہ موضع درولیت وچہہ قلبہ زراعت اور گیارہ خروار شالی خیرات کیے اور سنہ ۱۶ جلوس مین وہ لکھتا ہے کہ ۵۰ ہزار بگیہ زمین ۳۲۵ خروار اور چار دیہہ و دو قلبہ ویک قطعہ باغ و ۲۳۲۷ عدد روپیہ ویک مہر و ۶۲۰۰ درب ۸۸۰ چرن و ۵۱۲ اتولے طلا و نقرہ اور دس ہزار دام خزانہ وزن سے فقرا اور ارباب استحقاق مین مین نے اپنے ہاتہہ سے تقسیم کئے +

اسنے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین خواہ محال خالصہ ہو یا جاگیر غلور خانے (خیرات خانے) بنائے جائین اور اونمین فقرا کے واسطے گنجائش محال کے موافق طعام درویشانہ پکایا جائے تاکہ مجاور و مسافر کو فیض ہو اوسکے حکم کی تعمیل کی تفصیل یہ ہے ۔ ۱۷ ذی قعدہ سنہ ۱۰ کو حکم دیا کہ ممالک محروسہ کے بڑے شہرون مین مثل جہانگیر نگر و الہ آباد و لاہور و آگرہ و دہلی وغیرہ مین فقرا کے لئے غلور خانے مرتب ہون تیس محل کے لئے یہ حکم پہلے لکھا گیا تہا جنمین سے چہہ محل مین وہ پہلے سے جاری تھے ۔ اور اب اور چہہ محل کے لئے لکہا گیا شاہ و گدا مین گو کچہہ مناسبت نہین لیکن جہانگیر ہمیشہ فقیرون پر مہربانی و عنایت کرتا تھا ایک سفر مین وہ سے لیا ولون اور تواجیون کو حکم دیا کہ سر راہ اور نزدیک براہ جو مواضع واقع ہین اونکے بیوہ اور بیچارہ آدمیون کو جمع کرکے میرے سامنے لائین کہ مین اپنے ہاتہہ سے خیرات کرون کہ مشغولی کا باعث بھی ہو اور نامراد اپنی مراد بھی پائین اس سے بہتر کوئی شغل نہین ہے ہر سال اپنے تلادانون مین جنمین سیم و زر منون ہوتا تھا وہ مستحقون

Marfat.com

کو تقسیم کر دیتا تھا جہانگیر ایک بے تعصب مسلمان تھا - اس زمانہ کے سلاطین یورپ کی طرح آپ
مذہب کے تعصب کی بلا میں گرفتار نہ تھا - اوس کو اپنے مذہب کا پاس و لحاظ تھا سال اول ہی کے
جلوس میں جو اسکا مباحثہ پنڈتوں سے ہوا اسسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بت پرستی کو گناہ جانتا
تھا اور توحید پر ایمان رکھتا تھا سکہ مین کلمہ شہادت کا نقش جمایا - اوسنے علما و دانایان ہمنشین
کو حکم دیا کہ مفردات اسماے الٰہی جنکا یاد کرنا آسان ہو جمع کرین تاکہ اوسکا وردہ کیا کرے
ان علمانے پانچ سو بائیس نام بہ ترتیب حروف ابجد اوسکو لکھ دیے جنکا وہ وردہ رکھتا
تھا اور شب جمعہ کو علما و صلحا و درویشون و گوشہ نشینون سے صحبت رکھتا تھا - اوسکو
حرمت شرع کا لحاظ ایسا تھا کہ اوسنے میر عدل و قاضی کو جنپر امور شرعیہ کا مدار ہے سجدہ
زمین بوس سے جو سجدہ کی صورت ہے معاف کر دیا حفظ شریعت کے لئے جب اوسنے سنا
کہ ایک سنیاسی کی صحبت مین بعض مسلمان امیرزادون نے کفر و زندقہ اختیار کیا ہے تو او
اونمین سے بعض کو محبوس و مقید کیا اور بعض کے سو سو دُرّے لگوائے تاکہ جاہلون کو
عبرت ہو - اوسنے مذہب ہی کے لحاظ سے شراب خانون کو اوٹھوا دیا - اور بازارون مین
بنگ و بوزہ کی فروخت کو بند کرا دیا - توزک میں لکھا ہے کہ ششہ جلوس مین جب مین اجمیر
رانا شنکر کے دیوہرہ میں گیا جو ایک لاکھ روپیہ مین تیار ہوا تھا اور وہان سنگ سیاہ
کی ایک مورت مین نے دیکھی جسکا دھڑ آدمی کا سا اور گردن اوپر سے سور کا سا تھا
اور ہنود کا عقیدہ قصہ یہ تھا کہ کسی مصلحت کے سبب سے کسی وقت مین حکیم علیم کی رائے
نے یہ اقتضا کیا کہ اس صورت مین جلوہ ظہور ہو اس سبب سے اس مورت کو عزیز رکھتے تھے
اور پرستش کرتے تھے مین نے اوسکو تڑوا کر تالاب مین ڈلوا دیا بعد اس عمارت کے ملاحظہ
کے مین نے ایک سفید گنبد دیکھا کہ ہر طرف سے آدمی وہان آتے تھے جب مین نے اوسکی
حقیقت پوچھی تو لوگون نے کہا کہ یہان ایک جوگی رہتا ہے اوسکی زیارت کو لوگ جاتے
ہین وہ ایک آٹے کی مٹھی اونکو دیتا ہے اور وہ اوسکو منہ مین ڈالکر اس جانور کی آواز نکالتے
ہیں جسنے ان احمقون کو کسی وقت آزار پہنچا ہو تو اس عمل سے گناہ زائل ہو جاتا ہے

مین نے حکم دیکر اوس محل کو خراب کیا اور جوگی کو وہان سے نکالا - اور اس گنبد مین جو بت کی صورت تھی اوسکو تڑوا ڈلوایا - مین نے تاریخ مین توزک سے نقل کیا ہے کہ جب جہانگیر کانگڑہ مین گیا ہے تو وہان قاضی و میر عدل مقرر کیئے اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی کی ہین اونکی تعمیل کرائی قلعہ مین ایک مسجد عالی بنوائی اور گائے ذبح کرائی غرض اسلام کی وہ باتین کرائین جو پہلے یہان کبھی نہین ہوئی ہتین - توزک مین بہت سی باتین اوسکی زاہدانہ اور عابدانہ بیان ہوئی ہین -

۲۷ ربیع الاول ۱۰۲۷؁ آفتاب برج حمل مین آیا اور اس نوروز جہان افروز مین اس نیازمند درگاہ الہی کے جلوس ہمایون کے بارہ سال بخیر و خوبی ختم ہوئے اور سال نو بہار اور فرخی سے آغاز ہوا اور اس نیازمند درگاہ ایزدی کا اکیاون سال بہار سے آغاز ہوا - امید ہے کہ مدت حیات مرضیات الہی مین صرف ہو - اور ایک نفس اوسکی یاد بغیر نہ گذرے - آگے وہ لکھتا ہے کہ ایزد حق سبحانہ تعالی کی حمایت و حراست ہمہ جا و ہمہ وقت اس نیازمند کی حافظ و ناصر ہے - غرض ایسے زاہدانہ فقرے بہت سے اپنی توزک مین اوسنے لکھے ہین وہ خدا پرستون سے بہت ملتا تھا اور درویشون سے ایسا اعتقاد رکھتا تھا کہ ایک دفعہ حکیم مسیح الزمان نے یہ رباعی پڑھی -

داریم اگرچہ شغل شاہی در پیش
گر شاد شود ز ما دل یک درویش
ہر لحظہ کنیم یاد درویشان بیش
آن را شمریم حاصل شاہی خویش

اسکے صلہ مین ہزار مہر حکیم مذکور کو عنایت کین

وہ مسلمانون کو مراسم کفر سے باز رکھتا تھا - راجور مین جب جہانگیر گیا ہے تو مسلمانون کو قبر مین مردہ خاوندون کے ساتھ عورتون کے زندہ دفن ہونے سے اور دختر کشی سے اور کفار کے ساتھ بیٹیوں کے بیاہنے سے باز رکھا اور حکم دیا کہ آیندہ وہ ایسا کرین تو اونکی سیاست ہو اسکا مفصل بیان ہو چکا ہے جہانگیر کا باپ ترک اور مان ہندو تھی اس حساب سے وہ آدہا ترک اور آدہا ہندو تہا - اپنے باپ کی برابر ہندوؤن پر وہ مہربانی اور شفقت کرتا تھا

بادشاہ کی ہندوؤن پر مہربانی اور اونکے تہوارونکا ماننا اور اور توہمات +

اور اعلی سے اعلی عہدے و منصب و جاہ اُنسے عزیز نہین رکھتا تھا۔ اسنے تمام ممالک محروسہ
مین حکم دیدیا کہ کوئی مسلمان کسی ہندو کو زبردستی اسلام مین نہ لائے۔ دھرم شاستر کے
موافق ہندو عورتون کو جنکے بال بچے ہون ستی ہونے سے روک دیا۔ کسی طرح کا تعرض
ہندوؤن کے مذہب سے نہیں ہونے دیتا تہا۔ اوسکے زمانہ مین بڑے بڑے مندر تعمیر ہوئے
متھرا کے قریب بندرابن مین گوبندویو کا مندر موجود ہے۔ وہ ہندوؤن کے تہوار مناتا
تھا۔ سنکرات کو جس مین آفتاب برج عقرب مین داخل ہوتا ہے اوسنے ہزار تولے
سونا چاندی اور ہزار روپئے خیرات کیے۔ دیوالی کو گئو پوجا کا دربار ہوتا۔ اور باغ مین گاؤ
آراستہ ہوکر آتے اور اونکے گلے مین کوڑیون کے ہار پڑے ہوئے ہوتے اور برہمن اونکو
لاتے۔ شیوراتری کو اپنے باپ کی طرح وہ بڑے بڑے جوگیون کو اپنے محل مین بلاتا
اور اونکو کھلاتا اور اونکے ساتھ کھاتا پیتا۔ دسہرہ کا جشن کرتا۔ سلونو کو راکھی ہاتھ مین بندھواتا
پہلے اس راکھی مین بڑے تکلفات ہوتے تھے اور بڑی بیش قیمت ہوتی تھی۔ اب
بادشاہ نے اُسمین برہمنون کی خاطر سے تخفیف کردی تھی۔ اوسنے اپنے جلوس سنہ مین
اپنے باپ کے مقبرہ مین باپ کا سرادہ کیا۔ وہ ہندو جوگیون کے پاس جاتا تہا۔ جدروپ کی ملاقات کا بیان پڑھو
جہانگیر علم نجوم کا معتقد تہا اور نجومیون سے پوچھ کر بہت کام کرتا تہا وہ کسوف خسوف
سے ڈرتا تہا اور اپنے محل مین چھپ کر ہو بیٹھتا تھا اور جب تک کسوف خسوف
موقوف نہ ہوتے اُس وقت تک اپنے ہاتھ سے خیرات دیتا اور پُن کرتا
کہ مبادا کوئی بلا سر پر آجائے۔ بعد اس حادثہ کے ارکین سلطنت اور نجومی مبارکباد
دینے آتے تھے۔ اوسکو یقین تھا کہ کسوف و خسوف کا اثر بادشاہ کی قسمت پر برا ہوتا
ہے۔ وہ ایک ہندو جوتکی رائے جوتشی کا بڑا معتقد تھا۔ یہ جوتشی اپنی جوتش کے
گنت سے بہت سی باتین مہینون اور برسون پہلے سے ایسی بتاتا تھا کہ خواہ نخواہ اوسکی
طرف بادشاہ کا اعتقاد جمتا تھا۔ ایکدفعہ ایک پیشین گوئی کے صلہ مین اوسنے اوسکو
سونے سے تلوایا اور سونا اوسی کو دیدیا سوا اسکے اور بڑے بڑے انعام اوسکو ملتے تھے

توزک مین ساری اُس کی پیشین گوئیان مفصل لکھی ہین انسان جو کام اپنے ہنر اور کرتب و شعبدہ بازی سے دکھا سکتے ہین اونکو وہ یہ جانتا تھا کہ سحر و جادو کے زور سے وہ کیے جاتے ہین - وہ اشیا کی سعد و نحس کا قائل تھا - چنانچہ وہ توزک مین لکھتا ہے کہ چار چیزون پر سعادت و نحوست کا حکم لگ سکتا ہے +

اول زن - دوم غلام - سوم منزل - چہارم گھوڑا - گھر کی سعادت و نحوست کے جاننے کا ضابطہ قریب بصحت یہ قرار پایا ہے کہ مکان مین تھوڑی سی زمین کو مٹی سے خالی کرین اور پھر اُسی مٹی کو اُس زمین مین بھرین اگر وہ برابر آئے تو خانہ میانہ ہے نہ سعد نہ نحس اور اگر کم ہو تو منحوس ہے اور اگر زیادہ ہو تو مسعود - وہ آفتاب پرست اور آتش پرست نہ تھا مگر آتش کو ایسا مقدس جانتا تھا کہ جب ناصر الدین بادشاہ مالوہ کی قبر کو اکھیڑ کر اوسکی ہڈیون کو آگ مین جلانے کا حکم دیا تو اوسنے کہا کہ آتش ایسی پاک ہے کہ اس مین یہ ناپاک چیز نہین ڈالنی چاہیے اسلئے اونکو پانی مین ڈلوایا - پارسی جشنون کی مراسم پہلے سے چلی آتی تھین وہ بدستور اس بادشاہ کے عہد مین قایم رہین شب برات کو جو زمانہ جاہلیت کی مراسم مین سے مسلمانون مین مروج تھی - اُسمین جہانگیر بڑی روشنی کراتا تھا - وہ لکھتا ہے کہ شب جہار دہم شہر شعبان کو شب برات تھی - نور جہان بیگم کے محل کے منازل و عمارات مین سے ایک مین جو بڑے بڑے تالابون کے درمیان واقع تھا مین نے جشن کیا نور جہان نے ایک مجلس مرتب کی جسمین مین نے امرا اور مقربون کو بلایا اور اونکو شراب اونکی مرضی کے موافق پلائی اور طرح طرح کے کباب میوے وگزک کھلائی - اطراف تال اور عمارات مین فانوسین اور چراغ روشن ہوئے ان چراغون اور فانوسون کا عکس جو پانی مین پڑتا تھا تو تالاب ایک میدان آتش نظر آتا تھا ایسی روشنی کبھی اور شب برات کو نہ ہوئی ہوگی +

توزک جہانگیری کو پڑھیے تو جہانگیر مین ایک عجیب استعداد خداداد مظاہر فطرت اور مناظر قدرت کے امتحان کی نظر آتی ہے - اسکو باغون اور پھولون کا بڑا شوق تھا - جب کوئی پھول اس پاس لاتا تو وہ اپنی جلتی سولی کو پھیر دیتا اور اس پھول کا

+ مظاہر فطرت و مناظر قدرت کے دیکھنے کی استعداد خداداد +

خوب امتحان کرتا اور اوسکو لکھتا ہندوستان کے تمام تالابون اور جھیلون و آبشارون
کی حسن و خوبی خوشنمائی کو خوب بیان کرتا ہے اور ہمالیہ پہاڑ کے مناظر و مظاہر کی اپنے
بیان مین تصویر کھینچتا ہے۔ کوئی مظاہر فطرت اسکے مشاہدہ مین نہ آتا جسکے باب مین وہ
تحریر نہ کرتا۔ جن مشہور اضلاع و مقامات مین وہ گذرتا اونکے تاریخی حالات کو تحقیق کرکے
لکھتا۔ اور اونکا محصول اور اونکے باشندونکی حالتین اور شہرونکی زبانین اور جانورونکا
بیان رقم کرتا۔ اوسنے ان باتون کا ذکر اس خوبی سے کیا ہے کہ پہلے کسی بادشاہ نے
سواے بابر کے نہین کیا۔ اسکی فارسی زبان ایسی سلیس ہے کہ کمتر ہوتی ہے۔ اوسکی
کتاب ہندوستان کی گیزٹیر نہایت صحیح تصنیف ہوسکتی ہے۔ وہ قدرتی چیزون
کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ جاندار اور بے جان اشیا کے دیکھنے مین اوسکو بڑی مہارت
اور بصارت تھی وہ بڑی تحقیق و تدقیق کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ حیوانات و نباتات
کی تشریح اور خصوصیات اسقدر اوسنے لکھی ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے بڑی
غور و تحقیق کی نظر سے توجہ و محنت کرکے اوسکو دیکھا ہے۔ وہ عمارات اور باغات
کے باب مین جو راے دیتا ہے اوسسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم نباتات و علم عمارات مین
خوب ماہر تھا اور اونکے مشاہدات مین وہ اپنا وقت صرف کرتا تھا۔ جواہرات کے پرکھنے
مین اپنا ایسا جوہر دکھاتا تھا کہ کامل جوہری معلوم ہوتا تھا۔

جہانگیر اور نور جہان کے عشق کو قصہ طرازون اور افسانہ گویون اور شاعرون نے
لیلے مجنون و شیرین خسرو کا قصہ بنا دیا ہے ایسی داستان سرائی کی ہے کہ حقیقت حال
اس مین مشکل سے ملتی ہے اور وہ افسانون کے آگے بے مزہ معلوم ہوتی ہے۔ اصل
حال یہ ہے کہ جب سے جہانگیر کے ساتھ نور جہان ہم پہلو ہوئی تو بادشاہ کے آخر دم تک دل
جان و دین و ایمان و دولت و عزت کی مالک رہی۔ اس دانشمند فرزانہ بیگم کے سبب سے
بادشاہ کا مزاج اصلاح پر آیا اور رعایا کا فلاح بڑھا۔ اوسکے سبب سے اوسکا باپ اعتماد الدولہ
کیسا دیانتمند وفادار عاقل امیر اور اوسکا بڑا بھائی ابو الحسن کیسا جان نثار شیا

Marfat.com

خیرخواہ وزیر ہاتھہ آیا۔ نورجہان ہی کی نیک سلیقگی وحسن انتظام وکفایت شعاری کا نتیجہ تھا کہ دربار جہانگیری کی شان وشکوہ ایک عالم مین مشہور ہوگئی جب سلطنت کے کسی کام مین مشکل گرہ پڑتی اوسکی ناخن تدبیر سے کھلتی۔ ایسی شجاع وجوانمرد عورت کا کام تھا کہ اوسنے اپنی تدابیر سے مہابت خان کی ہاتھہ سے اپنی اور اپنے خاوند کی جانکو بچایا اور قید سے نکالا اوسکے تمام کامون کی تفصیل مین پہلے لکھہ چکا ہون۔ اوسنے بادشاہ کی شراب پینی کم کرادی غرض اوسنے جہانگیر کو دانشمند احمق یعنے اپنے لئے احمق اور دوسرون کے لئے دانشمند بنایا۔ غرض اس عشق سے یہ خرابی ضرور پیدا ہوئی کہ نورجہان کے رشک وحسد کے سبب سے جہانگیر اپنے لائق بیٹے شاہجہان اور ایک اپنے پرانے رفیق جان نثار دانشمند فرزانہ جوانمرد امیر مہابت خان سے خفا ہوگیا جسسے بڑے بڑے فساد جھگڑے کھڑے ہوئے +

جہانگیر کی تصنیفات سے ایک پندنامہ ہی جو اوسنے اپنے فرزندون اور باخلاص مریدون کے لئے لکہا ہے کہ وہ اوسکو دستورالعمل بنائین جسمین بہت سی نصایح و پند معمولی ہین جو اور پندنامون مین لکھی ہین بعض اون مین کچھہ جدت بھی رکھتے ہین یہ پندنامہ پورا چھوٹی توزک مین لکہا ہے جسمین سے ہم چند مقولے نقل کرتے ہین۔

(۱) دنیا ناپایدار ہے جسقدر اوسکی طلب مین کمتر کوشش کرو بہتر ہے۔ دنیا کو کھاؤ پہلے اسسے کہ وہ تم کو کھائے۔ کم آزاری وبردباری ونکوکاری اختیار کرو (۲) اپنے کہترون (چھوٹون) کے ساتھہ وہ کام کرو جو اپنے مہترون (بڑون) سے امید رکھتے ہو (۳) مزدوری اتنی ملتی ہے جتنا کام کرو

(۴) باہمہ عیب خویشتن شب و روز — در تکاپوے عیب احبابی

(۵) ہرچہ برخویش نہ پسندید بکسان مپسندید (۶) زمانہ بر انکس تبرا کند + کہ او کار امروز فردا کند (۷) ستم در مذہب دولت روا نیست کہ دولت باستمگر آشنا نیست (۸) ہر کہ بادشاہ نیست کامگار نیست و ہر کرا درم نیست کرم نیست

وہر کرا فرزند نیست دل خوش نیست ہر کرا این سہ نیست ہیچ غم نیست (۹) نان خویش خورید
و سخن خویش گوئید (۱۰) از بد اصلان دختر مخواہید و برمرگ دختران غم مخورید (۱۱) زن
جوان خواہید و بطمع مال بدام زن پیر میفتید و بر زندگی خود رحم کنید واگر توانید اصلا
بزن نکاح نکنید (۱۲) زبان ہنگام بہتر از سود بے ہنگام (۱۳) سوگند چہ راست و چہ
دروغ مخورید (۱۴) ہر کہ اسراف کند تونگر نشود و ہر کہ کم خورد بیمار نشود و ہر کہ بردباری
کند پشیمانی کم خورد (۱۵) سہ کار ہر سہ گروہ را نشاید آموخت آشنا وری در آب بطر را
و در ندگان را صید و شکار و زنان را عاشقی (۱۶) تندرستی بسہ چیز توان یافت
یکے بکم گفتن دوم بکم خوردن سوم بکم خفتن (۱۷) سہ چیز است کہ با سہ چیز جمع نباید حلال
خوردن بحکومت و مہربانی کردن در حال غضب و زشت گفتن با بسیار گوئی۔
(۱۸) چہار چیز آدم را فربہ کند یکے جامۂ نو پوشیدن دوم بگرمابہ بسیار رفتن
سوم طعام چرب شیرین خوردن۔ چہارم مراد دل زندگانی کردن (۱۹) شش چیز است
کہ دل را سیاہ سازد و اندوہ بسیار آرد یکے رخت چرکین پوشیدن و دیر دیر سر
تراشیدن۔ دوم بخیانت بودن۔ سوم دروغ بسیار گفتن۔ چہارم غیبت مردم
کردن پنجم دشنام بسیار بمردم دادن ششم در نماز کاہل بودن (۲۰) اس دنیا میں بھی
سخاوت کرنے سے سخی کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ خلق کے دل اوسکے گرویدہ ہوتے
ہیں اپنے بعد زر و جواہر کے چھوڑ جانے سے کہ وہ گھوڑوں پر لدیں اور صرف
وارث اونکو اڑائیں اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا کہ ایک آدمی کے دل خوش کرنے سے
(۲۱) جو آدمی کہ فرزانگی انصاف۔ رفاہ عام وبہبود انام میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے
وہ ہمیشہ خوش رہتا ہے (۲۲) تو ایسے کام کر کہ تجربہ کار تیری تحسین کریں (۲۳)
گو شکاری کیسا ہی ہوشیار ہو مگر گرگ باران دیدہ بھی پر ایسا نا ہوتا ہے۔
(۲۴) دشمن کے سامنے جب جاؤ دلیرانہ دل لے کر جاؤ شیر سے شیر لڑ سکتا ہے۔
(۲۵) نوجوان میں فیل و شیر سے پنجہ بازی کی توانائی ہوتی ہے مگر بڑہاپے میں لومڑی کی سی

Marfat.com

سکاری کہاں ہوتی ہے +

ہم نے ان دونو توزکون کا بیان اول دیباچہ میں کیا ہے انمین جو جہانگیر کے حالات لکھے ہین اونمیں ایسا اختلاف نہیں ہے جیسا کہ رقومات میں اوسکی چند مثالیں ہیں

صیغہ خرچ	چھوٹی توزک	بڑی توزک
جشن نوروزی	پندرہ کروڑ روپیہ	ساٹھہ لاکھہ روپیہ
تاج	۲۷۰۰۰۰۰۰ روپیہ	کچھہ نہیں لکھا۔
معافی محصولات	۱۶۰۰ ہندوستانی من سونا	۶۰ من سونا
آگرہ کی قلعہ کی تعمیر کا خرچ	۲۶۵۵۰۰۰۰۰ روپیہ	۳۶ لاکھ
راجہ مانسنگہ کی مسندکی لاگت	۴۸۰۰۰۰۰ روپیہ	اسّی ہزار روپیہ
ہیرے کی زنجیر کی مالائے مروارید	۵۰۰۰۰۰ روپیہ	ایک لاکھہ روپیہ
دولت خان نے مرنیکے بعد جو نقد و جنس چھوڑا	۱۲۰۰۰۰۰۰۰۰ اروپئے	۴۰۰۰۰ تمن کے جواہر سوائے سونے اور اجناس کے
دانیال باس جواہر	پانچ کروڑ اشرفی	دو کروڑ اشرفی
ہیمو کی کلاہ کے جواہر	ساٹھہ لاکھہ اشرفی	۸۰۰۰۰ تمن

چھوٹی توزک مین لکھا ہی کہ خسرو کے تعاقب مین چالیس ہزار گھوڑے اوس کے اصطبل مین کھاتے تھے اور ایک لاکھہ اونٹ باہر لاکر تقسیم ہوئے تھے بڑی توزک مین اسکا بیان نہیں چھوٹی توزک مین لکھا ہے کہ مین نے ایک لاکھہ اشرفیاں بدخشانیون مین اور اجمیر مین پچاس ہزار روپئے درویشون میں خیرات کرنے کا حکم دیا۔ بڑی توزک مین بدخشیوں میں روپئے تقسیم کرنے کا ذکر نہیں۔ اور اجمیر کے لئے بیس ہزار روپئے لکھے ہیں چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ خسرو کے جواہر کے صندوقچہ میں ۸۰۰۰۰۰۰ روپئے کے جواہر تھے بڑی توزک میں اس کا بیان نہیں بڑی توزک مین بازی گرون کے تماشون کا بیان بہت تھوڑا سا بالاجمال ہے۔ مگر چھوٹی

توزک مین بالتفصیل ہے جس سے خلاصۃ التواریخ اور سیر المتاخرین اور مرآت عالم نما مین
نقل ہوا ہے چھوٹی توزک مین بادشاہ کے شراب پینے کا ذکر نہیں بڑی توزک مین خوب
تفصیل سے لکھا ہے +

اب ہم بعض واقعات کو لکھتے ہیں کہ جنکے بیان مین دونو توزکون مین بڑا اختلاف ہے
راجہ مان سنگہ کے چچا بھگوانداس کے بیٹون کے قتل ہونے کا حال بڑی توزک سے
۱۴۴ صفحہ مین سنہ اول کے واقعات میں لکھہ چکے ہیں اب چھوٹی توزک سے لکھتے ہیں
ان دونون بیانون میں بڑا فرق ہے۔

۔ شعبان (سنہ ۱ جلوس) کو راجی و بیجے رام و سیام رام کے سرون کو بداعمالی کی
سزا مین مین نے ہاتھیون کے پاؤن تلے نرم کرایا۔ یہ تینون راجہ رام سنگہ کے چچا بھگوانداس
کے بیٹے تھے۔ بڑی توزک مین بھگوانداس کے بیٹے ابھے رام کے بیٹے لکھے ہیں۔ راجی بڑا
ہرزہ رائے اور بے صرفہ گو تھا۔ جب الہ آباد مین بہار سنگہ پسر راجہ مان سنگہ کو منصب
دو ہزاری ملا تو راجی نے اوچھا پن کیا کہ بہار سنگہ کو بہکایا جیسے اوسکا ادبار آیا۔ اور وہ اپنی
بداعمالی کی سزا کو پہنچا۔ الجا رام (ابھے رام بڑی توزک مین لکھا ہے) تو اونکے مارے
جانے سے غصہ مین آنکر حرکات ناخوش کرنے لگا۔ اوسکو مین نے محمد امین کُرد وزی بنگالہ
کو سپرد کیا کہ اوسکو اپنی حفاظت مین اچھی طرح رکھے۔ محمد امین کا باپ ذات ترند سے
تھا اوسکو مین نے حکم دیا کہ بنگال مین جا کر اوسکو راجہ مان سنگہ کے سپرد کر دے۔ محمد امین نے
یہ سادہ لوحی کی کہ اوسکے پاؤن مین بیڑیان نہ ڈالین راہ مین برادرانہ سلوک کیا۔ وہ آدھی
رات کو جب سب سوتے تھے سرائے طائی اور غازی پور کے درمیان اس ارادہ سے بھاگ کر
گیا کہ رانا سے ملے۔ یہ کام بے شورش کے نہ ہوا۔ فوراً محمد امین خبردار ہوا اور اوسکے
پیچھے دوڑا۔ اب اتفاق سے وہ جمنا کے کنارہ پر وہان پہنچا جہان سے آگرہ مین آتے ہیں
وہان کشتی نہ ملی۔ اوسکی جرأت نہ ہوئی کہ دریا مین گھوڑے کو ڈال کر پار جاتا۔ اوسنے
توقف کیا محمد امین نے اوسکو آنکر پکڑ لیا۔ اور بادشاہ کو لکھہ بھیجا کہ مین نے اوسکو گرفتار کر لیا

Marfat.com

اوسکا ارادہ رانا پاس جانے کا تھا - اب مجھے اوسکے باب مین کیا حکم ہوتا ہے مین نے
حکم دیا کہ اگر کوئی ہندو اسکا ضامن ہو تو مین اوسکی جاگیر اوسی کو دیدونگا اور اوسکے گناہ
سے درگذر کرونگا مگر اوسکی بدطینتی سے کوئی اوسکا ضامن نہ ہوا مین نے امیر الامرا سے
مشورہ کیا کہ اوسکا کوئی ضامن نہین ہوتا مبادا اسکے بھاگنے سے فتنہ ظہور مین آئے
ہند مین راجپوتون کا لشکر گنتی بلیون سے زیادہ ہے اب کیا کرنا چاہئے امیر الامرا
نے کہا کہ اوسکو کسی اپنے ملازم کو سپرد کرنا چاہئے کہ رات دن اوسپر پہرہ چوکی رکھے
یا قلعہ گوالیار مین قید کرنا چاہئے - ابراہیم کاکڑ جسکا خطاب دلاور خان تھا اور ہاشم بیگ
منگلی جسکا خطاب شہنواز تھا ہتیار لگا کے اور اپنے لشکر کو آراستہ کرکے لائے اور
اوںھون نے چاہا کہ اجارام (ابھے رام) کو محمد امین سے لیکر باہر جائین - مگر ابھی ام
نے اپنے نوکرون سے اتفاق کرکے چار ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی تیار کرا رکھے
تھے کہ اگر اوسپر دست درازی ہو تو وہ لڑکر اوسکو محمد امین کے پنجے سے نکالین وہ
لڑنے کے لئے آمادہ و مستعد بیٹھے - امیر الامرا نے آہستہ سے بادشاہ سے اس بات
کو کہا کہ اس اثناء مین قلعہ آگرہ کے شاہ برج کے نیچے شورش عظیم برپا ہوگئی مین نے
امیر الامرا سے کہا کہ اب وقت تغافل کا نہین ہے تو اپنے سپاہیون کو لیکر ان
بدبختون کا کام تمام کر - امیر الامرا متوجہ ہوا - لڑائی شروع ہوئی مین نے شیخ فرید
سے کہا کہ مبادا راجپوت اتفاق کرکے امیر الامرا کو ضائع کرین تو بھی اپنے لشکر کو
لیجاکر امیر الامرا کی مدد کر وہ فوراً گیا غوغائے جنگ بلند ہوا مین شاہ برج کے
مخارجہ سے جو بارعام تھا نکلا اور دیکھا کہ خوب لڑائی ہورہی ہے اور بیس ہزار کے
قریب راجپوت شمشیرین اور جمدھر کھینچے ہوئے امیر الامرا پر حملہ کررہے ہین امیر الامرا
بھی اپنی سپاہ کی تلوارین خنجر تیر اور نیزہ دشمنون پر چلا رہا ہے اس اثناء مین قطب خان
دلیر اور کار آمد نوکر چند نفر کے ساتھ زخم شمشیر سے کشتہ ہوا - امیر الامرا کے نوکر کچھ
زخمی ہوئے - دلاور خان بھی گھوڑے سے گرا اور جمدھر سے مارا گیا - پھر امیر الامرا

کی مدد کے لئے مین نے تین ہزار احدی بھجوائے تو وہ دشمنون پر جا پڑے بہت راجپوتون کو قتل
کیا۔ اس اثنا مین شیخ فرید دس ہزار سوار اور پانچ ہزار جرارہ سوار مسلح و مکمل لیکر
امیر الامرا سے جا کر ملا۔ اور اپنی افواج آراستہ سے راجپوتون کے لشکر کو آگے سے
ہٹا دیا۔ شیخ فرید ایک علم کے نیچے کھڑا تھا کہ ایک راجپوت تلوار سونت کر اوسکی طرف متوجہ
ہوا شیخ نے اپنے نیزہ دار سے نیزہ لیکر مارا کہ پیٹھ سے اوسکی نوک پار نکل گئی اور وہ مر گیا
میرے لشکر کو غلبہ ہوا اور راجپوت بہت مارے گئے۔ باقی بھاگ گئے۔ مین نے سب اسیرون
کو ہاتھی کے پاؤن تلے مسلوایا۔ اونکے سردار بخت رام کو گوالیار کے سیاہ چاہ مین بند کیا
جہانگیر نے چھوٹی توزک مین باپ کے مرنے کا حال بہت دلچسپ لکھا ہے ہم اوسکا
ترجمہ لکھتے ہین روز دوشنبہ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۶۰۵ع کو میرا باپ
شدت مرض مین اپنے عزیزون کی خاطر سے غذا اور میوہ نوش جان کرتا تھا اور بسبب تیز
پیری کے یہ غذا اور میوہ اوسکو ہضم نہین ہوتا تھا۔ اسی حالت مین بادشاہ امین الدولہ
اوسکے جوا کھیلنے پر خفا ہوا اور بہت ملامت کی کہ تو اس عمر مین جوا کھیلتا ہے اس غصہ
و غضب سے بھی اسیر امراض نے غلبہ کیا۔ بدہضمی بھی ہوئی۔ دن بھر ایک کھیل کا دانہ منہ
مین نہ گیا منگل کو یہ حال رہا بدھ کو بادشاہ کو غذا مین شوربہ کھانے کی صلاح
دی گئی۔ پھر ایک دن بادشاہ حکیم علی سے کچھ ناراض ہوا۔ حکیم علی نے جواب دیا کہ
مین نے علاج اچھا سوچا ہے بشرطیکہ وہ موافق مزاج ہو حضور خود اپنی غمخواری و
پرہیز نہین فرماتے محل کے اہل حرم نے ماش کی کھچڑی خوب گھی مین بھون کر حضور کے
روبرو رکھی اور حضور نے اوسکو نوش جان فرمایا معدہ ضعیف تھا اوسنے ہضم نہین کیا
اسہال ہوا۔ حکیم مظفر نے کہا کہ حکیم علی نے بڑی غلطی کی کہ اول بیماری مین بادشاہ کو
تربوز کھلا دیا مین نے نیک اندیشی سے یہ سوچا کہ خواہ حکیم مظفر نے یہ بات سچ کہی ہو
خواہ خود غرضی سے کہی ہو مین حکیم علی کو غرض آمیزی کے گمان سے پائمال غضب
نہین کرونگا۔ اگر قضائے الٰہی اور طبیبون کی غلطیان درمیان نہ ہوتین تو کاہے کو

کوئی مرتا۔ اگرچہ مین نے اسقدر حکیم علی پر مہربانی کی مگر تہ دل سے میرا اعتقاد حکیم
برگشتہ ہوگیا۔ اِن دنون مین دو تین گھڑی دن رہے ہر روز باپ کی عیادت کو جاتا
بادشاہ کا ضعف روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ روز شنبہ ۱۴ جمادی الآخر کو دوا کھلانے
کی تقریب سے باپ پاس صبح گیا۔ ایک بار میرے باپ نے اپنے صحت مزاج کے زمانہ مین
یہ نصیحت کی تھی کہ بابا اس جگہ آیا نہ کرو اور اگر آیا کرو تو اپنے سپاہی اور آدمی اپنی
لایا کرو۔ مین نے اوسی وقت میرے باپ کے اس حکم کی اطاعت کرنی چاہی احتیاطاً
کی۔ ایک دن قلعہ مین اپنی جمعیت کے ساتھ آیا۔ دوسرے دن بادشاہ سے بغیر پوچھے گچھے
نے قلعہ کے دروازون کو محکم بستہ کیا اور قلعہ کے برجون پر توپین چڑھا دین۔ روز پنجشنبہ
۱۹ جمادی الآخر کو مین نے اس جماعت کے نفاق و ترس کے سبب سے قلعہ کا جانا ترک کیا۔
ان سنگھ نے اپنی صلاح سے مقرب خان کو مطلع کیا کہ وہ اوسکے ساتھ شریک ہو۔ اوسنے
عرضداشت کے ساتھ اس صلاح کے کاغذ کو میرے پاس بھیجدیا۔ قلعہ مین مقرب خان
میری حسن خدمت کرتا تھا اور اس مدت مین اوسنے آرام نہین کیا۔ وہ افراد برگشتہ کو پھیر
لایا۔ جب وہ بادشاہی سرکار مین سہ ہزاری تھا تو مین ہر چند اوسے کہتا کہ مجھسے وہ کوئی چیز
مگر وہ نہ لیتا۔ جب باپ نے مجھے دہ ہزاری منصب دیا تو اپنے مقربون سے اول جس شخص کو مین
باپ کے روبرو منصب دار بنایا وہ مقرب خان تھا اور اوسکے منصب پر ہزاری کا اضافہ کیا۔ وہ
مخلص خیر اندیش تھا۔ جتنے دنون قلعہ مین نہیں گیا باپ کے دیکھنے کی محرومی سے دل مین جلتا
تھا مگر مین آدمیون پر اپنا درد دل ظاہر نہ کرتا تھا۔ دل کو خدا سے لگا کے دم نہ مارتا تھا ؎

کار خود گر بخدا باز گذاری حافظ ۔ اے بسا عیش کہ با بخت خداداد کنی

عقلائے کاردان مثل میران صدر جہان و میر ضیاء الدین قزوینی و خواجہ ویس ہمدانی کو اپنے درد
اور آزار پر مطلع کرتا۔ اونہون نے شاہ ایران کا ایک واقعہ جو اسی قبیل کا تھا میری
تشفی تسلی کے لئے سنایا +

جب مین نے دولت خواہون اور مخلصون کی صلاح و مشورہ سے قلعہ کا جانا بالکل چھوڑ دیا